وکیل آلِ محمد اعظم مولانا محمد اسماعیل سے کئے گئے مذہبی سوالات
حضرت مبلغ کے برجستہ جواب

وکیل آلِ محمد

حاضر جوابی کے آئینے میں

ناشر: مکتبہ وکیل آلِ محمد برمکان مولانا حیدری [illegible] جھنگ (پاکستان)

التمثال المبارک

المجاهد الاسلامی سماحۃ الفاضل العارف الکامل آیۃ اللہ العظمیٰ

الامام المصلح میرزا حسن الحائری الاحقاقی متع اللہ المومنین بطول بقائہ

(جن کی دینی خدمات نے پاکستان میں انقلاب برپا کردیا)

وکیل آلِ محمد حاضر جوابی کے آئینے میں

SYED [illegible] AZA.
14-B, Rizvia Society,
KARACHI-18.

افادات

وکیلِ آلِ محمد سلطان المناظرین حضرت مبلغِ اعظم
مولانا محمد اسماعیل قدس سرہٗ

مبلغ اسلام مولانا احمد علی حیدری

مکتبہ وکیل آلِ محمد رتہ متہ جھنگ پاکستان

ہدیہ: پندرہ روپے

آئینہ مجاہد نوجوان مولانا ضیاء حسین ضیا خلف الرشید

حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل اعلی اللہ مقامہ

حضرات مومنین! وکیل آلِ محمد حضرت مبلغ اعظم اعلی اللہ مقامہ کی پچاس سالہ تبلیغی خدمات کے نتائج قوم کے سامنے ہیں۔ مرحوم کی زندگی تقریر و تحریر دونوں کے حوالے سے جہاد و تبلیغ سے عبارت تھی۔ اگر ایک طرف انہوں نے ملتِ جعفریہ کے دفاع کے لئے مناظروں کی آتش فشانیوں کا سامنا کیا تو دوسری طرف تحریری خدمات میں وہ آہنگ پیدا کیا جو "نجوم" اور "تاثیر" سے قریب تر تھا۔ مگر جس زمانہ میں مبلغ اعظم مرحوم نے تحریری خدمات کو قوم کے سامنے پیش کیا ایک تو وہ زمانہ طباعت و کتابت و اشاعت کے باب میں موجودہ دور سے بہت پیچھے تھا، ثانیاً مبلغ اعظم کی تالیفات کی اس قدر مانگ ہوئی کہ رفتہ رفتہ یہ کتابیں مارکیٹ سے ختم ہو گئیں۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کتب کی افادیت اور اہمیت اجاگر ہوتی گئی۔ وکیل آلِ محمد حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل مرحوم کے سانحۂ رحلت کے بعد ان کی خدمات کی تدوینِ ثانی اور نشر و اشاعت کے عنوان سے متعدد نشریاتی ادارے تاسیس ہوئے جو بحمد اللہ! نہایت کامیابی سے اپنا سفر طے کر رہے ہیں۔ مکتبہ "وکیل آلِ محمد" جس کے مؤسس مولانا احمد علی حیدری تلمیذ مبلغ اعظم ہیں۔ اس جہت سے انفرادیت رکھتا ہے کہ اس نے مبلغ اعظم کے تقریری خدمات کو منصۂ شہود پر لانے میں گرانقدر سعی کی ہے۔ "گلدستۂ مواعظ مبلغ اعظم" کی تین جلدیں اس کی گواہ ہیں جو مرحوم کے خطباتِ عالیہ کا مجموعہ ہے۔ جن کے ساتھ ساتھ اس مکتبہ کی دیگر نشریات بھی بیحد اہمیت کی حامل ہیں۔ آپ کے ہاتھوں میں موجود تازہ کاوش "وکیل آلِ محمد حاضر جوابی کے آئینے میں" اس لحاظ سے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ اس کا موضوع معلوماتِ عامہ سے ہے۔ وقتاً فوقتاً مبلغ اعظم پر کئے جانے والے علمی تحقیقی اور مناظرانہ سوالات کے مسکت جوابات کو اس مجموعہ کی زینت بنایا گیا ہے۔ لوح سے لیکر تمت تک آپ کو مبلغ اعظم کی حاضر جوابی، بے ساختگی اور برجستگی پوری شدت سے نظر آئے گی۔ اس کتاب کو مختلف زاویوں سے از سرِ نو مرتب کیا گیا ہے اور حسبِ سابق اس دفعہ بھی مولانا احمد علی حیدری نے اپنی طبعی محنت اور خلوص و لگن کو اس مجموعہ کی تدوین میں شامل رکھا ہے۔

ہم وکیل آلِ محمد حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل اعلی اللہ مقامہ کے حق میں دعائے مغفرت کے ساتھ ساتھ حضورِ رب میں دست بدعا ہیں کہ تا ابد مرحوم کی خدمات و تبلیغات کے چراغ فروزاں رہیں۔

ضیاء حسین ضیاء

۱۵ مارچ ۱۹۸۲ء

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں)

جلد اوّل

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

سوال: حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں خلفاء ثلاثہ نے کیا کیا تبدیلیاں کیں:

جواب: باعتقادِ شیعہ حضرات ثلاثہ نے شریعتِ محمدیہ میں متعدد تبدیلیاں کی ہیں جن کی طرف حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے خطبۂ خاصہ میں ارشادات فرمائے۔ دیکھئے روضۂ کافی ص ۲۹ تا ۳۰ مطبوعہ نولکشور۔

عن سلیم ابن قیس الھلالی قال خطب امیرالمومنین فحمد اللّٰہ واثنی علیہ ثم صلی علی النبی صلی اللّٰہ علیہ ثم اقبل لوجہہ وحولہ ناس من اھل بیتہ وخاصتہ وشیعتہ فقال قد عملت الولاۃ قبلی اعمالاً خالفوا فیھا رسول اللّٰہ متعمدین لخلافتہ ناقضین لعھدہ مغیرین لسنتہ ولو حملت الناس علی ترکھا وحولتھا الی مواضعھا والی ما کانت فی عھدِ رسول اللّٰہ لتفرق عنی جندی حتیٰ ابقی وحدی او قلیل من شیعتی الذین عرفوا فضلی وفرض امامتی من کتاب اللّٰہ عز ذکرہ وسنۃ نبیہ أرأیتم لو امرت بمقام ابراھیم علیہ السلام فرددتہ الی الموضع الذی وضعہ فیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کما کان وامضیت قطائع اقطعھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم لاقوام لم تمض لھم ولم تنفذ ورددت دار جعفر علیہ السلام الی ورثتہ وھدمتھا من المسجد ورددت قضایا من

الجور فقضى بها ونزعت نساء تحت رجال بغير حق فرددتهن الى
ازواجهن واستقبلت بهن الحكم في الفروج والاحكام وسبيت
ذراري بني تغلب ورددت ما قسم من ارض خيبر ومحوت دواوين
العطايا واعطيت كما كان رسول الله يعطي بالسوية ولم اجعلها
دولة بين الاغنياء والقيت المساحة وسويت بين المناكح وانفذت
خمس الرسول كما انزل الله عز وجل وفرضه ورددت مسجد
رسول الله الى ما كان عليه وسددت ما فتح فيه من الابواب
وفتحت ما سد منها وحرمت المسح على وحددت على النبيذ
وامرت باحلال المتعتين وامرت بالتكبير على الجنائز خمس
تكبيرات والزمت الناس الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم
واخرجت من ادخل مع رسول الله في مسجده ممن كان رسول الله
اخرجه وادخلت بعد رسول ممن كان رسول ادخله وحملت
الناس على حكم القرآن وعلى الطلاق على السنة واخذت
الصدقات على اصنافها وحدودها ورددت الوضوء والغسل
والصلوة الى مواقيتها وشرائعها ومواضعها ورددت اهل نجران
الى مواضعهم ورددت سبايا فارس وسائر الامم الى كتاب
الله وسنة نبيه صلى الله عليه وآله وسلم اذا لتفرقوا عني
والله لقد امرت الناس الا يجتمعوا في شهر رمضان الا في
شهر رمضان الا في فريضة واعلمتهم ان اجتماعهم في النوافل
بدعة فتنادى بعض اهل عسكري ممن يقاتل معي يا اهل الاسلام سنة
عمر ينهانا عن الصلوة في شهر رمضان تطوعا ولقد خفت ان

یشوروا فی ناحیة جانب عسکری ما لقیت من هذه الامة من الفرقة وطاعة ائمة الضلالة والدعاة الی النار واعطیت من ذلک سهم ذی القربی الذی قال اللہ عزوجل ان کنتم آمنتم باللہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان واللہ غنی بذی القربی الذی قرننا اللہ بنفسہ وبرسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال فللہ وللرسول ولذی القربی والیتٰمی والمساکین وابن السبیل فینا خاصة کی لایکون دولة بین الاغنیاء منکم وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ فی ظلم آل محمد ان اللہ شدید العقاب لمن ظلمھم رحمة منہ لنا وغنی اغنانا اللہ بھا ووصی بہ نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولم یجعلہ لنا فی سھم الصدقة نصیبًا اکرم اللہ رسولہ واکرمنا اھل البیت ان یطعمنا من اوساخ الناس فکذبوا اللہ وکذبوا رسولہ وجحدوا کتاب اللہ الناطق بحقنا ومنعونا فرضا فرضہ اللہ لنا ما لقی اھل بیت نبی من امتہ ما لقینا بعد نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واللہ المستعان علی من ظلمنا ولاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم ۰

ترجمہ :- سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے خطبہ فرمایا۔ حمد و صلوٰت کے بعد متوجہ ہوئے اس وقت آپکے پاس اہل بیت اور کچھ خواص اور شیعہ بیٹھے تھے فرمایا مجھ سے پہلے والیوں نے کچھ ایسے اعمال کئے ہیں جن میں انہوں نے جان بوجھ کر رسول کی مخالفت کی ہے اور حضرت کے عہد کو توڑا ہے اور حضور کی سنت کو بدلا ہے اگر میں لوگوں کو ان اعمال کے ترک کرنے پر آمادہ کروں اور ان اعمال کو ان کے اصلی مقام پر لوٹا دوں اور ویسے ہی

کردوں جیسے کہ عہدِ رسالتمآبؐ میں تھے تو میرا لشکر مجھے چھوڑ جائیگا حتی کہ میں تنہا رہ جاؤنگا
یا میرے قلیل شیعہ رہ جائیں گے جنہوں نے میری فضیلت کو اور میری امامت کے فرض ہونے کو
کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ سے مانا ہے۔ مجھے بتاؤ اگر میں مقامِ ابراہیمؑ کی نسبت حکم
دوں کہ اسے اسی مقام پر لوٹا دو جہاں رسول اللہ نے رکھا تھا اور فدک کو فاطمہؑ کی طرف
لوٹا دوں اور رسول اللہ کے پیمانے کو اسی طرح کردوں جیسا کہ وہ تھا اور ان جاگیروں کو جاری
رکھوں جو نبی کریمؐ نے جاری فرمائی تھیں واسطے چند قوموں کے جن کو بعد میں یا نہ دی گئیں نہ حضورؐ
کا حکم جاری رکھا گیا اور حضرت جعفر طیارؑ کا مکان ان کے وارثوں کو دے دوں اور اس کو مسجد سے
گرا دوں اور ظلم کے وہ تمام فیصلے بدل دوں جو جور سے کئے گئے ہیں اور غلط نکاح جو لوگ موجودہ
لئے بیٹھے ہیں ان کو ان کے اصلی خاوندوں کی طرف لوٹا دوں اور خرج کے باب میں صحیح حکم جاری کردوں
بنی تغلب کی اولاد دوبارہ قید کرلوں اور تقسیم شدہ زمینیں دوبارہ خیبر کو لوٹاؤں بطور عطیات کے
رجسٹر والوں سے نام مٹا دوں اور اسی طرح سے دینا شروع کردوں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر
دیتے تھے اور اغنیار کے درمیان اس کو مقرر نہ کروں اور زمین میں جریب ڈال دوں اور نکاحوں میں برابری
کردوں اور رسول خدا کے خمس کو اسی طرح جاری کردوں جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا ہے اور فرض کیا
ہے اور مسجدِ رسول اللہ کو اپنے اصل پر لوٹا دوں اور وہ دروازے جو نئے کھولے گئے ہیں بند کردوں اور جو
بند کئے گئے ہیں کھول دوں اور مسح علی الخفین کو حرام کردوں اور نبیذ تمر کے پینے والوں پر حد جاری
کردوں متعۃ الحج اور متعۃ النساء کے حلال ہونے کا فتویٰ دے دوں اور پانچ تکبیر نماز جنازہ
پڑھنے کا امر کردوں بسم اللہ بالجہر پڑھنا لازم کردوں اور جو لوگ حضورؐ کے ساتھ مسجد نبوی میں بلا اذن
داخل کئے گئے ہیں ان کو نکال دوں حالانکہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو رسول خدا نے اپنی زندگی میں نکال
دیا تھا اور جو رسولِ خدا کے بعد نکال دیئے گئے تھے ان کو داخل کردوں حالانکہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں
جن کو خود رسول کریمؐ نے داخل کیا ہے اور لوگوں کو حکم قرآن مجید پر آمادہ کروں اور طلاق کو مطابق سنت
کردوں اور صدقات کو ان کی قسموں اور حدوں پر حاصل کروں اور وضو غسل اور نماز کو ان کے اصل اوقات

اصلی شرائع واحکام اور اصلی مواضع کی طرف لوٹا دوں اور اہل نجران کو ان کے اصل مقام پر لوٹا دوں اور اسیرانِ فارس اور باقی امتوں کے قیدیوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں لوٹا دوں تو اسی وقت سب لوگ مجھ سے منتفرق ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم میں نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ماہِ رمضان میں سوائے فریضہ کے جمع نہ ہوں یعنی جماعت نہ کرائیں اور میں نے ان کو یہ بھی بتایا تھا کہ نوافل کی جماعت بدعت ہے پس میرے بعض اہل لشکر جو میرے ساتھ ہو کر مخالفین سے لڑ رہے تھے اونچی اونچی پکار رہے تھے کہ اے مسلمانو!

عمرؓ کی سنت بدل گئی علیؑ ہم کو ماہِ رمضان میں نماز نوافل سے روکتا ہے۔ اور البتہ تحقیق اس سے ڈرو کہ یہ میرے لشکر میں کسی طرف فتنہ نہ برپا کر دیں حالانکہ میں نے اس سنت سے پہلے ہی بہت تکلیفیں پائی ہیں۔

اور میں اس سے رسولؐ کے قرابتداروں کو ان کا حصہ دیے دوں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کنتم آمنتم باللہ خدا کی قسم اللہ کی ذوالقربیٰ سے مراد ہم ہیں ہم کو اللہ نے اپنے اور اپنے رسول کے ساتھ ملایا ہے پس کہا ہے فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین یہ آیت خاص کر ہمارے بارے میں ہے تاکہ خمس غنیوں کی دولت نہ بن جائے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھا کم عنہ فانتھو کے مطابق ہم کو یہ خمس دیا گیا اور واتقوا اللہ یعنی اللہ سے ڈرو آل محمدؐ پر ظلم کرنے میں ان اللہ شدید العقاب تحقیق اللہ سخت عذاب دینے والا ہے جنہوں نے آل محمدؐ پر ظلم کیا۔ اس کی رحمت ہمارے لئے ہے اللہ غنی ہے اس نے خمس کے ساتھ ہم کو غنی کر دیا اور اس نے اپنے نبی کو وصیت کی و صدقہ میں ہمارے لئے حصہ نہ رکھا اللہ نے اپنے رسول کو اور ہم کو اس سے برتر رکھا کہ ہم لوگوں کے ہاتھوں کی میل کھائیں۔ پس لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو جھٹلایا اور کتاب اللہ کا انکار کیا جو ہمارے حق میں ناطق تھی اور ہم کو انہوں نے اپنے فرض سے روک دیا جو اللہ نے ہمارے اوپر فرض کیا تھا کسی نبی کے اہل بیت کو اس کی امت کی طرف سے یہ تکلیفیں نہیں آئیں جو ہم پر آئی ہیں اور جنہوں نے ہمارے اوپر ظلم کیا ان کے خلاف ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور قوت سوائے اللہ کے کسی کو نہیں۔

:- ان تغیرات کی مختصر سی جھلک ہے جو عہد ثلاثہ میں واقع ہوئے ہیں اب ہم ان تمام چیزوں اور اہل سنت کی کتابوں سے معہ حوالہ جات درج کرتے ہیں۔

خلافیات ثلاثہ کی ابتداء

اصل قضیۂ قرطاس سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ علامہ شہرستانی اپنی مشہور کتاب الملل والنحل ص۸ پر لکھتے ہیں

تنازع فی مرضہ علیہ السلام فیما رواہ محمد ابن اسمٰعیل البخاری باسنادہ عن عبد اللہ ابن عباس قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مرضہ الذی مات فیہ قال ائتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی فقال عمران رسول اللہ قد غلب علیہ الوجع حسبنا کتاب اللہ وکثر اللغط فقال النبی علیہ السلام قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع

یعنی پہلا تنازع حضور کی مرض الموت میں شروع ہوا جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے روایت کی ہے کہ جب حضور کی مرض الموت سخت ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ تاکہ تمہارے فائدے کیلئے ایسی چیز لکھ دوں کہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ پس حضرت عمر نے کہا کہ حضور پر مرض کا غلبہ ہو گیا ہے ہم کو کتاب اللہ کافی ہے اس پر بہت شور ہوا پس حضور نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ میرے پاس تنازع لائق نہیں۔

سوال: تفسیر قمی مطبوعہ ایران ص۳۵۳ پر ہے کہ رسول اللہ نے غصہ سے فرمایا کہ تحقیق ابوبکر والئے خلافت ہونگے اور ان کے بعد تمہارے والد حضرت عمر حفصہ نے پوچھا کہ یہ خبر کس نے دی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شیخین کی خلافت کی خبر حضور کو دے چکا تھا پھر یہ ناممکن ہے کہ حضور نے حضرت علیؑ کی خلافت کے متعلق کوئی ارشاد فرمایا ہو۔ اس روایت میں خلیفہ کا لفظ ہے بادشاہ کا نہیں اور آپ حضرات ان کو خلیفہ کہتے ہوئے کیوں گھبراتے ہیں جب حضور نے ان کو خلیفہ کہا ہے تو تم بھی ان کو خلیفہ کہو۔

جواب: ہاں سورۃ تحریم کی تفسیر میں یہ عبارت تفسیر قمی میں موجود ہے۔

ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم من بعدہ ابوک

کہ ابوبکر میرے بعد خلافت پر قبضہ کرے گا اور اس کے بعد تیرا باپ عمر قبضہ کریگا

مگر سب سے پہلے یہ امر قابلِ غور ہے کہ سورۃ تحریم میں تین طریق سے جناب عائشہ اور حفصہ پر تعریض بلکہ توبیخ موجود ہے اول یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم (پ ۲۸ تحریم)

اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ اس کو اپنی بی بیوں کی خوشنودی کی خاطر کیوں حرام کرتے ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ رسول کی بعض ازواج کی مرضی منشاءِ الٰہی کے خلاف تھی لہٰذا حضورؐ کو روکا گیا۔ حضورؐ نے حضرت حفصہ کو دو خوش خبریاں سنائی تھیں اول حضرت کا جناب ماریہ قبطیہ کا اپنے نفس پر حرام کرنا اور دوسرا ابوبکر و عمر کا آپ کے بعد وارثِ ملک ہونا۔ اس میں اگرچہ حضرت حفصہ کی خوشنودی تھی مگر اللہ نے اپنے حبیب کو حفصہ کی خوشنودی سے منع کر دیا۔

واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبات بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نباھا بہ قالت من انباک ھذا قال نبانی العلیم الخبیر ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظھرا علیہ فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظھیر (پ ۲۸ سورہ تحریم آیت ۳ ،۴)

اور جس وقت پیغمبر نے کسی بی بی سے راز کی بات کی پھر اس نے وہ بات بتلا دی اور پیغمبر نے اس کو خبر کر دی تو پیغمبر نے اس بات کا بعض حصہ تو اس بی بی کو بتلا دیا۔ اور بعض سے دانستہ منہ پھیر لیا پس جب اس بی بی کو پیغمبر نے وہ بات جتلا دی تو اس نے کہا آپ کو یہ خبر کس نے دی۔ آپ نے کہا مجھ کو علیم و خبیر نے خبر دی ہے۔ اے پیغمبر کی دونوں بیبیو توبہ کر لو۔ تو بہتر ہے تحقیق تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں وان اظھرا علیہ اور اگر اسی طرح اس کے برخلاف ایک دوسری کی مدد کرتی رہو گی۔ پس تحقیق اللہ اس کا مددگار ہے اور جبریل اور صالح مومنین اور اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اس بات کا ظاہر کرنا جائز نہیں۔ مگر حضرت حفصہ نے اس کی خلاف ورزی کی اور حضرت عائشہ کو

بتادیا۔ باہم مشورہ ہوا۔ اس صلاح مشورہ کی خبر اللہ نے رسولؐ کو دی جب بعض ظاہر اور باطن چھپایا گیا اس صلاح و مشورہ میں دل کج ہوگئے۔ توبہ کا حکم صادر ہوا۔ مخالفت کی صورت میں چار طاقتوں سے ڈرائی گئیں۔ اللہ، جبرائیل، صالح المومنین اور فرشتے۔ یہ خبریں خلافت شیخین کی تھیں۔ اس کی تحصیل کیلئے صلاح مشورہ تھا۔ اگر یہ خبر خیر ہوتی تو اس کا ظاہر کرنا گناہ نہ ہوتا۔ دل کج نہ ہوتے اگر یہ مشورہ پیغمبر کے خلاف نہ ہوتا تو باطنی طاقتیں اس کے خلاف کیوں آمادہ ہوتیں۔ معلوم ہوا یہ خبر خیر نہیں اسلئے اس کا ظاہر کرنا منع تھا۔ اس کے ظاہر کرنے پر لعن وطعن موجود ہے۔ دیکھو تفسیر قمی۔ ہم نے از راہ احترام اصل عبارت ترک کردی ہے اور اس خبر کے خیر نہ ہونے کی وجہ سے حضورؐ نے اس کا افشا مکروہ سمجھا۔ دیکھو تفسیر مظہری صفحہ ۳ ج ۹

اتنا نہیں ایسی خبریں حضورؐ نے اور بھی بہت سی دیں مثلاً سورۂ قدر کی تفسیر میں اور سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر میں بنی امیہ کے ظالم بادشاہوں کے متعلق بھی خبریں موجود ہیں باقی رہا لفظ خلافت سے آپ کا استدلال سو وہ بھی غلط ہے۔

ایک ہے خلیفہ بننا اور ایک ہے بنایا جانا جو خود بنے وہ غلط جیسے فخلف من بعدھم خلف کہ انبیاء کے بعد نالائق خلیفے بن گئے اور جس کو مستخلف عنہ بنائے وہ درست ہے جیسے یا ھارون اخلفنی فی قومی مستخلف عنہ جب کو بنائے وہ درست ہے اس حدیث میں نبی کریمؐ کا ابوبکر و عمر کو خلیفہ بنانے کا کوئی ذکر نہیں کیونکہ میلی کا شا عل خود شیخین ہیں یعنی وہ خود والی بنیں گے۔ لہٰذا اس حدیث سے سائل کا استدلال اس کی جہالت پر مبنی ہے اگر مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو کتاب معیار الصحابہ یعنی مناظرہ کورٹ سماہہ دیکھیے۔

سوال: ۔ کیا حضرت علیؑ آپکے ہاں سید ہیں یا نہیں! اگر وہ سید ہیں تو انکی تمام اولاد سید کیوں نہیں اگر تمام اولاد سید ہے تو اپنی کسی معتبر کتاب کا حوالہ تحریر کریں نیز اگر آپ کے ہاں سید کا ہونا ماں کی وجہ سے ہے تو حضرت زین العابدینؑ سید نہ ہونے نیز سید کی آپکے ہاں کیا تعریف ہے؟

جواب: ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید بنی آدمؑ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عن ابی سعید رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا
سید ولد آدم یوم القیامہ ولا فخر۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۳)
جلاء العیون ص۲۱ میں ہے کہ علی علیہ السلام سید المومنین ہیں۔
اوحی الی فی علی ثلثۃ اشیاء انہ سید المومنین الخ
وداماں کی نسبت مطالب السؤل میں لہ ذو سید العرب آیا ہے۔ اور
سیدہ فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین اور سیدہ نساء اہل الجنۃ ہیں دیکھو
مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸ ان تکونی سیدۃ نساء اہل الجنۃ او نساء المومنین اور حسینؑ بھی
سید ہیں۔ ان الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنۃ اور حضرت حسنؑ کو بھی رسول خدا نے
سید فرمایا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے ؛ ابنی ھذا سید۔ میرا بیٹا سید ہے۔

الغرض جہاں جناب سیدہ اور جناب امیر علیہ السلام کا خون پایا جائے۔ ہم اس کو سید کہتے ہیں سوائے اولاد فاطمہؑ کے دیگر اولاد علی ہیں۔ ان میں جناب سیدہ کا خون نہیں لہٰذا ان کو شرف سیادت حاصل نہیں اور سائل کا یہ کہنا کہ اگر ماں کی وجہ سے سیادت ہے تو امام زین العابدین علیہ السلام سید نہ ہوں گے معلوم ہوتا ہے سائل حدیث سے جاہل ہے۔ کیونکہ اولاد علی صرف انہی کی اولاد ہے وہ اولاد نبی نہیں اولاد فاطمہؑ اولاد نبی ہے اور جو اولاد نبی ہے وہ سید ہے امام زین العابدینؑ اولاد فاطمہؑ سے ہیں لہٰذا سید ہیں۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو دیگر اولاد علی پر قیاس کرنا سائل کی حدیث سے بے خبری کی دلیل ہے۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ سوائے اولاد فاطمہؑ کے ہر بیٹا اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے دیکھو صواعق محرقہ لابن حجر مکی ص۱۱۲ مطبوعہ مصر۔

اخرج الطبرانی عن فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال لکل بنی انثی عصبۃ ینسبون الیہ الا ولد فاطمۃ
وانا ولیھم وانا عصبتھم۔

حضرت فاطمۃ الزہراؑ نے فرمایا کہ تحقیق نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر عورت کا بیٹا اپنے باپ کی طرف منسوب

ہوتا ہے مگر اولادِ فاطمہ؛ کہ ان کا ولی میں اور میں ہی ان کا رشتہ دار پدر بھی ہوں۔

اخرج الطبرانی عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل نبی انثی فان عصبتھم لابیھم ماخلا ولد فاطمۃ فانی انا عصبتھم وانا ابوھم۔

طبرانی نے ابن عمر سے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ ہر عورت کا بیٹا اپنے خاندان کی طرف منسوب ہوتا ہے، سوائے اولادِ فاطمہ کے کیونکہ ان کا خاندانی رشتہ مجھ سے ہے اور میں ان کا باپ ہوں۔ یہ دونوں بلکہ تین حدیثیں صواعق محرقہ میں موجود ہیں یہ خصوصیت جناب سیدہ دیگر اولادِ علیؑ میں موجود نہیں ہے کیونکہ وہ اولادِ فاطمہ نہیں جیسا کہ صواعق محرقہ کے ص۹۵ پر موجود ہے۔

من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولاد بناتہ ینسبون الیہ واولاد بنات غیرہ لاینسبون الی جدھم من الکفارۃ وغیرھا

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خاصہ ہے کہ آپ کی بیٹیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہے مگر دوسرے لوگوں کی اولاد اپنے ننھیال کی طرف کفو وغیرہ منسوب نہیں ہوتی بلکہ دادا کی طرف منسوب ہوتی ہے صاحب صواعق محرقہ ص۱۱۱ پر نسبت رسول کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ینبغی لکل احد ان یکون لہ غیرۃ علی ھذا النسب الشریف وضبطہ حتی لاینتسب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم احد الا بحق ولم تزل انساب اھل البیت النبوی مضبوطۃ علی تطاول الایام واحسابھم التی بھا یتمیزون محفوظۃ عن ان یدعیھا الجھال واللئام قد الھم اللہ من یقوم بتصحیحھا فی کل زمان ومن یعتنی بحفظ تفاصیلھا فی کل اوان خصوصاً انتساب الطالبیین والمطلبیین ومن ثم وقع الاصطلاح علی اختصاص الذریۃ الطاھرۃ بنی فاطمۃ من بین ذوی الشرف

کالعباسین والجعافرۃ بلبس الاخضر اظہاراً لمزید شرفھم

ترجمہ:۔ یعنی ہر شخص کو چاہیے کہ اس نسب شریف کے لئے غیرت کرے اور اس کو ضبط کرے
...ص اس کی طرف منسوب نہ ہونے پائے اگر کوئی منسوب ہو تو حق کی وجہ سے ہو اسی لئے سادات
...سب ہمیشہ منضبط اور محفوظ رہا طویل زمانہ تک ان کے وہ نشانات بھی ممتاز رہے جن کی وجہ سے
...نے جاتے ہیں تاکہ ہر جاہل اور لئیم اس کا دعویٰ نہ کرے اللہ تعالےٰ ہر زمانہ میں اس نسب کی
...کے لئے الہام کرتا رہا ہے اس نسب کو محفوظ کرنے والے بندے خداوند تعالیٰ خود پیدا کرتا رہا ہے دیگر
...صرف سے اسی ذریت طاہرہ کے اختصاص کیلئے نشان مقرر ہوتے رہے تاکہ عباسی اور اولاد جعفر طیارؓ
...ز ہو جائے چنانچہ عہد مامون میں سبز لباس شعار سادات رہا اس کے بعد صرف سبز عمامہ رہ
...س کے بعد ایک سبز ٹکڑہ عمامہ پر رکھا جاتا تھا۔ صواعق محرقہ ص۱۱۰۔

سادات یہ ہیں جن کی فضیلت اور امتیاز آپ نے پڑھ لیا ہے۔ سائل سادات کی خصوصیات
...قف ہے مندرجہ بالا حوالجات کی روشنی میں اُمید ہے ان کو سادات کی خصوصیات معلوم
...ہوں گی۔

سوال:۔ حضور سرورِ کائنات ؐ نے فرمایا کہ میری اُمت پہلی اُمتوں کے قدم بقدم اور نعل بنعل
ہی میں پیروی کرے گی یہ اہلِ سنت کی کس کتاب میں ہے۔

جواب:۔ یہ حدیث اہلِ سنت کی متعدد کتب میں ہے چنانچہ سب سے پہلے اصح الکتب بعد
القرآن صحیح البخاری ص۱۰۸۸ جلد دوم ۲۹/ کتاب الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لتتبعن سنن لمن کان قبلکم۔ اور مشکوٰۃ شریف ص۴۵۸ باب تغیر الناس
میں امام بخاری نے دو حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

حدیث اول،: عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم
الساعۃ حتی تاخذ امتی باخذ القرون قبلہا شبراً بشبر و ذراعاً بذراع
فقیل یارسول اللہ کفارس والروم قال ومن الناس الا اولٰئک

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ میری اُمت اپنے سے پہلے زمانے کی سنت پکڑے گی بالشت بالشت سے اور ہاتھ ہاتھ سے برابر ہو جائے گا عرض کی گئی یارسول اللہ کیا مثل فارس اور روم کے، کہا اور کون؟ وہی تو مراد ہیں۔

اور دوسری حدیث یہ ہے۔

عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع حتیٰ لو دخلوا جحر ضب تابعتموھم قلنا یارسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال ومن الناس الا اولئک

ترجمہ: ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا تم ضرور تابعداری کرو گے اپنے پہلے لوگوں کی بالشت بالشت اور ذراع ذراع حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوتے ہیں تو تم تابعداری کرو گے ہم نے عرض کی یارسول اللہ یہود و نصاریٰ کی؟ فرمایا اور کون؟

یہ حدیث بخاری شریف کے صفحہ ۹۰ پر پارہ نمبر ۱۳ میں موجود ہے۔

سوال: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ حضرت علیؑ دین کو اختیار کریں گے اور باقی صحابہ دنیا کو اہلسنت کی کتب سے نشاندہی کی جائے۔

جواب: آیت منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ

اے صحابہ بعض تم میں دنیا کا ارادہ رکھتے ہیں اور بعض آخرت کا پارہ نمبر ۴ سورۃ آل عمران اور اہل سنت کی کتاب مدارج النبوۃ صفحہ ۵۰۵ جلد دوم باب وفاۃ النبیؐ پر صاحب کتاب نے لکھا ہے کہ چوں بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند تو آخرت را اختیار کنی۔

اے علی علیہ السلام جب تو دیکھے کہ لوگ دنیا کو اختیار کر رہے ہیں تو چاہیئے کہ تو آخرت کو اختیار کرے

سوال: حضور نبی کریم کی حدیث ہے کہ گانا بجانا حرام ہے اور معصیت ہے، اہل سنت کی کتب صحاح ستہ سے حوالہ درج کیا جائے کیا قرآن پاک میں بھی کچھ ارشاد ہوا ہے؟

جواب: قرآن اور کتب اہل سنت میں رنگ راگ کی حرمت موجود ہے قرآن مجید پارہ نمبر ۲۱

سورہ لقمان آیت نمبر ۶

ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر
علم و یتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین ٥

ترجمہ: اور بعض لوگوں میں وہ شخص ہے جو مول لیتا ہے غافل کرنے والی بات کو تاکہ گمراہ کرے خدا کے راستہ سے بغیر علم کے اور بنا دے اس کو کھیل ان لوگوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ اہل سنت کی کتب میں لکھا ہے کہ یہ آیت حرمت غنا میں وارد ہوئی ہے چنانچہ دیکھو تفسیر ابن کثیر ص ۴۴۲ جلد ۳ مطبوعہ مصر

قال الحسن البصری نزلت ھذہ الایة ومن الناس من یشتری لھو الحدیث
لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم فی الغناء والمزامیر

حسن بصری نے کہا کہ یہ آیت راگ اور باجوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اور عبداللہ بن مسعود نے قسم کھا کر یہ کہا کہ یہ آیت غنا کے بارہ میں نازل ہوئی ہے اور تفسیر مظہری ص ۲۶۰ جلد نمبر ۷ میں ہے۔

عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فعلت
امتی خمس عشرۃ خصلۃ حل بھا البلاء وقیل وما ھی یا رسول اللہ قال اذا
کان المغنم دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ مغرما واطاع الرجل
زوجتہ وعق امہ وبر صدیقہ وجفا اباہ وارتفعت الاصوات فی المساجد
وکان زعیم القوم ارذلھم واکرم الرجل مخافۃ شرہ وشربت الخمور
ولبس الحریر واتخذت القینات والمعازف ولعن اخر ھذہ الامۃ اولھا
فلیرتقبوا عند ذالک ریحا حمراء وخسفا ومسخا رواہ الترمذی

ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ جب میری امت میں پندرہ خصلتیں پائی جائیں تو ان پر بلائیں نازل ہونی شروع ہو جائیں گی۔ عرض کی گئی حضور وہ کیا ہیں؟ فرمایا جب مال غنیمت کو دولت بنائیں گے۔ امانت کو غنیمت سمجھیں گے اور زکوۃ کو رشوت تصور کریں گے آدمی بیوی کی اطاعت کرے گا ماں کی نافرمانی ہوگی دوستوں سے نیکی اور باپ پر ظلم کیا جائیگا مسجدوں میں

زیں بلند ہونگی قوم کے سردار رذیل ہوں گے۔ آدمی کی عزت اس کے ڈر کی وجہ سے کریں گے راب نوشی کی جائے گی ریشم زیب تن کیا جائے گا۔ گانے والی کنیزیں رکھی جائیں گی۔ باجے بجائے جائیں گے۔ وقت کے آخر لوگ پہلوں پر لعنت کریں گے اس وقت سرخ آندھی خسف اور قذف کا انتظار کریں۔ رمذی نے روایت کیا ہے۔

سوال :۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے حضرت کے اصحاب نے استصواب کیا د معاویہ آپؑ اور اہل بیتؑ کے خلاف مساجد میں تبرا اور سب وشتم کراتا ہے۔ ہم بھی معاویہ کے خلاف برا اور سب وشتم کرائیں تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم معاویہ کے پیرو ہو تو ایسا کرو ورنہ ایسا نہ کرو۔ یہ بیان کس مستند کتاب میں درج ہے ؟

جواب :۔ یہ واقعہ کتب حدیث میں مختلف الفاظ سے ملتا ہے مثلاً اہلِ سنت کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف صـ۵۸۲ فصل نمبر ۳ میں ہے۔

عن شریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علیؓ وقیل العنهم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول الله یقول الابدال یکونون بالشام وهم اربعون

ترجمہ :۔ شریح بن عبید سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے اہل شام اور ان کے سب وشتم کا ذکر کیا گیا اور عرض کیا گیا کہ حضور آپ بھی ان پر لعنت کیجئے فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ حضورؐ نے فرمایا کہ ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس مرد ہیں۔

اور نہج البلاغہ صـ۱۱ جلد دوم مطبوعہ مصر میں ہے۔

وقد سمع قوماً من اصحابه یسبون اهل الشام أیام حربهم بصفین قال انی اکره لکم ان تکونوا سبابین ولکنکم لو وصفتم اعمالهم وذکرتم حالهم کان اصوب فی القول وابلغ فی العذر وقلتم مکان سبکم ایاهم اللهم احقن دماءنا ودماءهم واصلح ذات بیننا وبینهم واهدهم من ضلالتهم یعرف الحق من جهله ویرعوی

عن الغی والعدوان من یلھج بہ

ترجمہ :۔ آپ نے جنگ صفین میں جب سنا کہ آپ کے کچھ اصحاب اہل شام کو سب کرتے ہیں تو آپ نے صاف فرمایا میں سب کن ہونا برا سمجھتا ہوں اگر تم ان کے اعمال بیان کرو اور ان کا حال لوگوں پہ واضح کرو تو بہتر ہوگا اور تمہارا عذر قبول ہوگا لفظ سب کی بجائے تم یہ دعا کرو کہ اے خداوند تو ہمارے اور ان کے خون محفوظ رکھ۔ اور ہمارے اور ان کے درمیان درستی کر اور ان کو ہدایت کر کہ وہ گمراہی سے باز آجائیں حتیٰ کہ جو جاہل ہے حق پہچانے اور گمراہی سے باز آجائے۔

ابن ابی الحدید نے اس کی شرح ص جلد دوم میں لکھا ہے کہ سب سے مراد برائیت واجبہ نہیں بلکہ اس سے مراد سب وشتم منہی عنہ ہے جو کہ ان کے ماں باپ وغیرہ کو الفاظ مکروہ سے یاد کرتے تھے۔ حضرت نے منع فرمایا۔ الخ

سوال :۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو کہا۔ رسول اللہ نے بہت چاہا کہ حضرت علی علیہ السلام ان کے خلیفہ وجانشین ہوں لیکن میں نے ایسا نہ ہونے دیا۔ اہل السنت کی مستند کتب سے نشان دہی کی جائے۔

جواب :۔ یہ روایت اہل سنت کی کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۱۱۴ جلد سوم مطبوعہ مصر بایں الفاظ موجود ہے۔

فقال یا بن عباس اراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ الامر لہ فکان ماذا اذا لم یرد اللہ تعالیٰ ذالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اراد ذالک واراد اللہ غیرہ فنفذ مراد اللہ تعالیٰ ولم ینفذ مراد رسولہ او کلما اراد رسول اللہ علیہ وآلہ کان انہ اراد اسلام عمہ ولم یرد اللہ فلم یسلم۔

ترجمہ:۔ حضرت عمر نے کہا کہ اے ابن عباس رسول اللہ نے چاہا تھا کہ خلافت حضرت علی علیہ السلام کے لئے ہوجائے مگر رسول اللہ کے چاہنے سے کیا ہوتا؟ جب تک اللہ نہ چاہے۔ رسول اللہ نے یہی چاہا تھا

مگر اللہ نے اس کا غیر چاہا خدا کی مراد پوری ہوئی اور رسولؐ اللہ کی مراد پوری نہ ہوئی کیا جو کچھ رسولؐ اللہ چاہتے تھے پورا ہو جاتا تھا؟ حضرت نے تو اپنے چچا کا اسلام چاہا تھا مگر خدا کی طرف سے منظوری نہ تھی۔

وقد روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اراد ان یذکرہ الامر فی مرضہ

فصدتہ عنہ خوفاً من الفتنۃ وانتشار امر الاسلام فعلم رسول اللہ

ما فی نفسی وامسک وابی اللہ الا امضاء ما حتم۔ شرح ابن الحدید ج۳

ترجمہ:۔ اور دوسری روایت ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا مرض الموت میں علیؑ کی خلافت کا ذکر کر دینا چاہتے تھے مگر میں نے فتنہ کے خوف اور اسلام میں انتشار کے ظہور کے ڈر سے روک دیا پس رسولؐ خدا میرا مطلب سمجھ گئے اور رک گئے اور اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے حتمی حکم کے سوا دیگر امور کا انکار کر دیا۔

سوال:۔ غیر سید اگر سید کہلائے تو کیا گناہ ہے؟

جواب:۔ جو شخص اپنے نسب کو چھوڑ کر غیر کی طرف منسوب ہو حدیثوں میں اس پر لعنت آئی ہے!

سوال:۔ حضرت علی علیہ السلام نے بیٹوں کے نام خلفاء کے نام پر کیوں رکھے؟

جواب:۔ اس وقت یہ اسماء رائج الوقت تھے حتیٰ کہ معاویہ، یزید، زیاد وغیرہ بھی مومنین کے نام پائے گئے ہیں اس کے بعد یہ نام اسم بالغلبہ کی وجہ سے مختص ثلاثہ ہو گئے جب مختص ہو گئے تو منع ہو گئے۔ لہٰذا فروع کافی میں حضرت امام جعفر الصادقؑ نے ایسے نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ پہلے عام تھے جب تخصیص ہوئی تو منع ہو گئے اب کوئی نہیں رکھ سکتا۔ اس وقت یہ نام مومن مسلم مشرک سب میں شریک تھے حضرت علی علیہ السلام کے نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ نام حضرت کے آبا و اجداد میں پائے جاتے تھے۔

سوال:۔ لفظ آل قرآن مجید میں جہاں بھی آیا ہے وہاں جماعت اور لشکر کے معنوں میں مستعمل ہے جیسے ۱۔ واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون ۲۔ اعملوا آل داؤد شکراً

وقلیلٌ من عبادی الشکور ۳ واخرجوھم آل لوط من قریتکم

ہے انا ارسلنا علیھم حاصبا الا آل لوط

اور شیعہ علماء نے بھی لکھا ہے کہ جو شخص حضور کی طرف راجع ہوگا وہ حضور کی آل
بلائے گا مناقب ناصرہ لطاہر القرہ ص ۱۲۳/۱۲۴ اسی طرح اہلبیت کا لفظ حضور نے اپنی عورتوں
بھی اطلاق کیا ہے۔ حیات القلوب جلد دوم ص ۴۲۵۔
تفسیر عمدۃ البیان جلد سوم ص ۲۸۳۔ اسی طرح حضور نے سلمان فارسی کو بھی اہلبیت میں
کیا ہے نیز مقبول ترجمہ ص ۵۱۴ سطر ۱۱ میں ہے پس لفظ آل اہلبیت کا اطلاق حضور کی /
دیر بند رکھا جائے گا تو حضرت علی علیہ السلام پر بھی ان الفاظ کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا
نکہ وہ حضور کے چچا زاد بھائی ہیں۔ برائے کرم لفظ آل اہلبیت عشیرہ اور ذی القربیٰ کی مکمل تفسیر کریں

جواب :۔ سائل کا یہ کہنا کہ لفظ آل قرآن میں جہاں بھی آیا ہے وہاں جماعت اور لشکر کے
نامیں آیا ہے خلاف قرآن حکیم ہے اور سائل کی قرآن مجید سے عدم واقفیت پر دال ہے چنانچہ
ساد باری ہے۔

ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ
بعضھا من بعض واللہ سمیعٌ علیم ہے سورہ آل عمران آیت ۳۳/۳۴

ترجمہ :۔ تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور کنبہ ابراہیمؑ اور کنبہ عمرانؑ کو اوپر
والوں کے اولاد تھے بعضے ان کے بعضوں سے اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین
مطبوعہ تاج کمپنی تفسیر بیضاوی ص ۴۳/۱۷

آل ابراھیم اسمٰعیل واسحاق واولادھما وقد دخل فیھم الرسول وآل
عمران موسیٰ وھارون ابنا عمران بن یصہر ابن قاھت۔

ترجمہ :۔ یعنی آلِ ابراہیمؑ سے مراد اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور دونوں کی اولاد ہے اور ان میں ہمارے
دل کریم بھی داخل ہیں اور یہی مظہری ص ۳۸/۳۹ مطبوعہ حیدرآباد میں ہے تفسیر ابن کثیر ص ۳۵۸ج ۱

میں بھی آلِ ابراہیمؑ سے مراد اولادِ ابراہیمؑ ہے ان میں سے جناب رسالتمآبؐ بھی اولادِ ابراہیمؑ سے ہیں اس آیت میں صاف لفظ ذریت موجود ہے نہ جماعت ہے نہ لشکر بلکہ تفسیر محی الدین ابن عربی صلا جلد نمبر ا مطبوعہ بمبئی میں صرف وضاحت ہے ۔

واعلم ان الولادة المعنوية اكثرها يتبع الصورية فى التناسل و لذالك كان الانبياء فى الظاهر ايضاً ثمر شجرة واحدة

ترجمہ :۔ یعنی ولادت معنوی اکثر ولادت صوری کے تابع ہوتی ہے لہذا انبیاء علیہم السلام ظا میں بھی نسل واحد سے ہوتے ہیں بلکہ شجرۂ واحد کا ثمر ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ حضرت سرورِ کائنات کا نسل اسمٰعیلؑ سے ہونا مشہور ہے اور ابراہیمؑ نسل نوحؑ سے اس کے فلسفہ سے یوں حجاب اٹھاتے ہیں کہ روح تو تکون اور پیدائش صفا اور کدورت مزاج میں ہوتی ہے جس مرتبہ کا اعتدال ہو اتنی ہی مصفی ہوتی ہے جیسا اعتدال کرے اتنی صفائی کم ہو جاتی ہے ۔

والابدان المتناسلة بعضها من بعض متشابهة فى الامزجة على الاكثر اللهم الامور عارضية اتفاقية

ترجمہ :۔ یعنی ابدان متناسلہ جن کی نسل ایک ہو اکثر مزاج میں باہم متشابہ ہوتے ہیں اس کے خلاف بعض اوقات امور عارضی اتفاقی کی وجہ سے ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا جو بدن باہم متشابہ ہوں ان سے اتصال رکھنے والے ارواح بھی باہم متقارب اور ہم منصب فی الصفات ہوتے اس قاعدہ کی بنا پر امام مہدی علیہ السلام از نسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے ۔

آیت دوم ۔ فقد آتينا ‌ابراهيم الكتاب والحكمة وآتينهم ملكاً عظيما ۔ پ۵ سورۃ نساء آیت ۵۴

ترجمہ :۔ پس تحقیق دی ہم نے اولادِ ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت اور دی ہم نے ان کو بڑی بادشاہی ۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین ص ۱۲۰ ۔ اس کی تفسیر دوسری جگہ خود قرآن کریم نے فرمائی ہے پ۲۷ سورۃ الحدید ۔ آیت ۲۶

ولقد ارسلنا نوحًا و ابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتٰب
فمنھم مھتدٍ وکثیر منھم فاسقون۔

ترجمہ :۔ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کو اور کی ہم نے بیچ اولاد ان دونوں کے پیغمبری اور کتاب پس بعض ان میں سے راہ پانے والے ہیں اور بہت ان میں سے فاسق ہیں۔ تفسیر ابن کثیر ص۵۱۳ جلد۱

فقد جعلنا فی اسباط بنی اسرائیل الذین ھم من ذریۃ ابراھیم

ترجمہ : یعنی آل سے مراد اسباط بنی اسرائیل جو اولاد ابراہیمؑ سے ہے اور تفسیر فتح القدیر ص۱۴۲ جلد۱

آیت سوم ، وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ویتم نعمتہٗ علیک وعلی آل یعقوب کما اتمھا علی ابویک من قبل ابراھیم واسحق ان ربک علیم حکیم

ترجمہ :۔ اور اسی طرح برگزیدہ کرے گا تجھ کو پروردگار تیرا اور سکھلا دے گا تجھ کو تعبیر خوابوں کی اور پوری کرے گا نعمت اپنی اوپر تیرے اور اوپر اولاد یعقوبؑ کے جیسا پورا کیا تھا اس کو دو باپ تیرے کے پہلے اس سے ابراہیمؑ اور اسحقؑ کے یعنی دو دادوں تیرے کے تحقیق پروردگار تیرا والا حکمت والا ہے۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین سورۃ یوسف اور تفسیر بیضاوی ص۲۲۵ پر ہے کہ آل یعقوبؑ سے مراد یعقوبؑ کے تمام بیٹے یا نسل ہے اور تفسیر مدارک ص۱۶۲ جلد۲ پر آل یعقوب اھلہ وھم نسلہ ہے اور تفسیر مظہری ص۱۴۲ جلد۵ پر آل یعقوبؑ سے مراد ابناء یعنی اس کے بیٹے لکھے۔ تفسیر لغفیر ص۴ جلد۳

وعلی آل یعقوب، ھم قرابتہٗ من اخوتہ واولادہ ومن بعدہٖ

ترجمہ :۔ یعنی آل یعقوبؑ سے مراد آپ کے قریبی رشتہ دار بھائی ہیں اور اس کی اولاد ہے اس کے بعد۔ میں نے اختصاراً تین آیات نقل کی ہیں جن سے مراد کنبہ و اولاد ہے ان میں جماعت اور لشکر کا کہیں احتمال بھی نہیں اور پھر ان کا مفہوم ذریۃ اور کنبہ خود قرآن مجید میں موجود ہے رہے وہ جن سے سائل

نے سوال کیا ہے وہ بھی سائل کے مدعی پر دال نہیں ہیں، سب سے پہلی آیت

واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون ۰

یہاں سے مراد بھی فرعون کا خاندان اور کنبہ مراد ہے بلکہ خاندان فراعنہ اور انکی دیگر اولاد مراد ہے کیونکہ فرعون شاہان مصر کا لقب ہے جیسا کہ بیضاوی صد ۱۸ پر مطبوعہ

وفرعون لقب لمن ملک العمالقۃ ککسری وقیصر لملکی الروم والفارس

وکان فرعون موسیٰ مصعب ابن ریان وقیل ابنہ ولید من بقایا

عاد وفرعون یوسف علیہ السلام ریان وکان بینھما اکثر من

اربع مائۃ سنۃ ۔

ترجمہ :۔ فرعون لقب ہے شاہان عمالقہ کا جیسا کسریٰ اور قیصر لقب ہیں۔ شاہان روم، فارس کے اور عمالقہ ایک قوم ہے جو اولاد ہے عملیق کی اور حضرت موسیٰ کے فرعون کا نام بن ریان تھا بعض کہتے ہیں اس کا بیٹا ولید تھا اور یہ لوگ قوم عاد کا بقایا ہیں اور یوسف کے وقت کا فرعون ریان تھا۔ اور ان دونوں کے درمیان چار سو سال کا فاصلہ ہے یعنی فراعنہ نسل قوم عاد سے لیکر فرعون موسیٰ تک ختم ہوگئی اور اس ساری نسل کا نام آل فرعون ہے اور یہ لوگ نسل واحد سے تھے یعنی قبطی تھے ان میں کوئی سبطی شامل نہیں تھا جہاں بھی خاندان فراعنہ مراد ہے مطلب ہے قوم فرعون کا مگر آل فرعون سے خاندان مراد نہ لیا جائے بلکہ بالعموم مراد لئے جائیں تو دو آیتیں اس سے متعارض ہو جائے گی ۔

قال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ

کہا ایک مومن آدمی نے جو آل فرعون میں سے تھا اپنے ایمان کو چھپاتا تھا، پ ۲۴ سورۃ اس مرد مومن کے بارہ میں بیضاوی صد ۱۵ پر یوں لکھا گیا ہے یعنی من اقاربہ یہ شخص فرعون کے قریبیوں سے تھا اور تفسیر مدارک صد ۵۸ جلد ۴ میں ہے ۔

کان قبطیاً ابن عم لفرعون یعنی وہ فرعون کا چچا زاد بھائی قبطی تھا اور تفسیر ... صد ۶ جلد ۴ پر ہے ۔

المشهوران هذا الرجل المومن کان قبطیا من آل فرعون

یعنی مشہور روایت ہے کہ یہ مرد مومن آدمی آل فرعون سے قبطی تھا اور سدی نے کہا یہ فرعون کا ابن عم تھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آلِ فرعون کے علاوہ اس شخص کے اور فرعون کی بیوی کے کوئی آدمی ایمان نہیں لایا تھا لہٰذا اس آیت سے معارضہ غلط ہے اسی واسطے امام جعفر الصادق علیہ السلام نے فرمایا کہ

ادخلوا آل فرعون اشد العذاب قال واللّٰہ ما عنی الا ذریۃ

کہ آلِ فرعون سے مراد شاہان عمالقہ کی اولاد ہے کچھ فرعون اول کچھ دوم کچھ سوم اور کچھ چہارم سے ہے۔ فرعون کی آخری اولاد صرف ایک لڑکی تھی یہ سب مل کر فرعون ہوئی دیکھیو الجزء سنت اول آیت ۲۔

اعلموا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور سے بھی معارضہ غلط ہے یہاں پر آل داؤد سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں جو ان کے حقیقی بیٹے تھے چنانچہ آیت ہذا کا سیاق و سباق اس پر دال ہے اور شکر بمقابلہ نعمت ہوتا ہے۔ نعمت حضرت داؤد اور سلیمان پر ہوئی سائل کو نظر نہیں آئی۔

ولقد اتینا داؤد منا فضلا پ ۲۲ ہم نے داؤد پر اپنی طرف سے فضل کیا۔

ولسلیمان الریح غدوھا شھر ورواحھا شھر واسلنا لہ عین القطر ومن الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ ومن یزغ منھم عن امرنا نذقہ من عذاب السعیر یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیت اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور پ ۲۲ سورہ سبا آیت ۱۲/۱۳

ترجمہ:۔ اور واسطے سلیمان کے مسخر کیا ہوا کو صبح کی سیر ایک ماہ کی راہ کی اور شام کی سیر اس کی ایک ماہ کی اور بہایا ہم نے واسطے اس کے چشمہ گلے ہوئے تانبے کا اور جنوں میں سے ایک لوگ تھے

کر خدمت کرتے تھے آگے اس کے ساتھ حکم اب اس کے اور جو کوئی کجی کرے ان میں سے حکم ہمارے چکھا دیں گے۔ ہم اس کو عذاب دوزخ کے سے بنانے تھے واسطے اس کے جو کچھ چاہتا تھا قلعوں اور ہتھیاروں سے اور لگن مانند تالابوں کے اور دیگیں ایک جگہ دھری رہنے والی عمل کرو اے داؤد واسطے شکر کے اور تھوڑے ہیں بندوں میں میرے شکر کرنے والے۔ یہ وہ نعمت جو سلیمانؑ اور داؤد پر نازل ہوئی اس پر حضرت سلیمانؑ نے شکر کے لئے حکم کی تعمیل یوں کی

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحاً ترضاہُ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین

پ ۱۹ سورہ النمل آیت ۱۹

ترجمہ:۔ کہا سلیمانؑ نے کہ اے اللہ مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں۔ تیری ان نعمتوں کا جو تو نے مجھ پر کیں اور میرے والدین پر اور میں عمل صالح کروں جو تیری منشا کے مطابق ہوں اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھے اپنے نیک بندوں میں داخل کرنا۔

یہ ہیں وہ نعمتیں یہ ہیں عمل شکر اور یہ ہے آلِ داؤد جس نے شکر کیا۔ سائل کو آیت سمجھ نہیں آئی اور تیسری آیت۔

کا خرجوھم آل لوط من قریتکم اور چوتھی آیت

انا ارسلنا علیھم حاصبا الا آل لوط۔

ان آیات کریمہ سے بھی معارضہ غلط ہے کیونکہ یہاں پر بھی آل سے مراد حضرت لوطؑ کی اولاد کنبہ اور گھر ہے کیونکہ اس بستی میں سوائے آل لوطؑ کے کوئی گھر خدا پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین۔ یعنی اس بستی میں سوائے ایک گھر کے کوئی مسلمان نہ تھا۔ سائل نے سورہ نمل سے جو آیات نقل کی ہیں ان میں صاف تصریح موجود ہے کہ آل لوطؑ سے مراد حضرت لوطؑ اور اس کے اہل بیت ہیں جیسا کہ فانجینٰہ واھلہٗ الا امرأتہ قدرنٰھا من الغابرین یعنی ہم نے حضرت لوطؑ اور اس کے اہلبیت کو نجات دی مگر ان کی بیوی پیچھے رہ گئی پھر سورہ شعرا

پ۱۹ آیت ۱۶۹ تا ۱۷۱ میں ہے کہ آپ نے دعا کی رب نجنی واھلی مما یعملون فنجینٰہ واھلہٗ اجمعین الا عجوزاً فی الغابرین۔ کہ اے میرے رب نجات دے مجھ کو اور میرے اہل کو جس سے جو عمل کرتے ہیں پس ہم نے اس کو اور اس کے اہل کو نجات دی سب کو سوائے اسکی بیوی کے اور سورہ عنکبوت پ۲۰ آیت ۳۳ میں ہے انا منجوک واھلک الا امرأتک کانت من الغابرین پھر سورہ الصفت پ۲۳ آیت ۱۳۴ میں ہے اذ نجینٰہ واھلہٗ اجمعین اور سورہ حجر پ۱۴ آیت ۶۵ میں ہے فاسر باھلک بقطع من الیل کہ رات کو اپنے اہل کو لیکر چلے جاؤ پھر سورہ اعراف پ۸ آیت ۸۳ میں ہے فانجینٰہ واھلہ الا امرأتہ۔ معلوم یہ تمام آیات جن سے صاف ظاہر ہے کہ سوائے لوطؑ کی بیوی کے آل لوطؑ سے مراد اس کے اہل بیت ہیں پھر نجات پانے والوں میں حضرت کی لڑکیوں کا ذکر موجود ہے سائل صاحب کو نظر نہیں آیا اب شیعہ کتب سے پیش کردہ حوالہ جات کا حال بھی سن لیجئے سائل نے حاشیہ مقبول ترجمہ ص۱۰۸ سے ایک روایت کا ترجمہ نقل کیا ہے اصل روایت ہم نقل کر دیتے ہیں دیکھیو تفسیر صافی ص۲۳۹ سورہ ابراہیمؑ۔

العیاشی عن الصادقؑ من اتقی اللہ منکم واصلح فھو منا اھل البیت قیل منکم اھل البیت؟ قال من اھل البیت کما قال فیھا ابراھیم فمن تبعنی فانہٗ منی۔

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے آپنے فرمایا کہ جس نے تم میں سے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی درستی کی وہ ہم اہل بیتؑ میں سے ہے کہا گیا حضور آپ کی اہل بیتؑ میں سے؟ فرمایا ہم اہل بیتؑ میں سے جیسا کہ اس باب میں حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا ہے کہ پس جس نے میری تابعداری کی وہ مجھ سے ہے۔

یہ ہے اصل روایت۔ جس سے سائل نے سمجھا کہ ہر متقی اہلبیت ہے حالانکہ اس میں صاف ظاہر ہے کہ وہ شخص ہم میں سے ایسا ہے جیسا کہ ابراہیمؑ کا تابعدار ابراہیمؑ سے ہے اب سوال یہ ہے کہ اگر اہلبیتؑ میں سے ہو جانے کا مطلب اہلبیتؑ ہو جانا ہے تو کیا ابراہیمؑ میں سے ہونے والا ابراہیم بن جائے گا؟ یعنی نبی بن جائیگا اگر نہیں تو اہل بیتؑ میں سے ہو جانے پر اہل بیتؑ کیسے بن گیا؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ صالح اور متقی و محب اہلبیت کے تابعدار ہیں یہی مطلب سلمان منا اهل البیت کا ہے۔ یعنی سلمان ہم اہلبیت کا تابعدار ہے۔ یہ حضرت سلمان کی امتیازی شان ہے کہ باقی صحابہ اگر صرف رسول کریمؐ کی تابعداری کا دم بھرتے ہیں تو سلمان بعد رسول اہلبیت کا بھی تابعدار ہے نہ کہ خود اہلبیت ہے اگر منا کا مطلب اصل ذات ہو جاتا ہے تو فرمایئے

عن زید بن ارقم ان رسول اللہ قال من لم یاخذ من شاربه فلیس منا رواه احمد والترمذی والنسائی مشکوٰۃ باب الترجل صـ ۳۸۱

کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم سے نہیں۔ کیا مطلب کہ رسولؐ نہیں۔

النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی مشکوٰۃ صـ ۲۶۷

جو شخص نکاح سے گریز کرے وہ مجھ سے نہیں کیا مطلب اس معنی کا مطلب یہ ہے کہ نبی کا تابعدار نہیں تو وہاں بھی منا اہل بیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ نبی کا تابعدار ہے اور یہی مطلب کتب اہلسنت میں لکھا ہے دیکھو مظہری صـ ۲۷۵ جلد پنجم

فمن تبعنی فی الدین فانہ منی ای بعضی لا ینفک عنی فی الدنیا والاخرۃ حتی یدخل معی الجنۃ

کہ جو شخص میری تابعداری کرے گا۔ دین میں وہ مجھ سے جدا نہیں ہوگا نہ دنیا میں نہ آخرت میں حتی کہ داخل جنت ہو جائے گا۔ میرے ساتھ مل کر اور یہی مدارک صـ ۲۰۳ میں ہے۔ تفسیر فتح القدیر صـ ۱۰۶ جلد ۳۔

فانہ منی ای من اہل دینی جعل اہل ملتہ کنفسہ مبالغۃ

کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے تابعداروں کو اپنے نفس سے تشبیہ مبالغۃً نہ کہ حقیقتاً اور سنن کبریٰ صـ ۱۵۲ جلد ۲ میں امام بیہقی نے اس کا مطلب یہی واضح کیا ہے کہ

کانہ جعل واثلۃ فی حکم الاہل تشبیھاً بمن یستحق هذا الا تحقیقاً

کہ واثلہ اور سلمان وغیرہ کو اہلبیت سے مجازاً نام میں تشبیہ دی گئی۔ یہ لوگ حقیقتاً اہل بیت نہیں ہیں۔ امام بیہقی نے اس صفحہ پر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ انس بن مالک سے روایت کی گئی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا

ہر امتی میری آل ہے یہ حدیث ضعیف ہے اس کے ساتھ احتجاج اور دلیل پکڑنا حلال نہیں کیونکہ نافع سلیمی ابو ہرمز کو یحییٰ بن معین نے کاذب کے لفظ سے موسوم کیا ہے اور احمد بن حنبل نے اس کی تضعیف کی ہے اور انہ لیس من اھلک کا جواب بھی امام بیہقی نے بقول شافعی یہ دیا ہے کہ

انہ لیس من اھلک یعنی الذین امرنا لیحملھم معک لانہ قال
واھلک الا من سبق علیہ القول صد ۱۵۲ ج ۱ بیہقی

کہ پسر نوح مطلق اہل سے خارج نہیں بلکہ اس کا شمار ان اہل بیت میں نہیں جن کے کشتی میں سوار کرنے کا حکم تھا کیونکہ الا من سبق علیہ القول کہ سب اہل بیت کو سوار کر مگر اس کو کہ جس پر میرا عذاب کا قول پہلے واقع ہو چکا ہے اور انہ عمل غیر صالح فرما کر صرف یہ سمجھایا کہ کنعان ہے جس کے اعمال صالح نہیں ہیں یہ ہے سائل صاحب کے معارضات کا حال رہا یہ سوال کہ از روئے لغت آل سے مراد کیا ہے۔ سو لفظ آل اسم جمع ہے۔ اس کی اصل سیبویہ کے نزدیک اہل ہے کہ ہ ثانی ء سے بدل کر اءل ہو گیا کیونکہ اسکی تصغیر اھیل آتی ہے لیکن یہ مذہب اہل بصرہ کا ہے مگر کوفہ خصوصاً کسائی کا مذہب ہے کہ اس کی اول بالتحریک ہے کیونکہ اس کی تصغیر اویل ہے کسائی کی دلیل یہ ہے کہ اس نے ایک اعرابی فصیح سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا آل و اویل اور اھیل اور اسمعی سے بھی منقول ہے علامہ سعد اللہ فرماتے ہیں کہ یہ قول واجح اولیٰ اور فی ہے کیونکہ اس مذہب کی بنا پر خلاف قیاس لازم نہیں آتا۔ بنا بریں معلوم ہوا کہ آل کا الف ثانی واو منقلب ہے لیکن اھیل پس اہل کی تصغیر ہے آ تصغیر آل بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آل اور اہل میں جو فرق ہے وہ اسی معنی کا موئید ہے اور اطلاق اس کے مفہوم اور مصداق میں معنی اصطلاحی مختلف ہیں۔

اول: آل بمعنی اتباع کہتے ہیں یہ مذہب جابر بن عبداللہ سفیان ثوری اور بعض اصحاب شافعی اور نووی اور ازہری کا بھی یہی خیال ہے۔

دوم: آل بمعنی بنو ہاشم اور بنی مطلق کے یہ مذہب امام شافعی کا ہے۔

سوئم: آل بمعنی بنو ہاشم فقط یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور بعض اصحاب مالک کا ہے۔

چہارم:- یعنی ازواج، داماد اور انکی اولاد یہ مذہب عکرمہ کا ہے۔

پنجم: آل سے مراد بالجملہ اہلبیت ہیں یعنی علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ان کی معصوم اولاد یعنی اول آل عبی کا مصداق ہے اور باقی آل نبی کی مصداق ہیں دیکھو نوادر الاصول ص ۱ تا ۹ مصنفہ مولوی سعد اللہ مطبع مطبوعہ یوسفی۔ اور ابو طلحہ شافعی مقدمہ مطالب السئول صہ ۳ پر فرماتے ہیں کہ اہل بیت کی نسبت چار لفظ آتے ہیں۔ آل الرسول اہلبیت اور عترۃ اور ذوی القربیٰ اور آل کی نسبت بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آل اہلبیت کو کہتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ آل نبی سے وہ مراد ہے جن پر زکوٰۃ حرام اور خمس حلال ہے اور بعض کا خیال ہے کہ آل سے وہ مراد ہیں جو حضور کے تابعدار ہیں پہلے معنی کی تائید یعنی آل بمعنی اہلبیت

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم
وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

اس میں حضور نے آل کی تفسیر خود اہلبیت فرمائی ہے لفظ اہل بیت مفسر اور آل مفسر پس دونوں ایک ہی ہو گئے اور دوسرے معنی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو مسلم ابو داؤد و نسائی اور موطا امام مالک۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف باب الصدقہ صہ ۱۶۱ سے ہوتی ہے کہ

لا تحل الصدقۃ لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ رواہ مسلم
کہ آل محمدؐ کے لئے صدقہ حلال نہیں۔

اور تیسرے معنی کہ آل بمعنی تابعدار اس پر بعض لوگوں نے غلط فہمی سے الا آل لوط کو پیش کیا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ اہلبیتؑ رسولؐ میں یہ سب معنی پائے جاتے ہیں اور وہ اہلبیتؑ بھی ہیں۔ ان پر زکوٰۃ حرام ہے۔ حق دار خمس بھی ہیں اور حقیقی معنی میں متبع رسول بھی ہیں۔

پس آل کا اس میں اطلاق ان پر حقیقتاً ہوگا اور دوسرے لوگوں پر من وجہ مجازاً ہوگا۔ حقیقت چھوڑ کر مجاز کی طرف جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوسرا لفظ اہل بیت کا ہے اس کے معنی میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اہل بیت سے مراد وہ

لوگ ہیں جو جد قریب میں ایک دوسرے کے ہم نسب ہوں ، اور بعض کا خیال ہے کہ اہل بیت سے مراد وہ ہیں جن کا اتصال نسب یا سبب کی وجہ سے ہو لیکن یہ تمام معانی اہلِ بیت علیہم السلام میں موجود ہیں ، کیونکہ وہ اپنے نسب کی وجہ سے حضرت عبد المطلب پر رسولِ خدا کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں اور وہ رسولؐ کے ساتھ رحم میں بھی جمع ہیں ۔ حضورؐ اور ان کا نسب بھی ایک ہے اور علیؑ کا رشتہ کے ساتھ رشتہ کا سبب بھی موجود ہے پس اہل بیت حقیقی وہی ہے اور اسی لئے مسلم اور مشکوٰۃ میں آیا ہے دیکھو صفحہ ۵۶۸ ۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ واھل بیتی تیسرا لفظ عترۃ کا ہے عترۃ لغت میں عشیرۃ اور ذریۃ یعنی قبیلہ اور اولاد کو کہتے ہیں ۔

پس اہلبیتؑ میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں ۔ وہ حضورؐ کی اولاد بھی ہیں اور حضورؐ کا اور ان کا خاندانی تعلق بھی ہے ۔ لہٰذا حقیقی عترۃ وہی ہیں ۔ غیر پر اگر یہ لفظ استعمال ہوگا ۔ تو مجازاً ہوگا ۔

چوتھا لفظ ذوی القربی کا ہے ، سو اس میں کسی کو بحث نہیں ۔ ذوی القربی وہی ہیں جن کا حق خمس میں ہے اور آیت مودت کی تفسیر میں رسولؐ کریم نے علیؑ ، فاطمہؑ ، حسنؑ ، حسینؑ اور اپنی ذات کی تخصیص فرما دی ۔ دیکھو مطالب السئول صفحہ ۸ اور صاحب مجمع البحرین فرماتے ہیں ۔

کہ آل کا لفظ آل یؤل مشتق ہے آل وہ ہوتی ہے جس کا انجام اور مآل کسی شخص تک ہوگا وہ اس کی آل ہوگی اور مآل جسمانی اور صوری بھی ہوتا ہے جیسا کہ اولاد کا اور رشتہ داروں کا ۔ اور یہی معنی آل نبی وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور دوسرا انجام ہوتا ہے معنوی اور روحانی تو اس میں روحانی اولاد شامل ہو گئی ۔ جیسے علمائے راسخین اور اولیائے کاملین ، مگر اہل بیتؑ میں یہ دونوں قسمیں جمع ہیں ۔ کہ ان کا مال اور انجام صوری بھی رسولؐ کریم کی طرف ہوتا ہے اور انجام روحانی بھی رسول کریم کی طرف ہوتا ہے پس ائمہ اثنا عشرہ جسمانی اور معنوی دونوں قسم سے آل ہوئے ۔ ایسی ہستیوں کو چھوڑ کر غیر پر اس لفظ کا اطلاق

خلاف اصل ہے اور امام جعفر الصادقؑ نے جو معنی آل کے سمجھائے اور کتب شیعہ میں بھی آتے ہیں

یہ ہیں :-

عن محمد بن سلیمان الدیلمی عن ابیہ قال قلت لابی عبداللہ
جعلت فداک من الال قال ذریۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قال قلت فمن الاھل قال الائمۃ فقلت عزوجل ادخلوا ال فرعون
اشد العذاب قال ماواللہ ماعنی الا ابنتہ

ترجمہ :- محمد بن سلیمان دیلمی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے . میں نے امام جعفر الصادق سے دریافت کیا کہ قربان جاؤں آپ کے . آل سے مراد کون ہیں . فرمایا سرورِ کائنات تاجدارِ مدینہ کی اولاد پھر عرض کیا . کہ میں قربان جاؤں کہ اہل کون ہیں . فرمایا کہ آئمہ علیہم السلام . پھر عرض کی کہ آل فرعون سے کون مراد ہیں فرمایا اللہ کی قسم اس سے مراد فرعون کی اولاد یعنی اس کی بیٹی جس پر آکر آل فراعنہ خاتمہ ہو گیا -

دوسری حدیث عن ابی بصیر قال قلت لابی عبداللہ من ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ذریتہ فقلت من اھل بیتہ قال الائمۃ الاوصیاء فقلت من عترتہ
قال اصحاب العباء فقلت من امۃ فقال المومنون الذین صدقوا بما جاء
بہ من عند اللہ تعالیٰ المتمسکون بالثقلین الذین امروا بالتمسک بھما
کتاب اللہ وعترتہ اھل بیت الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم
تطھیرا وھما الخلیفتان علی الامۃ بعدہ علیھم السلام

ترجمہ :- ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور آل محمدؐ کون ہیں ؛

آپ نے فرمایا کہ حضرت آقائے نامدار محبوبِ خدا کی ذریۃ . پھر عرض کی کہ اہل بیت کون ہیں آپ نے فرمایا آئمہ اوصیا . پھر عرض کی حضورؐ کی عترۃ کون ہیں . آپ نے فرمایا کہ آل عباء . پھر

عرض کی آپ کی امت کون ہیں۔ فرمایا وہ مومنین جنہوں نے تصدیق کی ہر اس چیز کی جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئی اور وہ متمسک بالثقلین ہیں جن کو تمسک کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب کے ساتھ اور حضورؐ کی عترۃ اہلبیت وہ ہیں کہ بے گیا۔ اللہ تعالےٰ ان سے رجس اور پاک کر دیا ان کو جیسا کہ پاک کرنے کا حق تھا اور وہ دونوں خلیفہ ہیں حضورؐ کے بعد اس امت مسلمہ پر حضرت علیؑ آلؑ اور اہل ہیں از روئے قرآن وحدیث شامل ہیں کیونکہ آل بمعنی کنبہ ہے اور کنبے کی تعریف قرآن کریم سے من اباءھم واخوانھم وذریتھم سے کی گئی ہے دیکھو سورۃ انعام پ۷ آیت ۸۸ کہ کنبے میں باپ اور بھائی اولاد شامل ہے اور حضرت ہارون اہلبیت موسیٰ میں بنص قرآن مجید ثابت ہیں۔

واجعل لی وزیراً من اھلی ھارون اخی پ۱۶ آیت سورۃ طٰہٰ ۵

کر اے خداوند کریم بنا میرا وزیر میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو اور حضرت علیؑ انت منی بمنزلہ ھارون بن موسیٰ۔ دیکھو بخاری مسلم باب مناقب علیؑ بمنزلہ ہارون ہیں۔ جب ہارون اہلبیت موسیٰ ہیں تو حضرت علیؑ کیوں نہیں اور سورہ برات کی تبلیغ نے تو صاف طور پر علیؑ کو داخل اہلبیتؑ کر دیا اور ابوبکر کو خارج کر دیا۔ دیکھو مشکوٰۃ شریف ص۵۶۴

عن زید بن اغیث قال نزلت براۃ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر ثم ارسل علیا فاخذھا۔ فلما رجع ابوبکر فقال نزل فی شئی قال لا ولکن امرت ان ابلغھا الا انا رجل او اھل بیتی

ترجمہ: زید بن یثیع سے روایت ہے کہ جب سورۃ براۃ نازل ہوئی پس رسول خدا نے ابوبکرؓ کو بھیجا۔ پھر حضرت علیؑ کو بھیجا۔ علیؑ نے جا کر ابوبکر سے وہ سورۃ لے لی پس ابوبکر نے پوچھا کہ حضورؐ میرے بارے کچھ نازل ہوا ہے۔ فرمایا نہیں۔ لیکن میں حکم دیا گیا ہوں کہ سورۃ برات کی میں تبلیغ کروں یا کوئی اور میرے اہلبیت سے۔ ازواج النبی بھی اہلبیت شرف میں داخل تھیں کیونکہ آیۂ تطہیر میں ان کا شمول کسی حدیث میں مرفوع متصل سے ثابت نہیں۔ سیاق اور سباق کا عذر معقول نہیں

نکہ اہلبیت سکنیٰ کے ذکر میں اہلبیت شرف کا آجانا خلاف سیاق و سباق نہیں اور سورۃ تحریم کا نزول صاف بتلا رہا ہے کہ تطہیر ازواج پر نہیں ہوئی۔ اہلبیت سکنیٰ میں ان کا شمول مفید نہیں کیونکہ احب الاتباع اہلبیت شرف ہیں اور صدقہ اہل بیت نسب پر حرام ہے خمسہ نجباء کے حق میں آیت تطہیر کا نزول متواتر روایات سے ثابت ہے۔ یہ ہے معنی آل اور اہل بیت اور عترت مجیب حضرات عبارت کو سامنے رکھ کر جواب دیں۔ ورنہ جواب متصور نہ ہوگا۔

سوال :۔ ۵ ر اکتوبر ۱۹۵۶ء کے شمارہ میں سیادت رسول اللہ کا جو معیار احادیث سے ثابت کیا گیا ہے اس اعتبار سے علیؑ خلیفہ رسولؐ کلی طور پر نہیں ہو سکتے کیونکہ رسول اللہ کی شریعت کا دائرہ تمام شرائع سے وسیع تر ہے اور علی علیہ السلام کی سیادت اگر انبیاء سابقین پر ثابت نہ کی جائے تو اتنی بڑی شریعت کے حامل کس طرح ہو سکتے ہیں۔

جواب :۔ انبیاء سابقین اقرار رسالت خاتم النبیین کے ساتھ ساتھ اقرار ولایت بھی کر چکے ہیں کتب اہلسنت میں بھی موجود ہے جیسا کہ تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری ص ۷۵ جلد ۲۵ علی حاشیہ تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر میں ہے۔

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ قال اتانی ملک فقال یا محمد سل من ارسلنا من قبلک من رسلنا علامہ بعثوا قال قلت علام بعثوا قال علی ولایتک ولایۃ علی ابن ابی طالب رواہ الثعلبی

ترجمہ :۔ کہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا۔ اے محمدؐ سوال کر ان رسولوں کی نسبت جن کو ہم نے آپ سے پہلے مبعوث کیا کس شرط پر مبعوث ہوئے۔ میں نے سوال کیا جواب آیا کہ تیری اور علیؑ بن ابی طالب کی ولایت کے اقرار پر روایت کیا اس کو ثعلبی نے۔

محققین عرفاء اہل سنت نے یہاں لکھ دیا ہے کہ علی علیہ السلام اقترب الناس لمحمد رسول مبین انبیاء سابقین۔

چنانچہ محی الدین ابن عربی کا بحوالہ فتوحات مکیہ مصباح الانس صفحہ ۱۸۵

کان سید العالم بامرہ واول ظاھرہ فی الوجود اقرب الناس

الیہ علی ابن ابی طالب

عالم وجود میں پہلے ظہور آپ کا ہوا۔ پھر علی ابن ابی طالب کا پھر تمام انبیاء ظاہر ہوتے رسول خدا کے بعد سیادت علی بر انبیاء سابقین ثابت ہوئی۔ لہٰذا آپ خلیفہ رسول ہوتے۔

ان علیاً منی وانا منہ۔ مساوات علی با الیقین ولایت پر دال ہے۔

سوال: عقد ام کلثوم کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: سوہ ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم تھی، دیکھو تاریخ طبری صفحہ ۱۸۱ جلد نمبر ۵ باقی روایات میں نام کا اشتباہ ہے، ورنہ ام کلثوم بنت فاطمہ کسی شیعہ روایت میں موجود نہیں، کیونکہ جب خود روایت مشکوٰۃ حضرت فاطمہ سے بوجہ صغر نکاح نہ ہوسکا تو اس کی لڑکی صغیرہ سے کیسے ہو گا بل کا مفصل طور پر جواب میں ذوالنجف کے پرچوں میں بارہا مفصل طور پر دے چکا ہوں جس کا آج تک رد نہیں ہو سکا۔ ذوالنجف کے فائل ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: متعہ کیا ہے؟ اور . . . . . ہماری کسی حدیث کی کتاب سے کوئی حدیث نقل کیجئے جس میں متعہ جائز ہو؟

جواب: یہ لوگ اپنی کتابیں دیکھنے کی کوشش نہیں کرتے، ورنہ کتاب صحیح مسلم صفحہ ۴۵۰ میں کتاب نکاح المتعہ کا پورا باب موجود ہے۔ اس میں صاف ذکر ہے کہ متعہ نکاح موقت ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ اس کو حرام مت کہو یہ پاک ہے اور یاایھا الذین امنو لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم کی آیت بھی درج ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ رسول خدا کا منادی نکلا کہ حضور نے متعہ کی اجازت دے دی ہے اور یہ بھی کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے حج کرتے وقت متعہ کا جو فیصلہ دیا، اس میں صاف ذکر ہے کہ متعہ بایام رسول صحابہ نے کیا اور بعہد ابوبکر بھی کیا اور نصف خلافت عمر تک ہوا اور تفسیر مظہری صفحہ ۷۵ سورۃ نساء میں حضرت عمر سے اصحاب کا متعہ کرنا بھی

لکھا ہے اور معانی الآثار طحاوی میں جو کہ حنفیوں کی مشہور حدیث کی کتاب ہے۔ اس کے صلا مطبوعہ رحیمیہ دیو بند میں تو یہاں تک تصریح ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس پر جب عبداللہ بن زبیر نے متعہ کے جواز کا عیب لگایا تو انھوں نے صاف صاف فرمایا:

فلیسئال امہ ان کان صادقا فسألها فقالت صدق ابن عباس قد کان ذالك فقال ابن عباس لوشئت لسمیت رجالاً من قریش ولدوا فیها صلا کتاب النکاح معانی الآثار للطحاوی۔

کہ عبداللہ بن زبیر کو چاہیئے یہ مسئلہ اپنی والدہ سے دریافت کرے! چنانچہ انھوں نے پوچھا ان کی والدہ نے عبداللہ بن عباس کی تصدیق کی یہ کام بعہدِ رسول ہو چکا ہے اور حضرت ابن عباس نے فرمایا، مجھے ان قریشیوں کے نام یاد ہیں جو متعہ کی پیدائش ہیں اگر چاہوں تو نام بنام بیان کروں اور معانی الآثار صلا پر یہ روایت بھی موجود ہے۔

عن ابن عباس ماکانت المتعة الا رحمة رحم الله بها هذه الامة ولولا نهی عمر بن الخطاب عنها ما زنی الا شقی

ترجمہ: کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ متعہ ایک اللہ کی رحمت تھی جو اس امت پر اللہ نے کی تھی۔ اگر حضرت عمر بن خطاب متعہ کو منع نہ کرتے تو سوائے بدبخت کے کوئی زنا نہ کرتا ا ھ

حیرت ہوتی ہے ان کی کتابوں میں سب کچھ موجود ہے خواہ مخواہ بار بار ہم سے دریافت کرتے ہیں۔ اپنی کتابیں خود دیکھو یا عبداللہ سے دریافت کرلو، اگر نہ ملے تو ہم سے پوچھو۔

سوال: حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے نے کیوں نہ گھوڑا نکالا اور گلیوں میں لے کر کیوں نہ پھرے۔

جواب: یہ سوال جہالت پر مبنی ہے، سائل حقیقت سے واقف نہیں معلوم ہوتا، صرف اس کو معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ بعد شہادت امام حسینؑ کا بیٹا خیمہ میں موجود مجبور و بیمار تھا

جب امام مظلوم کا خالی گھوڑا خیمہ کے سامنے آیا، بیبیوں نے دیکھا، ماتم کیا، چنانچہ کتب مقاتل میں صاف تصریح ہے کہ

لما اعلن بہ مخدرات الجنا الخواتین والاماء واخذن فی الجنب والبکاء ولطمن الخدود وشققن الجیوب ونشرن الشعور وجعلن یسئلن عن حال الراکب ناشرات علی المدور الکواکب لاتمات لہ علی مفارقۃ الصاحب وقد قبضت احشا تھا بیمینھا وقد قبضت احدی یدیھا علی الشعر

ریاض القدس صفحہ جلد دوم کو جب ذوالجناح لبوئے خیام آیا تو مخدرات عصمت وطہارت نے اس کا احاطہ کیا، حلقہ باندھا۔ کنیزان ومالکہ سب آہ وبکا کرنے لگیں۔ ماتم کیا، رخسار پیٹے، گریبان چاک کر لئے، اپنے بال کھول دیئے۔ گھوڑے سے بحالت غم سوار کا حال پوچھنے لگیں کہ اے ذوالجناح تو نے سوار کو کہاں چھوڑا، کیوں چھوڑا، حتیٰ کہ گھوڑے نے ازراہ ندامت سر جھکایا۔

الغرض خیمہ امام کے سامنے ماتم ہوا اور باقی رہا ملتیں کا سوال تو امام کا بیمار کربلا سے شام تک، شام سے مدینہ تک بیمار پھرے ہر شہر سے گزرا لوگوں کو حال حسینؑ مظلوم سناتا گیا۔ ان بزرگوں سے کون پوچھے کہ ان کے پاس تو اصل موجود تھی لوذوالجناح بھی تھا، ماتم بھی تھا روتے بھی تھے۔ ان کو نقل کی کیا ضرورت تھی۔ ہم ان کی سنت پر چل کر ماتم شبیہ کو زندہ کریں گے۔

انشاء اللہ العزیز

سوال: مذہب شیعہ بالکل سچا مذہب ہے شیعہ ہونا کن انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے؟

جواب: ان من شیعتہ لابراھیم پ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۸۳ تحقیق حضرت ابراہیم بھی حضرت نوحؑ کے تابعداروں سے ہے۔

نوحؑ امام اول ہیں۔ یعنی شریعت کے بانی حضرت ابراہیم اس پر چل کر شیعہ نوحؑ بنی باقی انبیاء علیہم السلام کی تابع حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ یعنی تمام انبیاء شیعہ نوح علیہ السلام ہوتے۔

سوال : خلافت ابوبکر کیوں برحق نہیں۔ اسلام میں جمہوریت کیوں ناجائز ہے کہاں لکھا ہے کہ خلیفہ یا امام کا تقرر خدا کا کام ہے عوام کا نہیں ؟

جواب : انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ پ البقرہ آیت ۳۰ زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں جاعلٌ صیغہ اسم فاعل ہے اور فاعل مستقبل پر دال ہوتا ہے یعنی ہمیشہ خلیفہ مقرر خدا کرے گا۔

انی جاعلک للناس اماما پ البقرہ آیت ۱۲۴ اے ابراہیمؑ میں ہوں تجھ کو لوگوں کا امام مقرر کرنے والا خلیفہ اور امام ہمیشہ خدا مقرر کرتا ہے۔ جمہور کو اس کا حق نہیں۔ نہ قرآن مجید میں اس کا کوئی ذکر ہے۔ میں نے جماعت اسلامی کے ایک بزرگ سے بمقام پتوکی دریافت کیا تھا کہ قرآن، حدیث سے کسی امام، بلکہ امیر جنگ کا تقرر بعد رسالتمآب بطرز جمہور دکھلاؤ تو جواب خاموشی میں ملا تھا، شاید اب کوئی آیت حدیث مل جائے۔

سوال : مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ جب چہلم پر سب کچھ ختم ہو جاتا ہے تو ۲۸ صفر کو تابوت حضرت امام حسنؑ کیوں نکالتے ہو اور کسی شہر میں نہیں نکالا جاتا ؟

جواب : ۲۸ صفر حضرت امام حسن علیہ السلام کی تاریخ شہادت ہے۔ عند الشیعہ اور یہ تابوت اس تابوت کی یادگار ہے جو روضہ رسولؐ سے بلا دفن مزاحمت فوج کے ساتھ واپس کیا گیا، جیسا کہ کتب اہل سنت میں موجود ہے، دیکھو تذکرہ سبط ابن جوزی صفحہ ۱۲۲

قال ابن سعد عن الواقدی اراد الحسین ان یدفنہ فی حجرۃ رسول اللہ فقامت بنو امیۃ مروان بن الحکم و سعید بن العاص وکان والیاً المدینۃ فمنعوہ وقامت بنو ھاشم لیقاتلھم قال ابن سعد ومنھم عائشۃ وقالت لا یدفن مع رسول اللہ احد۔

کہ جب امام حسین علیہ السلام نے حجرہ رسول اللہ میں حضرت امام حسنؑ کو دفن کرنا چاہا

تو بنی امیہ اور خصوصاً مروان مع سعید بن عاص والی مدینہ نے مزاحمت کی اور منع کیا ابن سعد کہتا ہے کہ منجملہ منع کرنے والوں کے حضرت عائشہ ام المومنین بھی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ کے ساتھ کوئی اور دفن نہیں ہو سکتا ہے الخ

یہ ہے اصل تابوت کی، یہ تابوت روضہ رسول سے بوجہ جنگ واپس آیا تھا۔ اب شیعہ اس ظلم کو ظاہر کرنے کے لئے اس کی یادگار بناتے ہیں۔ اچھے اچھے شہروں میں موجود ہے شہر لاہور کا تابوت حسن موجود ہے۔

سوال ، جناب امیر علیہ السلام سے لے کر جناب حسن عسکری تک کسی امام نے متعہ کیا ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں ، باوجود ثواب عظیم متعہ کیوں نہیں کیا ؟

جواب ، کسی امام نے خود متعہ نہیں کیا ، نہ ان کو ضرورت تھی۔ یہ معذور مجبور غیر قادر علی النکاح لوگوں کے لئے ہے۔ ان کا ثواب اگر زنا کے مقابلہ میں زنا سے بچانے کے لئے بیان کیا گیا ہے کیونکہ ہر گناہ کی خبر ہے اور اس کا جواب امام باقر علیہ السلام حضرت ابو حنیفہ کو دے چکے ہیں۔ دیکھو فروع کافی صلوا کتاب النکاح جلد نمبر ۲۔

لیس کل الصناعات مرغب فیہا وان کانت حلالاً و لکن للناس اقدار الخ

کہ ہر صنعت اور پیشہ شرفاء کے لائق نہیں اگرچہ حلال ہو۔ لوگوں کے مختلف قدر و مراتب ہیں ، لوگ اپنے اپنے قدر کے مطابق کام کرتے ہیں۔

نائی ، حجام ، بافندہ وغیرہ کا پیشہ سب حلال ہے ، مگر کوئی ضروری نہیں کہ امام یا نبی نے بدست خود بھی کیا ہو۔ حلت کا فتویٰ کافی ہے ، آئمہ نے متعہ کی حلت کا فتویٰ دیا ہے اور الیٰ اجل مسمیٰ کی قرات غیر متواتر ہے اور موجودہ قرآن متواتر ہے۔

القرآن متواتر فما نقل احاداً لیس بقرآن

قوانین الاصول ص۲۰۲ کہ قرآن متواتر ہے۔ جو منقول بالتواتر نہیں قرآن نہیں۔ ایسی کہاتیں

کتب اہل سنت میں بھی موجود ہیں، مگر ان سے قرآنیت ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ اہل سنت کی کی مشہور معتبر تفسیر ابن جریر ص۹ جلد ۵ مطبوعہ مصر۔

عن قتادة قال فی قرۃ ابی کعب فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمیٰ؛

کہ ابی بن کعب قرات میں الی اجل مسمیٰ کا لفظ زیادہ ہے اور سعید بن عاص کی روایت میں بھی الی اجل مسمیٰ زیادہ ہے۔ یہ اخبار احاد ہیں جب تک کوئی متواتر روایت نہ ہو قرآن نہیں ہو سکتی۔

آئمہ کرام نے تو خود نہیں کیا، صحابہ کرام کرتے رہے ہیں؛ چنانچہ اہل سنت کی مشہور کتاب طحاوی شریف باب النکاح المتعہ ص۱۲ جلد دوم مطبوعہ دیوبند میں ہے۔

فقال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛ لو شئت لسمیت رجالاً من قریش ولدوا فیھا

ترجمہ: کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا اگر میں چاہوں ان قریشیوں کے نام لے سکتا ہوں جو متعہ کی پیدائش ہیں۔

سوال: جناب امیرؑ نے جعفر طیارؓ کی بیوہ اسماء بنت عمیس کا نکاح ابوبکر سے کیوں کیا؟

جواب: اسماء بنت عمیس ایک بیوہ عورت خود مختار تھی۔ کہاں لکھا ہے کہ حضرت امیر نے خود نکاح پڑھایا۔ اس میں شامل ہوئے۔ اس کی مرضی جہاں چاہے نکاح کرے۔ اس کے متعدد نکاح ہوئے ہیں۔ جناب امیرؑ کس کس کے ذمہ دار رہیں؛ چنانچہ استیعاب ابن عبدالبر جلد دوم ص۲۲ مطبوعہ حیدر آباد دکن میں ایک روایت یہ بھی ہے،

قیل کانت اسماء حمزۃ ثم بعدہ شداد بن الھاد للنبی ثم بعد شداد جعفر بن ابی طالب

کہ اسماء پہلے حضرت حمزہ کے نکاح میں تھی، پھر شداد سے نکاح ہوا، پھر جعفر طیار سے پھر ابوبکر سے پھر علی علیہ السلام اور ساتھ بھی وہ اسماء حضرت ابوبکر کے خاندان سے تھی نہ بنی ہاشم سے اس کا نسب نامہ استیعاب میں یوں مرقوم ہے۔ اسماء بنت عمیس بن سعد بن حارث بن تیم اور حضرت ابوبکر بھی بنی تیم سے ہیں۔

البتہ حضرت امیر علیہ السلام نے جو بعد ابوبکر نکاح کیا۔ اس کی حکمت یہ ظاہر ہوئی کہ محمد بن ابی بکر شیعہ علی بن گیا۔ حتیٰ کہ قتل عثمان کا موجب ہو گیا، جنگ جمل میں شریک ہوا۔

آخر حمایت علیؑ میں شہید ہوا۔ رضوان اللہ علیہ الخ نیک بیوی سے خاوند کا نیک ہونا لازم نہیں آتا۔ نہ ہی یہ مجہول باتیں خلافت ثابت کرتی ہیں الخ

سوال : متعہ اگر حضرت عمر نے اپنی رائے سے بند کر دیا تھا تو حضرت علیؑ اپنے عہدِ خلافت میں اس کی حلت کا فتویٰ دے دیتے؟

جواب : حضرت علیؑ نے حلت کا فتویٰ دے دیا تھا چنانچہ اہل السنت والجماعت کی تفسیر ابن جریر ص۹ جلد ۵ سطر ۱۵ مطبوعہ مصر۔

قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: لولا ان عمر نہی من المتعۃ ما زنیٰ الا شقی“

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عمر متعہ کو بند نہ کرتا تو سوائے بدبخت ازل کے کوئی زنا نہ کرتا۔

سوال : قصہ قرطاس اگر صحیح ہے تو حضرت علیؑ کو چاہیئے تھا کہ جب حضرت عمر نہ ہوتے تو تحریر لکھوا لیتے؟

جواب : حضرت عمر کی پارٹی کے باہر نکالے جانے کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے اوران کے صحابہ نے تحریر لکھوائی تھی اور حضرت علیؑ کے پاس موجود تھی۔ دیکھو کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۸۲ جلد اول مطبوعہ ایران۔

قال فانکم لما خرجتم اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالذی اراد ان یکتب ویشھد علیہ العامۃ فاخبرہ جبرئیل ان اللہ قد قضی علی امتک الاختلاف والفرقۃ ثم دعا بصحیفۃ فاملی علیؑ ما اراد ان یکتب فی الکتف واشھد علی ذالک ثلاثۃ رھط سلمان واباذر والمقداد وسمی من یکون من الائمۃ الھدی الذین امر اللہ بطاعتھم الی یوم القیامۃ فسمانی اولھم ثم ابنی ھذا ثم ابنی ھذا واشار بیدہ الی الحسن والحسین ثم تسعۃ من ولد ابنی الحسینؑ۔

کہا اے طلحہ جب تم مع اپنی پارٹی کے نکل گئے تو حضورؐ نے مجھے اس کی خبر دی جو لکھنا چاہتے تھے اور اس پر عوام الناس کو گواہ کرنا چاہتے تھے۔ آپ کو جبرئیل نے خبر دی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے آپ کی امت پر اختلاف اور فرقت کو مسلط کر دیا ہے۔ پھر آپ نے صحیفہ منگایا، حضورؐ نے مجھے لکھوا دیا جو اس شانہ کی ہڈی میں لکھنا چاہتے تھے اور اس پر تین آدمیوں سلمان ابوذر اور مقداد کو گواہ کیا اور ان آئمہ ہدیٰ کے نام بتائے، جن کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک حکم دیا تھا۔ سب سے پہلے حضورؐ نے میرا نام لیا اور اس کے بعد میرے ان دونوں بیٹوں کا یعنی حسنؑ اور حسینؑ کا، پھر نو اماموں کا جو میرے بیٹے حسینؑ کی اولاد سے ہونے والے تھے۔

اور اس صحیفے کا قرآن کے علاوہ مکتوب باملاء رسول کریم علیؑ کے پاس ہونا کتب صحاح ستہ سے بھی ثابت ہے، چنانچہ دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۱۰۰ و صفحہ ۱۰۸۴ صحیح مسلم صفحہ ۴۳۹ جلد ۱ صفحہ ۴۴۲ جلد ۱ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۳۸ و صفحہ ۲۵۷۔ ترمذی شریف صفحہ ۲۵۳۔ مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۶۱ کے الفاظ یہ ہیں:

عن ابی الطفیل قال سئل علیؑ اخصکم رسول اللہ بشیئی فقال

ما خصنا رسول اللہ بشیئ لم یعمنا بہ الناس کافۃ الا ما کان فی قراب سیفی ھذا فاخرج صحیفۃ مکتوب فیھا الخ۔

ترجمہ: ابو الطفیل سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ تمہارے پاس رسول اللہ سے سوائے قرآن کے کوئی مخصوص تحریر ہے جو عام لوگوں کے پاس نہ ہو۔ آپ نے فرمایا، سوائے اس صحیفہ کے جو میری تلوار کی نیام میں ہے۔ پھر آپ نے اس نیام سے وہ صحیفہ نکالا۔ اس میں مختلف مسائل لکھے ہوئے تھے، جن کی تفصیل مختلف حدیثوں میں ہے۔ اس حدیث سے حضرت علی علیہ السلام کے پاس قرآن کے علاوہ ایک صحیفہ کا موجود ہونا پایا جاتا ہے جو غیر کے پاس نہیں تھا۔ لہذا حضرت علی علیہ السلام پر یہ اعتراض کہ انہوں نے کیوں نہ لکھا یہ غلط ہے۔

سوال: حضرت عائشہؓ قرآنی آیت وازواجہ امہاتھم کی رُو سے حضرت علی علیہ السلام کی ماں ہوئی۔ تو قرآن میں ہے کہ ماں باپ کو اُف تک نہ کہو حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جنگ کیوں کی؟

جواب: ازواجہ امہاتھم سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج نبی مومنوں کی مائیں ہیں اور علی امیر المومنین ہیں اور اخی رسولؐ ہیں جیسا کہ انت اخی فی الدنیا والاخرۃ کی حدیث شاہد ہے اور دوسرا یہاں پر لفظ امہاتھم حرمت نکاح کے لئے وارد ہوا ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے نبی کے بعد اس کی عورتوں سے نکاح مت کرو اور یہی جلالین صفحہ ۱۹ جلد نمبر ۲ مع بیضاوی مطبوعہ مصر۔ دوسرا اس جنگ لڑائی کی نسبت حضرت علی علیہ السلام کی طرف نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ خلیفہ وقت اور امام وقت ہیں اور امام وقت پر خروج منع ہے اور امہات المومنین کو اپنے گھروں میں بیٹھنے کا حکم ہے، لہذا یہ حضرت علی علیہ السلام کی غلطی نہیں ہے، بلکہ ام المومنین کا سہو ہے جس کو انہوں نے بعد میں محسوس فرمایا اور تا عمر نادم رہی، جیسا کہ کتب تواریخ شاہد ہیں اور حضرت علی علیہ السلام نے ان کو بعد فتح با عزت و حرمت پہنچایا۔

سوال: باغ فدک مال فے تھا یا نہیں۔ اگر مال فے تھا تو قرآنی آیت وما افاء اللہ

علی رسولہ پ ۲۸ سورت حشر کی رو سے تمام مسلمانوں کا حق تھا تو حضورؐ نے جناب سیدہ
کو کیسے ہبہ کر دیا۔

جواب: فدک نہ مال فے نہ مال غنیمت، بلکہ مال انفال ہے کیونکہ انی جاعلٌ
الارض خلیفہ کے لحاظ سے ساری دنیا خلیفۃ اللہ کی ملک ہے جس کے صحیح وارث خلیفہ
حضرت آدم ہوئے۔ ان کے بعد ان کی نیک اولاد اور ان کے خلفاء جائز وارث ہوتے۔ کفار
اور اعداء کا غلبہ ناجائز ہوا پھر جائز خلفاء کی طرف جنگ یا غلبہ سے زمین لوٹتی رہی۔ اس کا
فے ہوا، کیونکہ معنی فے کسی چیز کا اپنی اصلیت کی طرف لوٹ آنا ہے، پھر جو جنگ یا غلبہ سے
وہاں مسلمانوں کا حق ہے جو بغیر جنگ یا غلبہ کے آئے، وہ صرف اللہ و رسولؐ کا حق ہے جیسا کہ
سورۃ انفال کے شروع میں ہے اور فدک پر کوئی لڑائی نہیں ہوئی، لہذا یہ خالصتاً حق رسول ہے
اور قرآن کریم میں صرف یہ ہے:

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا پ ۲۸ آیت سورۃ حشر
اور لفظ فے کا اطلاق غنیمت اور انفال دونوں پر ہو جاتا ہے۔ لڑائی اور غلبہ سے ملے تو غنیمت اور
بغیر لڑائی اور غلبہ ملے تو انفال۔ چنانچہ سورۃ حشر کی دو آیتیں جو مال فے کے متعلق آئی ہیں وہ
پہلی سے مراد مال انفال اور دوسری سے مراد مال غنیمت ہے۔ یہ تمام تفصیل اصول کافی مطبوعہ
نولکشور ص ۳۱۵ باب الفئ من الانفال تفصیل الخمس میں ہے اور اہل سنت کی تفسیر مدارک ص ۱۴۱
جلد چہارم مطبوعہ مصر میں صاف تصریح ہے۔

الایۃ الاولیٰ نزلت فی الاموال بنی نضیر وقد جعل اللّٰہ لرسولہٖ
خاصۃ وھذہ الایۃ فی غنائم کل قریۃ تؤخذ بقوۃ
الغزاۃ۔

کہ پہلی آیت اموال بنی نضیر کے متعلق ہے اور اللہ نے اس کو خاصۃ رسولؐ قرار دیا ہے۔
اور یہ آیت ہر قریہ کی غنیمتوں کے بارے میں ہے جو غازیوں کی قوت سے حاصل کی جاتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مال انفال صرف اللہ اور رسولؐ کا ہے اور وہی لوگ لے سکتے ہیں جن کو اللہ اور رسولؐ دے، دوسرا نہیں لے سکتا۔ ما آتکم الرسول کی آیت شاہد ہے پس جب رسولِ خدا کو حکم ہوا وآتِ ذا القربیٰ حقہ کہ صاحب قرابت کو اس کا حق دے۔ رسولِ خداؐ نے جناب سیدہؑ کو بلا کر فدک دے دیا جیسا کہ اہل سنت کی تفسیروں میں مندرج ہے۔ دیکھو تفسیر درمنثور صفحہ ۱۷۷ مطبوعہ مصر جلد نمبر ۴ اور تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۵ جلد نمبر ۵ اور تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۶ جلد سوم۔

سوال: آپ کے ہاں سید کی کیا تعریف ہے؟ کیا حضرت علی علیہ السلام کی تمام اولاد سید ہے یا نہیں؟

جواب: عربی میں لفظ سید رب، مالک، شریف، کریم، حلیم اور رئیس اور مقدم کو کہتے ہیں۔ دیکھو نہایہ جزری علی حاشیہ تفسیر مظہری صفحہ ۴۲ جلد دوم ہمارے نزدیک سید علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد کو کہتے ہیں، صرف اولاد علیؑ کو علوی کہتے ہیں۔

ہاشمی خاندان رسولؐ میں شامل ہیں، نکاح شادی میں کفو ہیں، مگر فوقیت اولاد فاطمہؑ کو ہے کیونکہ ان کی اولاد کو حضور اکرمؐ نے سید فرمایا ہے اور حدیثوں میں حسنینؑ اور جناب سیدہ اور علی علیہ السلام کی نسبت سید آتا ہے، جہاں پنجتن پاکؑ کا خون جمع ہوگا وہ سید ہوگا، دوسرے خاندان ہاشمی میں شامل ہوں گے۔

سوال: رسول کریمؐ کی صاحبزادیوں کے متعلق مفصل جواب دیں کہ کیا رسول کریم کی صاحبزادیاں چار تھیں یا ایک؟

جواب: یہ مسئلہ یعنی حضورؐ کی صاحبزادیوں کا ایک یا چار ہونا عمل سے متعلق نہیں بلکہ علم سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ یہ ایک چیز ہے جس میں صدق اور کذب کا احتمال ہو سکتا ہے، لہٰذا کذب کی نفی اور صدق کا اثبات ضروری ہے تاکہ جاہل کو اعتقاد ہو جائے اور علم بھی یعنی جزم اور یقین مطلوب ہے نہ کہ ظن اور وہم اور جب تک مخالف کے احتمال کی نفی نہ ہو جائے اعتقاد بدرجہ جزم اور یقین نہیں پہنچ سکتا۔ ظنی اور وہمی دلائل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ دونوں تصور کی قسمیں ہیں اور ہماری تصدیق مطلوب ہے اور نہ

اعتقاد بلا تصدیق جہل مرکب کا دوسرا نام ہے

خلاصہ یہ کہ اسباب میں دلیل قطعی کی ضرورت ہے اور دلیل قطعی آیت محکم یا حدیث متواتر کا نام ہے کما فی الرشیدیہ صفحہ ۶۸ و شرح مواقف صفحہ ۴۲

اور ہمارا دعویٰ ہے کہ اہل السنت کے پاس چار صاحبزادیوں کے باب میں نہ آیت محکم ہے نہ حدیث متواتر اور جناب فاطمہ کا حضور کی صاحبزادی ہونا باخبار متواترہ ثابت ہے جس کو انکار ہو تعریف تواتر کے بعد ثبوت طلب کرے یا چار بنات کے متعلق کوئی حدیث متواتر پیش کرے رطب و یابس ہر باب میں کثیر موجود ہے۔ چنانچہ اس باب میں ہمارے دو دعوے ہیں

اولاً جناب سیّدہ کے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا ثبوت متواتر ہے۔ رکعات نماز و مقدار زکٰوۃ اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِیْ۔۔

دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ بنات کے متعلق کوئی متواتر روایت موجود نہیں۔ جس صاحب کو جرأت ہو تعریف تواتر کے بعد پیش کرے۔ اخبار احاد پیش کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ گفتگو ظن میں نہیں بلکہ یقین میں ہے۔ رہے اخبار احاد سو وہ متعارض ہیں اذا تعارضا تساقطا۔

دلیل اوّل آیۂ تطہیر

شمول سیّدہ بنت رسول اللہ با اہلبیت رسول اللہ و عدم شمول دیگر بنات ربیبہ

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ پ ۲۲ احزاب آیت ۳۳

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تاکہ دور رکھے تم سے پلیدی اے اس گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

اس آیہ مبارکہ میں جناب سیدۃ کا شمول بروایات صحیحہ مشہورہ متواترہ ثابت ہے اور دیگر صاحبزادیوں کے شمول کا ثبوت اہل السنت کی کسی بھی معتبر کتاب حدیث یا تفسیر میں بروایات صحیحہ موجود نہیں۔

مَن ادمیٰ فعلیہ الجبتان عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء حسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ بوقت صبح موئے سیاہ کی عبا لے کر نکلے حسنینؑ اور فاطمۃ الزہراؑ اور حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے حضور سرور کائنات دوعالم نے ہر چہار کو اپنی عبا میں داخل فرما کر پھر آیہ تطہیر تلاوت فرمائی۔

اور صحیح مسلم ص۲۸۲ جلد۲ باب من فضائل الحسن والحسین مطبوعہ اصح المطابع (۲) مشکوۃ شریف ص۵۶۸ باب مناقب اہل بیت (۳) ترجمہ صواعق محرقہ فارسی ص۲۵۵ (۴) صواعق محرقہ عربی ص۸۵

تصریح بشمول پنجتن پاک بآیہ تطہیر

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزلت ھذہ الآیۃ فی خمسۃ فیّ وفی علی والحسن والحسین وفاطمۃ الزھراء۔ (۱) صواعق محرقہ ص۸۵ بروایت امام احمد وطبرانی (۲) تفسیر ابن کثیر

جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ مصر (۳) تفسیر درمنثور جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۹۸ (۴) تفسیر ابن جریر صفحہ جز ۲۲ مطبوعہ مصر

حضرت ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ آیت تطہیر خمسہ نجباء کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ میرے اور علی علیہ السلام اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اور فاطمۃ الزہرا کے حق میں۔

سوال اور استدلال

یہ آیت اہل بیت کے حق میں نازل شدہ ہے جناب سیدہ اس میں داخل و شامل ہیں۔ اگر دوسری بھی حقیقی صاحبزادیاں ہیں تو اہل بیت میں کیوں شامل نہیں؟ کتب حدیث کے تمام باب مناقب اہل بیت ان کے عدم شمول پر شاہد ہیں، لہذا ثابت ہوا کہ حقیقی صاحبزادیاں نہیں ہیں؛ ورنہ ضرور داخل و شامل ہوتیں۔

دلیل دوم آیت مودہ

شمول سیدہ بنت رسول اللہ لقرابت رسول اللہ عدم شمول دیگر بنات لقرابت رسول اللہ

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا حسنا ان اللہ غفور شکور پ ۲۵ الشوریٰ آیت ۲۳

ترجمہ: کہ نہیں مانگتا میں اوپر اس کے کچھ بدلہ، مگر دوستی بیچ قرابت کے اور جو کوئی کماوے نیکی زیادہ دیتے ہیں ہم اس کو بیچ اس کے نیکی۔ تحقیق اللہ بخشنے والا ہے۔

القربیٰ (یعنی قرابت) پر الف لام تعریف عہدی کا ہے۔ یعنی قرابت خاصہ ورنہ قرابت عامہ میں تو کفار قریش بھی شامل ہیں جن کی محبت ممنوع ہے اور استثناء متصل ہے۔ استثنا منقطع

مجاز اور غیر فصیح ہوتا ہے اور کتاب اللہ فصاحت میں اعجاز ہے اور لفظ کمعز کے مخاطب مسلمین ہیں کیونکہ اکتساب حسنات کفار کا کام نہیں اور اللہ تعالیٰ غفور اور شکور صرف برائے ایمان داران ہے کفار کا حصہ نہ غفران ہے نہ شکر ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ قرابت خاصہ مراد ہے اور اس تعریف عہدی کی توضیح اور تشریح رسولؐ خدا نے مفصل فرمائی ہے۔

توضیح قرابت یعنی جن کی مودۃ واجب ہے، وہ کون ہیں؟

اخرج احمد الطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الایۃ لما نزلت قالوا یارسول اللہ من قرابتک ھولاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علی وفاطمۃ وابناھما (صواعق محرقہ ص۱۰۱)

حضرت عبداللہ بن عباس سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب یہ آیت مودۃ نازل ہوئی، تو صحابہ نے عرض کیا کہ حضورؐ آپ کی اس قرابت سے کون لوگ مراد ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہوئی ہے۔ فرمایا علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں۔

دیگر احادیث وجوب محبتِ اہل بیتؑ

عن علی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ بید حسنؑ وحسینؑ قال من احبنی واحب ھذین وا باھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ (ترمذی شریف ص۲۱۹)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضورؐ نے حسنین ہمایوں شریفین سعیدین ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس نے میری اور ان دونوں کی اور ان کے ماں باپ کی محبت کی وہ روز قیامت میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔

یہ ہیں اقربائے خاص جن کی محبت واجب اور جزو ایمان ہے۔

اب سوال یہ ہے

کہ دیگر صاحبزادیاں قرابت خاصہ میں داخل ہیں یا عامہ میں؟ اگر خاصہ میں داخل ہیں؛ تو آیت مودۃ کے ماتحت ان کے وجوب محبت کی کوئی حدیث دکھلاؤ۔ اگر عامہ میں داخل ہیں تو ایک حقیقی صاحبزادی کے عموم میں نہ داخل ہونے کی وجہ بیان کرو۔ ترجیح بلامرجح محال ہے اگر بیٹیاں ہوں گی، تو داخل قرابت ہوں گی، ورنہ ربیبہ ہوں گی۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آیت مودۃ کی قرابت سے قرابت خاصہ ہو یا عامہ مگر کسی حدیث یا تفسیر کی معتبر کتاب میں بطور اختلاف بھی ان دختران کے شمول کا ذکر نہیں۔ من ادعیٰ فعلیہ البیان۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ ایک ہی صاحبزادی ہے جو داخل آیۂ مودت و احادیث وجوب محبت ہے۔

دلیل سوم دعوت ذی العشیرہ

شمول سیدۂ بنت رسول اللہ و عدم شمول دیگر بنات ربیبہ

وَانذر عشیرتک الاقربین پ ۱۹ الشعراء آیت ۲۱۴

اور ڈرا قبیلے اپنے نزدیک والوں کو۔ یہ آیت قبیلہ اقرب کو انذار اور تبلیغ کی خاطر نازل ہوئی۔ حسب الحکم حضور اکرم نے اپنے قبیلہ اقرب کے جملہ افراد بلائے حتیٰ کہ جناب سیدۃ فاطمہ کو بامر و حکم خداوندی بلا کر تبلیغ اور نصیحت کی، مگر دیگر صاحبزادیوں کے بلانے یا ڈرانے کا کوئی ذکر نہیں، نہ معلوم کیوں نہیں بلایا؟

لیجئے اصح الکتب بخاری بعد از کتاب باری

یا بنی عبد مناف لا اغنی من اللہ شیئاً یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئاً و یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئاً و یا فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئاً۔

(صحیح بخاری صفحہ ۲۰، پ ۱۹ جلد ثانی مطبوعہ اصح المطابع)

اے بنی عبد مناف میں بلا ایمان اور اعمال صالحہ تمہیں اللہ سے نہ بچاؤں گا اور اے عباس بن عبد المطلب بلا اعمال عذاب خداوندی نہ بچاؤں گا اور اے صفیہ رسول اللہ کی پھپھی روز قیامت بلا اعمال کام نہ آؤں گا اور اے فاطمۃ محمد کی بیٹی میرے مال میں سے جتنا چاہے مانگ لے لیکن روز قیامت اعمال کی ضرورت ہے۔

اس حدیث سے فاطمۃ بنت رسول اللہ کا قبیلہ اقرب میں شامل ہونا۔ دختر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا بخلاف دیگر افراد قبیلہ کے رسول اللہ کے مال کی حقدار ہونا ثابت ہوا مگر دیگر صاحبزادیوں کا کوئی ذکر ہی نہیں آیا، نہ مال میں نہ قبیلہ اقرب میں۔

مولوی عبد الستار اور مدیر رضوان

کو چاہیے کہ بریلوی دیوبندی اتحاد کی قوت سے دیگر بنات کا شمول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ اقرب میں ثابت کریں، کتب حدیث اور تفسیر سامنے رکھ کر محنت کریں، گر مل جائے تو ہمیں اطلاع دیں، ورنہ وہ حقیقی دختران کیسی جو نہ اہل بیت میں شامل نہ قرابت میں داخل نہ قبیلہ اور عشیرہ اقرب میں مدعو اور حاضر۔

کیا بیٹی کی یہی تعریف ہے

کہ وہ نہ تو اہل بیت ہو، نہ قریبی اور نہ ہی داخل قبیلہ خویش و اقارب۔

نہیں، حالانکہ

ہمارا دعویٰ ہے

کہ یہ ایسے حقائق ہیں جن کا ذکر اور ثبوت کتب اہل السنت میں بھی کثرت سے موجود ہے، چنانچہ ہم بلا اختصار اور نمبروار عرض کرتے ہیں تاکہ جنگڑ ملیوں کی بلا سند قلم گردانی کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

خلافت حق حضرت علی علیہ السلام ہے

عن عبد اللہ بن مسعود قال قلت یارسول اللہ الا تستخلف ابابکر فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یارسول اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف علیا قال ذلک والذی لا الٰہ غیرہ لو بایعتموہ واطعتموہ ادخلکم الجنۃ، رواہ احمد

فتاویٰ عبدالحی صفحہ ۳۳۰، جلد دوم، کتاب المناقب)

حضرت عبداللہ بن مسعود سے بروایت طویل بواقعہ لیلۃ الجن روایت ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپ ابوبکر کو خلیفہ نہیں بناتے تو آپ نے میری طرف سے اعراض فرمایا اور منہ پھیر لیا۔ پس میں سمجھ گیا کہ یہ بات حضور پرنور کے مزاج کے موافق نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور کیا آپ عمر بن خطاب کو خلیفہ نہیں بناتے آپ نے میری طرف سے اعراض فرماتے ہوئے منہ پھیر لیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ بات بھی سرکار رسالت کے مزاج اقدس کے موافق نہیں ہے پھر میں نے عرض کیا کہ حضور حضرت علی علیہ السلام کو کیوں خلیفہ نہیں بنا دیتے؟

آپ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ اگر تم نے حضرت علی السلام کی

بیعت کرلی اور اطاعت کی تو وہ علی تم کو داخل جنت کردیں گے۔

سبحان اللہ ذکر شیخین مگر باوجود ایں ہمہ شیخین کے پھر بھی تحصیل خلافت کی ناجائز کوشش کی اب ذرا ابوبکر کے زمانے میں

غصب خلافت کے ثبوت

بھی سن لیجئے:

عن عمر بن الخطاب فی الحدیث طویل انہ قد کان من خبرنا حین توفی اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الانصار خالفونا واجتمعوا فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وخالف عنا علی والزبیر ومن معھما واجتمع المہاجرون الی ابی بکر (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۹ باب رجم الحبلی)

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ جب اللہ نے اپنے نبی کو وفات دی تو انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور ہم مہاجرین سے حضرت علی علیہ السلام اور زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے ہماری مخالفت کی اور باقی مہاجرین ابوبکر کی طرف جمع ہوئے۔

(۲) تخلف علی والزبیر واخترط سیفہ وقال لا اغمدہ حتی یبایع علیا فبلغ ذالک ابابکر وعمر فقال خذو سیف الزبیر فاضربوا بہ الحجر قال فانطلق الیھم عمر فجاء بھما تعبا وقال لتبایعان وانتما کارھان فبایعا الخ (تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۴۴۹ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: یعنی حضرت علی علیہ السلام اور زبیرؓ نے ابوبکر کی خلافت سے تخلف کیا اور زبیرؓ نے تلوار میان سے نکال لی اور کہا کہ میں اس کو نیام میں نہ کروں گا جب تک کہ علی علیہ السلام کی ہاتھ پر بیعت نہ کرلی جائے۔ یہ بات جب ابوبکرؓ ...... اور عمر خطابؓ کو پہنچی تو حکم دیا کہ زبیرؓ

کی تلوار نکلوا دو اس کو پتھر پہ مار کر توڑ دو۔ پس عمر مع فوج ان کی طرف گیا اور ان دونوں کو بڑی تکلیف سے لایا اور کہا تمہیں بیعت کرنی ہوگی۔ خواہ خوشی سے کرو۔ خواہ مجبوری اور کراہت سے پس انہوں نے بصورت مجبوری بیعت کی۔ الخ

یہ ہے مجبوری اور کتاب ہے اہل السنت کی معلوم ہوتا ہے بیچارے مدیر رضوان کا علم صرف ختم شریف کی پڑھی ہوئی سورتوں تک ہے اور نہ ایسی بہکی بہکی باتیں نہ کرتا۔

قیادت علیؑ میں صحابہ کا اجتماع خلافت ابوبکر و عمر

اور علیؑ کا مکالمہ درباب خلافت

قال المغيرة بن شعبة انی عند عمر بن الخطاب ليس عندهٗ احد غيری اذا اتاه ات فقال هل لك يا امير المومنين فی نفر من اصحاب رسول الله يزعمون ان الذی فعل ابوبكر فی نفسه وفيك لم يكن له فی ذلك كان بغير مشورة ولا مؤامرة وقالوا تعاهدوا ان لا نعود الی مثلها قال عمر واين هم قال فی دار طلحة فخرج نحوهم وخرجت معه وما اعلمه يبصر من شدة الغضب فلما رآوه كرهوه وظنوا الذی جاء له فوقف عليهم فقال انتم القائلون ما قلتم والله لا تتحابوا حتی يتحاب الاربعة الانسان والشيطان يغويه وهو يلعنه والنار والماء يطفئها وهی تحرقه ولم يأن لكم بعد وقد آن ميعاد كم ميعاد المسيح متی هو خارج قال فتفرقوا فسلك كل واحد منهم طريقاً قال المغيرة قال لی

ادرك ابن ابي طالب فاحبسه على فقلت لا يفعل امير المومنين فوالله ماغدرت بغيهم فقال ادركه، والا قلت لك يا بن الدباغة قال فادركته فقلت قف مكانك لامامك واحلم فانه سلطان وسيندم وتندم قال فاقبل عمر فقال والله ماخرج هذا الامر الا من تحت يدك قال علي اتق ان لا تكون الذي نطيعك فتفتنك قال وتحب ان تكون هو قال لا ولكننا تذكرك الذي ليت۔

(عقد الفريد ابن عبد ربه الاندلسی المالکی ص ۲۵۹ ج ۳)

ترجمہ، حضرت عمر کے مشیر خاص مغیرہ بن شعبہ جو نہایت سیاست دان صحابی ہیں روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر کے پاس تھا اور میرے سوا کوئی اور موجود نہیں تھا۔ اچانک ایک مخبر آیا، اس نے آکر رپورٹ دی کہ یا امیر المومنین چند صحابہ رسولؐ کا تدارک فرمایئے، کیونکہ وہ یہ خیال ظاہر کر رہے ہیں کہ ابو بکر نے اپنی اور تیری خلافت کے لئے جو کچھ کیا ہے، یہ اس کا حق نہ تھا۔ اس کو جائز نہ تھا، یعنی خلافتِ ابو بکر اور عمر دونوں غیر جمہوری اور غیر اجماعی اور بلا مشورہ اور بلا موامرہ ہیں اور وہ باہم دگر عہد کر رہے ہیں کہ ہم آئندہ ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ عمر نے پوچھا یہ ان کی میٹنگ کہاں ہو رہی ہے۔ اس نے کہا حضور طلحہ کے گھر میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

حضرت عمر ان کی طرف گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا، میرا خیال ہے شدت غضب کی وجہ سے آپ مجھے دیکھ نہیں رہے تھے۔ پس جب صحابہ نے حضرت عمر کو دیکھا تو ان کی آمد کو برا اور مکروہ خیال کیا اور ان کی آمد کی وجہ بھی سمجھ گئے۔ پس عمر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا جو کچھ تم نے مشورہ کیا ہے، مجھے پہنچ گیا ہے۔ میں نے تمہاری باتیں سن لیں۔ خدا کی قسم تمہاری محبت کا ہونا اتنا ہی محال ہے، جتنا انسان اور شیطان آگ اور پانی کا جمع ہونا، شیطان انسان کو گمراہ کرتا رہے گا اور انسان ہمیشہ لعنت کرتا رہے گا۔ ناظرین رحمالیہم

کے مصداقوں کی شان ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے بعد تمہاری محبت کا وقت نہیں آئے گا۔ اب تمہاری میعاد خروج دجال ہے۔ دیکھئے کب خروج کرتا ہے۔ صحابہ عمر کی آمد پر متفرق ہو گئے، ہر شخص اپنے راستے چلا گیا۔ مغیرہ کہتا ہے کہ مجھے عمر نے حکم دیا ہے کہ باقی لوگوں کو جانے دے، لیکن علی بن ابی طالب کو روک لے۔ میں نے کہا۔ یا امیر المومنین شاید میرے کہنے پر نہ رکے، کیونکہ میں ان کی نگاہ میں ہمیشہ مبغوض ہوں۔ عمر نے کہا وہ کہ اس کو روک لے، ورنہ میں تجھے ابن الدباغہ کہوں گا۔ معلوم ابن الدباغہ مغیرہ کی کوئی چیز ہے اس پر میں نے علیؑ سے کہا جہاں ہو وہیں رک جاؤ اور اپنے امام کا حکم مانو اور عقل دبوش کرو۔ آخر وہ بادشاہ اور سلطان ہے۔ عنقریب وہ بھی پشیمان ہو گا اور تم بھی نادم ہو گے۔ اس کے بعد عمر علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ خدا کی قسم یہ امر خلافت تیرے ہی ہاتھ کے نیچے سے نکلا ہے اور تیرا ہی حق ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ اس سے بچ کہ میری اطاعت ظاہری تیرے فتنہ کا باعث نہ ہو جائے۔ عمر نے کہا کیا آپ باعث فتنہ ہونا چاہتے ہیں۔ علی علیہ السلام نے کہا۔ نہیں، لیکن ہم تمہیں وہ چیزیں یاد کرانا چاہتے ہیں، جو تم بھول گئے ہو۔ اس کے بعد مغیرہ کہتا ہے مجھے حضرت عمر نے دور کر دیا۔ پھر مجھے کوئی پتہ نہیں کیا ہوا، مگر میں اس خوف سے کہ کہیں اُلجھ نہ پڑیں۔ قریب ہی کھڑا رہا۔ وہ دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے۔ معلوم ہوتا تھا کہ نہ راضی ہیں نہ غضبناک۔ واپسی پر حضرت عمرؓ نے مجھے بتایا کہ اگر حضرت علی علیہ السلام میں مزاح اور خوش طبعی کی مرض نہ ہوتی تو مجھے اس کی ولایت میں کبھی شک نہ ہوتا۔ الخ

یہ تو بہانہ ہے ورنہ جن کو محمد مصطفےؐ کی نبوت میں شک واقع ہو جائے، ان کو علی السلام کی ولایت میں شک کیوں نہ ہو۔

maablib.org

بوقت شوریٰ علیؑ نے حسنینؑ اور سید الشہدا ۴۱

حمزہ کی قرابت کے واسطے دیئے، مگر کسی نے توجہ نہ دی۔

لما خاف علی بن ابی طالب عبد الرحمن بن عوف والزبیر وسعدًا ان یکونوا مع عثمان لقی سعد او معہ الحسن والحسین فقال لہٗ واتقوا اللّٰہ الذی تسألون بہ والارحام ان اللّٰہ کان علیکم رقیبا اسئلک برحم ابنی ھذین من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم وبرحم عمی حمزۃ منک ان تکون مع عبد الرحمن ظہیرًا علی عثمان فانی ادلی بما لا یدلی بہ عثمان۔

عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۷۵۔ وتاریخ طبری صفحہ ۳۷ ج ۵

ترجمہ، علامہ ابن عبدربہ الاندلسی نقل کرتے ہیں کہ جب علیؑ اس سے ڈرے کہ کہیں عبدالرحمن اور زبیر اور سعد عثمان کے ہو جائیں تو حسنین کریمین شریفین کو ساتھ لے کر سعد سے ملے اور یہ آیت پڑھی کہ خدا سے ڈرو کہ سوال کرتے ہو ساتھ اس کے اور ساتھ رحم والوں کے تحقیق اللہ تم پر نگہبان ہے۔ میں سوال کرتا ہوں، تجھ سے اپنے ان دونوں بیٹوں کے رحم کے توسل جو ان کا رسولؐ خدا سے ہے اور توسل پیش کرتا ہوں، اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی قرابت کا کہ خدارا عبدالرحمن کے ساتھ مل کر عثمان کی مدد نہ کرنا۔ میں ایسا وسیلہ پیش کرتا ہوں، جیسا عثمان نہیں پیش کر سکتا۔

یہ ہے وسیلہ علیؑ اب دیکھئے چنگیز دملی سادات کے جذبات پر کیا اثر ہوتا ہے حسنینؑ کا وسیلہ مانتے ہیں یا گیارہویں شریف کے نشے میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

احب اللّٰہ من احب حسینا

مگر حسنین کریمین شریفین کے واسطے کا ان کے صحابہ پر تو یہ اثر ہوا کہ سیرت شیخین کو نہ ماننے کی وجہ سے علیؑ کو محروم بھی کیا اور الٹی قتل کی دھمکیاں دینی شروع کیں۔ سنئیے،

ان عبد الرحمن دعا علیا فقال علیک عھد اللّٰہ ومیثاقہ لتعملن بکتاب اللّٰہ وسنۃ نبیہ وسیرۃ الخلیفتین من بعدہ قال اللھم ولکن علیٰ جھدی من ذالک وطاقتی قال اعمل بمبلغ علمی وطاقتی

ثم دعا عثمان فقال علیك عهد اللہ و میثاقہ لتعملن بکتاب اللہ وسنۃ نبیہ وسیرۃ الخلیفتین من بعدہ فقال نعم فبایعہ فقال علی حبوتہ محاباۃ لیس ذا باول یوم تظاهرتم فیہ علینا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون اما واللہ ما ولیت عثمان الا لیرد الامر الیك واللہ کل یوم هو فی شان فقال عبد الرحمٰن یا علیؑ لا تجعل علی نفسك سبیلا۔

(تاریخ طبری ص۲ جلد۵ وعقد الفرید جلد ۲ ص)

ترجمہ : یعنی عبد الرحمٰن بن عوف پریذیڈنٹ شوریٰ کمیٹی نے پہلے علی علیہ السلام کو بلایا کہ میں تجھ کو اللہ کا عہد اور میثاق دیتا ہوں کہ کتاب خدا اور سنت رسول اللہ اور سیرت شیخین پر عمل کریں حضرت نے فرمایا: شیخین کی بجائے میں اپنے علم پر عمل کروں گا۔ مجھے سیرت شیخین منظور نہیں، لیکن عمل بالحق میں پوری پوری کوشش کروں گا پھر عثمان کو بلایا اور یہی شرط پیش کی؛ چنانچہ حضرت عثمان نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بعد سیرت شیخین پر عمل کرنا منظور کرلیا؛ لہذا عبد الرحمٰن نے اس کو خلیفہ بنادیا اور اس کی بیعت کرلی، علی علیہ السلام نے فرمایا تو نے اچھا مذاق کیا۔ تمہارا ہم پر مل کر غلبہ کرنے کا پہلا دن نہیں ہے؛ بلکہ یہ سنت بھی ادا ہوچکی ہے۔ اے عبد الرحمٰن تو نے عثمان کو اس لئے خلیفہ بنایا ہے کہ وہ یہ خلافت کل کو تجھے واپس لوٹا کے جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر روز ایک نئی شان میں ہے، پس عبد الرحمٰن نے کہا :

اے علی اپنے قتل کے سامان نہ بنا

یہ ہے صحابہ کرام کا انصاف اور علی علیہ السلام کا صبر اہل رضوان کو چاہیئے کہ اپنے رضوان اللہ علیہم کے ان اعمال وکردار کو رحماء بینہم کے میزان میں تولیں تاکہ جنس کا بھاؤ معلوم ہوجائے۔

غصب خلافت کے وقت صحابہ خیار کے تاثرات

فقال المقداد یا عبد الرحمٰن اما واللہ لقد ترکتہ من الذین یقضون بالحق وبہ

يعدلون فقال يا مقداد والله لقد اجتهدت للمسلمين قال ان كنت اردت بذالك فأثابك الله ثواب المحسنين فقال المقداد ما رأيت مثل ما اوتی الی اهل هذا البيت بعد نبيهم انی لا عجب من قريش انهم تركوا رجلاً ما اقول ان احداً اعلم ولا اقضی منہ بالعدل اما والله لو اجد عليہ اعوانا فقال عبد الرحمن يا مقداد اتق الله فانی خائف عليك الفتنة فقال رجل للمقداد رحمك من اهل هذا البيت ومن هذا الرجل قال علی ابن ابی طالب فقال علی ان الناس ينظرون الی قريش وقريش تنظر الی بيتها فتقول ان ولی عليكم بنو هاشم لم تخرج منهم ابداً وما كانت فی غيرهم من قريش تداولتموها بينكم

(اصح التاريخ طبری جلد ۵ ص۳۷)

ترجمہ: عبدالرحمٰن نے جب عثمان کو خلافت دے دی، تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبدالرحمٰن تو نے ایسی ذات کو چھوڑ دیا کہ جو الذين يقضون بالحق وبہ يعدلون کا مصداق ہے یعنی وہ مجسم فیصلہ کرتے ہیں حق اور عدل پر کرتے ہیں عبدالرحمٰن نے کہا اے مقداد میں نے مسلمانوں کے واسطے بڑی کوشش کی ہے۔ حضرت مقداد نے فرمایا کہ اگر اس سے ارادہ نیک اور مقصود قربت الی اللہ ہے، تو ثواب ہوگا اور نہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مقداد نے پھر فرمایا کہ اہل بیت رسولؐ کی جو حالت بعد رسولؐ اللہ ہوئی اس کی مثال مجھے آج تک نظر نہیں آئی میں قریش سے تعجب کرتا ہوں کہ عمداً اور جان بوجھ کر ایسے مرد خدا کو چھوڑ رہے ہیں جس سے بڑھ کر کوئی عالم ہے اور نہ ہی فیصلہ بالعدل ہو سکتا ہے کاش میرے پاس اس کی امداد کے لئے مددگار ہوتے (کیسی حسرت ہے آلِ رسولؐ کی بیکسی پر) عبدالرحمٰن نے کہا کہ مقداد خدا سے ڈر میں تجھ پر فتنے کا خوف کرتا ہوں (افسوس آلِ محمدؐ کی حمایت سے ان کو ہمیشہ فتنہ کا خوف رہا۔ اس پر ایک آدمی نے حضرت مقداد سے کہا اے مقداد تجھ پر خدا کی رحمت ہو اہل بیت کون ہیں اور اقضی بالحق اور عامل بالحق کیمرد ہے؟ فرمایا اس شہر والے فرزندانِ عبدالمطلب ہیں اور وہ مرد خدا علی ابن ابی طالبؑ ہے پس پہلے علی علیہ السلام نے فرمایا لوگ قریش کا منہ دیکھتے ہیں اور قریش اپنے اپنے گھروں کو دیکھتے ہیں۔ اہلبیتِ رسولؐ کو کون دیکھے۔ قریش کہتے ہیں اگر بنی ہاشم حاکم بن گئے تو حکومت کبھی بھی ان کے گھر سے نہ نکل سکے گی اور اگر ان کے پاس ہوئی تو ہمیشہ تم اس کو لیتے دیتے رہو گے۔

ثم دعا عثمان فقال علیک عهد اللّٰہ و میثاقہ لتعملن بکتاب اللّٰہ و سنۃ نبیہ و سیرۃ الخلیفتین من بعدہ فقال نعم فبایعہ فقال علی حبوتہ محاباۃ لیس ذا باول یوم تظاهرتم فیہ علینا فصبر جمیل واللّٰہ المستعان علی ما تصفون اما واللّٰہ ما ولیت عثمان الا لیرد الامر الیک واللّٰہ کل یوم ھو فی شان فقال عبد الرحمٰن یا علیؑ لا تجعل علی نفسک سبیلاً۔

(تاریخ طبری ص۲۹۷ جلد ۳ و عقد الفرید جلد ۳ ص۷۶)

ترجمہ: یعنی عبد الرحمٰن بن عوف پریذیڈنٹ شوریٰ کمیٹی نے پہلے علی علیہ السلام کو بلایا کہ میں تجھ کو اللہ کا عہد اور میثاق دیتا ہوں کہ کتاب خدا، و سنت رسول اللہ اور سیرت شیخین پر عمل کریں۔ حضرت نے فرمایا شیخین کی بجائے میں اپنے علم پر عمل کروں گا۔ مجھے سیرت شیخین منظور نہیں، لیکن عمل بالحق میں پوری پوری کوشش کروں گا پھر عثمان کو بلایا اور یہی شرط پیش کی، چنانچہ حضرت عثمان نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بعد سیرت شیخین پر عمل کرنا منظور کر لیا، لہذا عبد الرحمٰن نے اس کو خلیفہ بنا دیا اور اس کی بیعت کر لی۔ علی علیہ السلام نے فرمایا تو نے اچھا صلہ دیا۔ تمہارا ہم پر چڑھ کر غلبہ کرنے کا پہلا دن نہیں ہے، بلکہ یہ سنت بھی ادا ہو چکی ہے۔ اے عبد الرحمٰن تو نے عثمان کو اس لئے خلیفہ بنایا ہے کہ وہ یہ خلافت کل کو تجھے واپس لوٹا کے جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر روز ایک نئی شان میں ہے۔ پس عبد الرحمٰن نے کہا،

اے علی اپنے قتل کے سامان نہ بنا

یہ ہے صحابہ کرام کا انصاف اور علی علیہ السلام کا صبر اہل رضوان کو چاہیئے کہ اپنے رضوان اللہ علیہم کے ان اعمال و کردار کو دھما ہینھم کے میزان میں تولیں، تاکہ جنس کا بھاؤ معلوم ہو جائے۔

غصب خلافت کے وقت صحابہ خیار کے تأثرات

فقال المقداد یا عبد الرحمٰن اما واللّٰہ لقد ترکتہ من الذین یقضون بالحق و بہ

يعدلون فقال يا مقداد والله لقد اجتهدت للمسلمين قال ان كنت اردت بذلك الله فأثابك الله ثواب المحسنين فقال المقداد ما رأيت مثل ما اوتي الى اهل هذا البيت بعد نبيهم اني لأعجب من قريش انهم تركوا رجلا ما اقول ان احدا اعلم ولا اقضى منه بالعدل اما والله لو اجد عليه اعوانا فقال عبدالرحمن يا مقداد اتق الله فاني خائف عليك الفتنة فقال رجل للمقداد رحمك الله من اهل هذا البيت ومن هذا الرجل قال علي ابن ابي طالب فقال علي ان الناس ينظرون الى قريش وقريش تنظر الى بيتها فتقول ان ولي عليكم بنوهاشم لم تخرج منهم ابدا وما كانت في غيرهم من قريش تداولتموها بينكم

(اصح التاريخ طبری جلد ۵ ص ۳۰)

ترجمہ: عبدالرحمٰن نے جب عثمان کو خلافت دے دی، تو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبدالرحمٰن تو نے ایسی ذات کو چھوڑ دیا کہ جو الذین یقضون بالحق وبہ یعدلون کا مصداق ہے یعنی وہ جو فیصلہ کرتے ہیں حق اور عدل پر کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا اے مقداد میں نے مسلمانوں کے واسطے بڑی کوشش کی ہے۔ حضرت مقداد نے فرمایا کہ اگر اس سے ارادہ نیک اور مقصود قربۃ الی اللہ ہے، تو ثواب ہوگا، ورنہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس کے بعد حضرت مقداد نے پھر فرمایا کہ اہل بیتِ رسولؐ کی جو حالت بعد رسول اللہؐ ہوئی اس کی مثال مجھے آج تک نظر نہیں آتی۔ میں قریش سے تعجب کرتا ہوں کہ عمداً اور جان بوجھ کر ایسے مرد خدا کو چھوڑ رہے ہیں جس سے بڑھ کر نہ کوئی عالم ہے اور نہ ہی فیصل بالعدل ہو سکتا ہے۔ کاش میرے پاس اس کی امداد کے لئے مددگار ہوتے (کیسی حسرت ہے آل رسولؐ کی بیکسی پر) عبدالرحمٰن نے کہا کہ مقداد خدا سے ڈر میں تجھ پر فتنے کا خوف کرتا ہوں (افسوس آل محمدؐ کی حمایت سے ان کو ہمیشہ فتنہ کا خوف رہا)۔ اس پر ایک آدمی نے حضرت مقدادؓ سے کہا اے مقداد تجھ پر خدا کی رحمت ہو، اہل بیت کون ہیں اور اقضی بالحق اور عادل بالحق کیا مرد ہے؟ فرمایا اس گھر والے فرزندان عبدالمطلب ہیں اور وہ مرد خدا علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ پس علی علیہ السلام نے فرمایا لوگ قریش کا منہ دیکھتے ہیں اور قریش اپنے اپنے گھروں کو دیکھتے ہیں۔ اہلبیتِ رسولؐ کو کون دیکھے۔ قریش کہتے ہیں اگر بنی ہاشم حاکم بن گئے تو حکومت کبھی بھی ان کے گھر سے نہ نکل سکے گی اور اگر ان کے پاس نہ ہوئی تو ہمیشہ تم اس کو لیتے دیتے رہو گے۔

یہ ہیں حضرت مقداد کے تاثرات برسر میدان کلمہ حق۔ عبدالرحمٰن کی لاجوابی اور دھمکی قتل اہلبیتؑ کی حق تلفی پر قلت انصار کی حسرت اور جناب امیرؑ کا فیصلہ درباب فلسفہ غصب خلافت از اہلبیتؑ اجتماع قریش بخلاف اہلبیتؑ جس کو جنگڑ محلی گیارہویں شریف کی نیاز کے نشے میں فراموش کر گئے باوجود دعویٰ سیادت کے حمایت آل محمدؑ کی بجائے حمایت اغیار میں ریجھ گئے ایسے لالچ دنیا ترا بر

نظیری گر ہمے خواہی کہ مقبول مغاں باشی
فلا تعرض ولا تحذر ولا تبخل علے الدنیا

حضرت عمار یاسرؓ کی حمایت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَقَالَ عَمَّارٌ اِنْ اَرَدْتَ اَنْ لَا يَخْتَلِفَ الْمُسْلِمُوْنَ فَبَايِعْ عَلِيًّا فَقَالَ الْمِقْدَادُ صَدَقَ عَمَّارٌ اِنْ بَايَعْتَ عَلِيًّا قُلْنَا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا قَالَ ابْنُ اَبِيْ سَرْحٍ اِنْ اَرَدْتَ اَنْ لَا تَخْتَلِفَ قُرَيْشٌ فَبَايِعْ عُثْمَانَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِيْ رَبِيْعَةَ صَدَقَ اِنْ بَايَعْتَ عُثْمَانَ قُلْنَا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا فَشَتَمَ عَمَّارٌ ابْنَ اَبِيْ سَرْحٍ وَقَالَ مَتٰى كُنْتَ تَنْصَحُ الْمُسْلِمِيْنَ فَتَكَلَّمَ بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُوْ اُمَيَّةَ فَقَالَ عَمَّارٌ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَكْرَمَنَا بِنَبِيِّهٖ وَاَعَزَّنَا بِدِيْنِهٖ فَاَنّٰى تَصْرِفُوْنَ هٰذَا الْاَمْرَ عَنْ اَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ لَقَدْ عَدَوْتَ طَوْرَكَ يَا ابْنَ سُمَيَّةَ وَمَا اَنْتَ وَتَأْمِيْرُ قُرَيْشٍ لِاَنْفُسِهَا۔

(منقول از تاریخ طبری صہ ۳۴ جلد ۵ مطبوعہ مصر)

(عقد الفرید جلد ۳ صہ ۷۶ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ اگر چاہتے ہو کہ مسلمانوں میں اختلاف نہ ہو تو حضرت علیؑ کی بیعت کر لو۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمار سچ کہتے ہیں اگر آپ نے حضرت علیؑ کو خلیفہ بنایا تو ہم سب سمعنا اور اطعنا کہہ کر قبول کر لیں گے ابن ابی سرح نے کہا اگر چاہو کہ قریش اختلاف نہ کریں تو عثمان کی بیعت کر لو۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ نے سچ کہا بیعت عثمان

پر ہم سب سمعنا اور اطعنا کہہ کر کریں گے۔

حضرت عمارؓ نے ابن ابی سرح کو سخت برا بھلا کہا کہ تم کب سے مسلمانوں کے خیرخواہ ہو۔ یعنی "تم وہی تو ہو جو مرتد ہو کر واجب القتل قرار پا چکے ہو"

اس پر بنی ہاشم اور بنی امیہ آپس میں جھگڑے پھر حضرت عمارؓ نے یہ تقریر کی کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو عزت اور شرف دیا ہے وہ تو صرف اس کے نبی کی بدولت ملا اور اپنے دین سے ہم کو عزت دی، اب اس امرِ خلافت کو اپنے نبی کے اہلِ بیتؑ سے کہاں پھیرے جا رہے ہو۔ (کچھ غور کرو) ایک آدمی نے بنی مخزوم کہا اے ابن سمیہ تو اپنی حد سے آگے بڑھ گیا ہے۔ قریش کی امیر سازی سے تجھے کیا۔

یہ ہیں حضرت مقداد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کے تاثرات اور حمایت اہلبیتؑ جس پر دنیا ان سے لڑتی ہے اور اہلبیتؑ ان سے خوش ہوتے ہیں۔ شیعہ بھی انہی صحابہ کرام کے ہمنوا ہیں۔ سبحان اللہ حضرت نے کتنی سچی بات کہی۔

"علیؑ کو خلیفہ بناؤ۔ تاکہ مسلمانوں کا اختلاف نہ ہو"

یعنی مسلمانوں کے دو فرقے شیعہ اور سنی نہ بنیں گے۔ مگر دنیا داروں نے مسلمانوں کے اتحاد کی بجائے قریشی تماد کو مقدم سمجھا۔ وہ بھی صرف بنی تیم بنی عدی اور بنی امیہ کا اور بنی ہاشم کی کوئی پرواہ کی اور ان کو سنوز نظر انداز کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خیرالامت ترجمان القرآن کا حضرت عمر بن خطاب سے دربارہ خلافت مناظرہ

حضرت عمرؓ کی لاجوابی و تلخ مزاجی!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ (فِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ) فَقَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَتَدْرِيْ مَا مَنَعَ قَوْمَكُمْ مِنْهُمْ بَعْدَ مُحَمَّدٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أُجِيْبَهُ فَقُلْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَدْرِيْ فَأَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْرِيْنِيْ فَقَالَ عُمَرُ كَرِهُوْا أَنْ يَجْمَعُوْا لَكُمُ النُّبُوَّةَ وَالْخِلَافَةَ فَتَبْجَحُوْا عَلٰى قَوْمِكُمْ بَجْحًا بَجْحًا فَاخْتَارَتْ

قريش لأنفسها فأصابت ووفقت فقلت يا أمير المؤمنين ان تأذن في الكلام
وتمط عني الغضب تكلمت فقال تكلم يا ابن عباس فقلت أما قولك يا
أمير المؤمنين اختارت قريش لأنفسها فأصابت ووفقت فلو أن
قريشا اختارت لنفسها حيث اختار الله عز وجل لها
لكان الصواب بيدها غير مردود ولا محسود وأما قولك إنهم كرهوا
أن تكون لنا النبوة والخلافة فإن الله عز وجل وصف قوما بالكراهية
فقال ذلك بأنهم كرهوا ما أنزل الله فأحبط أعمالهم فقال عمر هيهات
والله يا ابن عباس قد كانت تبلغني عنك أشياء كنت أكره أن أفرك
عنها فتزيل منزلتك مني فقلت وما هي فإن كانت حقا فما ينبغي أن تزيل
منزلتي منك وإن كانت باطلا فمثلي أماط الباطل من نفسه فقال عمر
بلغني أنك تقول إنما صرفوها حسدا أو ظلما فقلت أما قولك يا
أمير المؤمنين ظلما فقد تبين للجاهل والحليم وأما قولك حسدا
فإن إبليس حسد آدم فنحن ولده المحسودون فقال هيهات أبت
والله قلوبكم يا بني هاشم إلا حسدا ما يحول وضغنا وغشا ما يزول فقلت
مهلا يا أمير المؤمنين لا تصف قلوب قوم أذهب الله عنهم الرجس
وطهرهم تطهيرا بالحسد والغش فإن قلب رسول الله من قلوب
بني هاشم فقال عمر إليك عني يا ابن عباس فقلت أفعل فلما ذهبت
لأقوم استحيا مني فقال يا ابن عباس مكانك فوالله إني لراع لحقك
محب لما سرك فقلت يا أمير المؤمنين إن لي عليك حقا وعلى كل
مسلم فمن حفظه فحظه أصاب ومن أضاعه فحظه أخطأ ثم قام فمضى

(تاریخ طبری از امام ابن جریر بحوالہ شبلی ہم پایہ آخر اربعہ ص۳۱ جلد ۵ والفاروق)

ترجمہ :۔ عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ عمرؓ نے مشاعرہ کی ایک مجلس میں بنی ہاشم کے شان کے موافق زہیر کے چند اشعار سن کر مجھ سے کہا۔ اے ابن عباس تمہاری قوم کو بعد محمدؐ تم سے کس چیز نے روک دیا کہ انہوں نے تم کو امیر نہ سمجھا۔ میں نے اس کو جواب دینا کچھ مناسب نہ سمجھا۔ میں نے عرض کی کہ اگر مجھے بھی معلوم ہوگا تو امیر المومنین خود ہی مجھے مطلع کردیں گے اس پر عمر نے کہا انہوں نے تمہارے واسطے خلافت اور نبوت کو جمع کرنا مکروہ سمجھا تاکہ تم اپنی قوم پر فخر نہ کرو اور فخر میں بڑھ نہ جاؤ۔ قریش نے اپنے لئے امارت کو چنا اور وہ چننے میں مصیب اور موفق تھے۔ میں نے عرض کی امیر المومنین اگر مجھے اذن ہو تو کچھ عرض کروں۔ ناراض نہ ہونا۔ کہا ابن عباس کلام کرو۔ میں نے عرض کی امیر المومنین! آپ کا یہ کہنا کہ وہ اپنے لئے امارت کے انتخاب میں مصیب اور درست تھے۔ پس اگر قریش اپنے لئے وہی مقام چنتے ہیں جو اللہ نے ان کے لئے چنا ہے (یعنی ان کو موخر کرکے بنی ہاشم کو مقدم کیا ہے) تو بیشک وہ صائب الرائے ہوتے نہ ان کا فیصلہ کوئی رد کرتا نہ وہ محسود ہوتے اور رہا آپ کا یہ قول کہ انہوں نے خلافت اور نبوت کو ہمارے لئے جمع کرنا مکروہ سمجھا۔ تو یہ وہی کراہت ہے جس کا ذکر خداوند تعالٰے نے ان لفظوں میں کیا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ

یعنی یہ چیز اس لئے ہوئی کہ انہوں نے اس چیز کو مکروہ سمجھا جو اللہ تعالٰے نے نازل کی تھی پس خدا نے ان کے عمل صالح ضائع کردیئے۔ عمر نے کہا افسوس خدا کی قسم اے ابن عباس مجھے تیری طرف سے ایسی چیزیں پہنچتی رہتی تھیں، مگر میں نے انکی تحقیق اس لئے نہ کی کہ کہیں تیری منزل میری نگاہ میں گر نہ جائے۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنین وہ کیا چیز ہے ظاہر فرمائیے۔ اگر وہ حق ہیں تو حق سن کر میری منزلت کو گرانا آپ کو مناسب نہیں۔ اگر وہ باطل ہیں تو میری غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ عمر نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ قریش نے یہ خلافت ہم سے حسداً اور ظلماً چھین لی ہے۔ میں نے عرض کی کہ امیر المومنین آپ کا یہ کہنا کہ ظلماً چھین لی گئی ہے یہ چیز تو ہر عقلمند اور جاہل پر واضح ہو چکی ہے رہا آپ کا حسداً کہنا بس تحقیق ابلیس نے حضرت آدمؑ پر حسد کیا ہم اس کے محسود بیٹے ہیں عمر نے کہا افسوس ہے اے بنی ہاشم تمہارے دلوں میں ہمیشہ حسد کے خیالات رہے جو کبھی دور نہ ہوں گے اور ان

سے کبھی زائل نہ ہوں گے۔ میں نے کہا امیر المومنین ذرا ٹھہریئے اس قوم کو حسد اور غش سے متصف نہ کیجئے جن سے خدا نے رجس کو دور کیا اور ان کو مکمل طور پر پاک کیا کیونکہ اس قوم کے دلوں کو اگر آپ غش اور حسد سے متصف کریں گے تو قلب رسول اللہ صلعم منجملہ قلب بنی ہاشم ہے۔ عمر نے کہا اے ابن عباس اُٹھ جاؤ میرے پاس سے اور دور ہو جاؤ۔ میں نے کہا میں ابھی جاتا ہوں جب میں اٹھنے لگا تو عمر کو مجھ سے ذرا حیا آ گیا۔ کہا ابن عباس اپنے مقام پر ہی بیٹھے رہو۔ خدا کی قسم مجھے تیرے حق کا پاس ہے میں تیری خوشی چاہتا ہوں۔ میں نے کہا اے امیر المومنین میرا حق ہر مسلمان پر ہے اور آپ پر بھی ہے جس نے اس حق کی حفاظت کی وہ حق کو پہنچا اور جس نے اس کو ضائع کیا اس نے اپنے حق میں خطا کی پھر حضرت عمر نے دربار برخاست کر دیا اور اُٹھ کر چلا گیا۔

سوال: حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کو امام مان لیا تھا اور بیعت کر لی تھی مگر شیعہ نہ مانے چنانچہ رجال کشی میں یہ عبارت موجود ہے۔

عن غلام محمد بن راشد قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان معاویۃ کتب الی الحسن صلوٰۃ اللہ علیہ ان اقدم والحسین واصحاب علی فخرج معھم قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری فقدم ثم فاذن المعاویۃ واعد لھم الخطب فقال یا حسن قم فبایع فبایع ثم قال للحسین علیہ السلام قم فبایع ثم قال یا قیس قم فبایع فالتفت الحسین ینظر ما یامرہ فقال یا قیس انہ امامی یعنی الحسن علیہ السلام (رجال کشی ص ۷۳)

الجواب: الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد شاہ صاحب! معلوم ہوتا ہے کہ مخالف بلکہ نواصب اور خوارج نے اس روایت سے اور لفظ بیعت سے معاویہ کی امامت حقہ اور خلافت راشدہ پر استدلال کرنا چاہا ہے حالانکہ اولاً تو رجال کشی پُراز اغلاط ہے جیسا کہ اس کے آخری صفحہ پر تھوڑی وضاحت سے لکھا ہے۔ ثانیاً اس کی اکثر روایات

ضعیف ہیں جیسا کہ رجال نجاشی میں بالتصریح موجود ہے۔ ثالثاً اس روایت میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے معاویہ کی خلافت و امامت پر استدلال کیا جا سکے۔ صرف ظاہری صلح کا تذکرہ ہے۔

اصل میں ان بیچارے ملاؤں کو نہ تو خلافتِ راشدہ کی تعریف یاد ہے نہ سلطنت و خلافت میں فرق معلوم ہے نہ سلطنت کی اقسام سے واقفیت ہے نہ معنی بیعت معلوم ہیں اور نہ ہی صلح حسن علیہ السلام یا معاویہ کی تشکیل و تفصیل پر نظر ہے نہ صلح کے وجوہات یاد ہیں۔ صرف اتنا کہہ کر عوام کو دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ دیکھو حسنؑ اور حسینؑ نے معاویہ کی بیعت کر لی لہٰذا وہ امام برحق بن گیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ لیجئے اول

بیعت کے معنے

سنئے اور خود اہل سنت کی مشہور و معتبر کتابوں سے سنئے۔ لغت کی مشہور کتاب منتہی الارب جلد اول ص ۱۳۲ مطبوعہ لاہور میں ہے کہ بیعت بالفتح عہد و پیمان یعنی بیعت کا معنی عہد و پیمان ہے اور صراح ص ۳۰۳ مطبوعہ کانپور میں ہے مبایعت با یکدیگر خرید و فروخت کردن و بیعت کردن یعنی ایک دوسرے سے خرید و فروخت اور با ہمدیگر عہد کرنا دور کیوں جائیں اہل السنت کی مشہور کتاب نووی شرح صحیح مسلم ص ۱۲۵ مطبوعہ اصح المطابع دہلی میں ہے کہ

المراد بالمبایعۃ المعاھدۃ وھی ماخوذۃ من البیع لان کل واحد من المتبایعین یمد یدہٗ الیٰ صاحبہ وکذا ھذہ البیعۃ تکون باخذ الکف

یعنی ایک دوسرے کی بیعت کرنے یعنی مبایعت سے مراد آپس میں معاہدہ اور عہد و پیمان کرنا ہوتا ہے اور مبایعت لفظ بیع بمعنی خرید و فروخت سے ماخوذ اور مشتق ہے چونکہ خرید و فروخت کرنے والے چیز لیتے دیتے وقت ایک دوسرے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح معاہدہ کرنے والے بھی مصافحہ کرتے ہیں۔

پس بیعت اور مبایعت کے معنی عہد و پیمان کے ہوئے جب تک یہ تصریح نہ ہو کہ کس

بات پر بیعت ہوئی پتہ نہیں چلتا کہ بات کیا تھی ۔ اور اس روایت کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ حضور امام حسین اور حسن علیہم السلام اور قیس بن سعد بن عبادہؓ نے معاویہ سے عہد و پیمان کیا اس میں یہ تو تصریح کہیں بھی نہیں کہ امامین نے معاویہ کو امام حق یا خلیفہ برحق کہا ہو ۔

اور ایسے عہد و پیمان تو کفار سے بھی ہو سکتے ہیں چنانچہ صلح حدیبیہ اور بیعت الرضوان کے واقعات مشہور ہیں ۔

افسوس ! علمائے اہل السنت وہ شرائط تو نہیں پیش کرتے جو عند الصلح حضرت امام علیہ السلام نے پیش کئے تھے جن کی معاویہ نے عہد شکنی کر کے خلاف ورزی کی اور اس

صلح حسنؑ کی خبر !

جناب رسالتمآبؐ نے پہلے سے دے رکھی تھی اور معاویہ کا باغی ہونا بھی پہلے سے فرما دیا تھا چنانچہ دیکھو اہل السنت کی صحیح ترین کتاب بخاری جلد اول صفحہ ۵۳ باب مناقب الحسنؑ والحسینؑ

من الحسن البصری انہ سمع ابابکرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی المنبر والحسن الی جنبہ ینظرالی الناس مرۃ والیہ مرۃ ویقول ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین

ترجمہ : حضرت حسن بصری نے ابوبکرہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تھے اور ایک پہلو میں حضرت امام حسن علیہ السلام تھے حضور پر نور کبھی حسنؑ کو دیکھتے تھے اور کبھی دوسرے لوگوں کی طرف اور فرماتے تھے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا ۔

خبر دادن رسالتمآبؐ بعمار کہ ترا باغی گروہ قتل خواہد کرد
" وآں گروہ معاویہ بود "

مشکوٰۃ شریف کے باب المعجزات صفحہ ۵۳۲ پر مذکور ہے کہ

عن ابی قتادۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لعمار حین

يحفر الخندق فجعل يمسح راسه ويقول يوس ابن سمية تقتلك الفئة الباغية (رواه مسلم)

ترجمہ:۔ یعنی حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآبؐ نے حضرت عمار کی نسبت فرمایا وہ خندق کھود رہا تھا اور حضور اس کے سر پر پیار کرتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے ابن یعنی عمار تجھ پر کتنی شدت ہوگی جب تجھ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

اور مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقات میں لکھا ہے کہ اے عمار تجھ کو وہ جماعت قتل کرے گی جو قت پر خروج کریگی اور خلیفہ زمان کی باغی ہوگی اور علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ نے فرمایا کہ باغی گروہ مراد معاویہ اور اس کی قوم ہے۔

قبل اس کے امام حسن علیہ السلام کی صلح اور عہد و پیمان کی حقیقت واضح کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرات اہل السنت کی آسانی اور سمجھانے کے لئے تصریح کردی جائے۔

خلافت راشدہ اور سلطنت کے معنی کیا ہیں

اور معاویہ کس قسم کا بادشاہ تھا چنانچہ لغت کی مشہور کتاب صفحہ ۳۳۴ صراح مطبوعہ کانپور خلافت کے معنی یوں لکھے ہیں۔ خلافت بالکسر بجائے کسے بودن در کار و بجائے کسے کردن کسے را۔

وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالٰی یَا هَارُوْنُ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ

یعنی خلافت کے معنی دوسرے شخص کی بجائے اس کے کام میں ہونا اور کسی کی جگہ دوسرے کو نائب کرنا اور یہی معنی ہیں خدا کے اس قول کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے ہارونؑ! تم میرے خلیفہ ہو میری قوم میں اور خلافت بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سنی دو قسم پر ہے۔

خلافتِ عام اور خلافتِ خاص

دیکھو ازالۃ الخفاء اور انعقادِ خلافت عام اجماع و صیت شوریٰ اور غلبہ پر موقوف ہے۔

جیسے خلیفہ ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ، یزید، عبد الملک بن مروان وغیرہ کی خلافت اور خلافت علیہ کا ہم
سلطنت ہے۔

اور خلافت خاصہ کا نام خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ اور امامت حقہ ہے انکا تقرر
نص خدا تعالیٰ و رسول اکرمؐ سے ہوتا ہے اور خلیفہ خاص امام، ولی، معصوم اور منصوص من اللہ
ہوتا ہے۔ دیکھو ازالۃ الخفا مترجم عبد الشکور لکھنوی ص۲۲

امامت حقہ اور اس کی قسمیں

امامت حقہ کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ اول باطنیہ۔ دوم امامت خفیہ سوم امامت
ی تیسری قسم کو خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ یا خلافت رحمت بھی کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو
سُنیوں اور وہابیوں کے امام مولوی محمد اسمٰعیل شہید دہلوی کی کتاب منصب امامت ص۳

خلافت عامہ

یعنی سلطنت اسلامیہ چار قسم کی ہوتی ہے اول سلطنت عادلہ۔ دوم سلطنت
جابرہ۔ سوم سلطنت ضالہ۔ چہارم سلطنت کافرہ۔

الغرض شیعہ اور سنی کی بحث خلافت راشدہ علی منہاج النبوۃ میں ہو رہی ہے
شیعہ کہتے ہیں کہ خلافت راشدہ یعنی امامت حقہ ہمارے بارہ اماموں کے لئے ثابت ہے
سلطنت میں تو کوئی بحث ہی نہیں سلطان تو ان بزرگوں کو شیعہ بھی سمجھتے ہیں۔ کوئی
سلطان جابر ہے کوئی سلطان ضال ہے اور کوئی سلطان کافر زیادہ سے زیادہ کوئی سلطان
عادل بحق رعایا اور ظالم بحق اہل بیت ہوگا۔ اہل السنت کے نزدیک۔

جہاد و خروج صرف سلطان کافر کے مقابل جائز ہے

اور پہلے تین درجے یعنی سلطان عادل اور سلطان جابر اور سلطان ضال کے ساتھ

جہاد اور بغاوت جائز نہیں ۔ لہذا ہم چونکہ معاویہ کو سلطان جابر سمجھتے ہیں لہذا صلح حسن علیہ السلام بلمعاویہ صحیح ہے اور یزید کو سلطان کافر لہذا جہادِ حسین علیہ السلام بایزید بھی صحیح ہے کیونکہ اول سلطان جابر ہے دوم سلطان کافر ۔

تحقیق مقام

یہاں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے وہ یہ کہ مولوی اسمٰعیل شہید دہلوی اور شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں ۔

سلطان کافر کا مطلب اصلی کافر نہیں ہے

بلکہ مقصود اس سے وہ قوم ہے جو ان کو گروہ مسلمین سے جانے اور صریح موجبات کفر عمل میں لائے اور اس سے احکام شرع کی مخالفت وعناد اس قدر ظاہر ہو کر اس پر کفر ارتداد کا حکم ثابت ہو جائے ۔ الخ مترجم منصب امامت صـ ۱۲۷ مطبوعہ لاہور

اور یزید کیلئے ایسے کفر کی نسبت اہل السنت کی مشہور کتاب بنراس شرح شرح عقائد نسفی مطبوعہ ملتان صـ ۵۴۱ پر موجود ہے کہ

ثالثہا لعلہ وجد ما یدل علی کفرہ وقد تقرر ان منع الخروج انما اذا لم یبلغ فسق الامام الکفر ویروی من شعر یزید

لعبت ہاشم بالملک فلا خبر جاء ولا وحی نزل

لست من خندف ان لم انتقم من بنی احمد ما کان فعل

یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کے خروج یزید کی تیسری وجہ یہ ہے کہ یزید سے ایسی چیزیں پائی گئیں کہ اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں، منجملہ ان کے اس کے یہ دو شعر بھی ہیں ۔

" بنی ہاشم نے ملک کے ساتھ ایک کھیل کھیلا تھا ، ورنہ نہ تو ان کو کوئی آسمانی خبر آئی نہ وحی ہوئی میں خندف سے نہ ہوں گا اگر اولادِ احمد سے ان کے افعال کا بدلہ نہ لے لوں ۔"

الغرض آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اہل سنت والجماعت دعویٰ تو خلافت راشدہ کا کرتے
ہیں جس کیلئے ایمان اہل ۔ اعمال صالح ۔ نص من جانب اللہ یا منجانب الرسول تقویٰ ۔ طہارت ۔
ہدایت ، برکات ، معجزات ، ورکل ۔ الہام ، بعث ، وجاہت ، عصمت ، حفاظت ، علم لدنی صدیقیت
محدثیت ضروری ہے مگر دلائل ایسے پیش کرتے ہیں مثلاً صلح ، بیعت بالاکراہ ۔ نماز خلف الجا
خروج اور عدم قتال جس سے بعد مشکل سلطنت ضالہ یا سلطنت جابرہ یا بقول ان کے سلطنت
ثابت ہوتی ہے ۔

ان خدا کے بندوں سے کوئی پوچھے کہ جب تمہارے خلیفے راشدین ہیں اور بقول شاہ
محدث دہلوی خلافت راشدہ کے لئے خلافت نص اور مشابہت پیغمبر کے علاوہ نص کا ہونا ضروری
اور نص تمہارے خلفاء کیلئے نہیں ۔ جیسا کہ اہل سنت کے فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطاب
خود اقرار کرتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بنائے ہوئے منصوص خلیفے نہیں ہیں تو ان
کی خلافت راشدہ کب ہوگی ۔ (دیکھو صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲ مطبوعہ دہلی)

اب رہی خلفائے ضالہ وجابرہ پر

عدم خروج کی وجہ

سو یہ بھی نبی کریم کا حکم تھا کہ میرے بعد باغی اور ملعون ظالم اور فاسق امراء وسلاطین
جب تک ظاہرہ کفر نہ کریں ان سے لڑائی نہ کرنا تاکہ اتحاد قومی قائم رہے (دیکھو صحیح مسلم جلد

من عوف بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال خیار ائمتکم
الذین تحبونھم ویحبونکم ویصلون علیکم وتصلون علیھم وشرار
ائمتکم الذین تبغضونھم ویبغضونکم وتلعنونھم ویلعنونکم قیل
یا رسول اللہ افلا ننابذھم بالسیف فقال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ
واذا رأیتم من ولاتکم شیئاً تکرھونہ فاکرھوا عملہ ولا تنزعوا یداً من طاعتہ

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک سے روایت ہے کہ حضور انور نے فرمایا کہ بہترین امام تیرے وہ ہوں گے جن سے تم محبت کروگے اور وہ تم سے محبت کریں گے۔ تم ان پر رحمت بھیجو گے وہ تم پر رحمت بھیجیں گے اور شریا اور بدترین امام تمہارے وہ ہوں گے جن سے تم بغض کروگے وہ تم سے بغض کریں گے تم ان پر لعنت کروگے وہ تم پر لعنت اور سب کریں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا ان سے جہاد بالسیف نہ کیا جاوے یعنی تلوار کی لڑائی۔ فرمایا نہ جب تک ظاہرہ شریعت کو قائم رکھیں۔ لڑائی نہ کریں۔ اور جب تم اپنے سلطان اور والیوں سے کوئی امر بد دیکھو تو ان کے اعمال کو برا سمجھو لیکن اطاعت ظاہری سے ہاتھ نہ کھینچو۔

اور مسلم شریف کے اسی صفحہ کی سطر اول میں ہے کہ

دل سے انکار کرنا

خطرۂ طوالت ہے ورنہ ہم یہاں پر دکھلا دیتے کہ نبی کریم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میرے منبر پر بندر ناچیں گے دیکھو اہل السنت کی مشہور تفسیر ابن جریر و تفسیر درمنثور سورہ قدر کیا ایسے لوگ خلفاء راشدین ہو سکتے ہیں۔ جن پر بقول رسول خدا لعنت بھی جائز ہے اور ظاہری اطاعت اور بیعت کا بھی حکم ہے معلوم ہوا یہ بیعت سلطنت کی ہے نہ کہ خلافت راشدہ کی۔ کیونکہ خلافت راشدہ کے خواص اور لوازم آپ پڑھ چکے ہیں اسی بنا پہ امام حسن علیہ السلام کو ظاہری صلح کا حکم تھا۔ لہٰذا انہوں نے ظاہری صلح سے اتمام حجت کر دی۔

آغاز مضمون صلح حسنؑ با معاویہ خاطیہ

سنیوں کی کتاب فتح القدیر شرح ہدایہ ابن ہمام کے صفحہ ۴۰۶ جلد ۳ پر بلفظ صلح کی نسبت لکھا ہے کہ

الصلح فی اللغۃ اسمٌ للمصالحۃ التی ھی المسالمۃ خلاف المخاصمۃ

واصلہٗ من الصلاح وھو استقامۃ الحال وفی الشریعۃ عبارۃٌ
من عقدٍ وضع لرفع المنازعۃ ورکنہٗ الایجاب والقبول

ترجمہ :- یعنی صلح لغت میں مصالحت کا نام ہے۔ اصل اس کی صلاح یعنی استقامت حال ہے اور شریعت میں وہ عقد ہے جو رفع منازعت یعنی جھگڑے کو دور کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے اس کے دو رکن ہیں ایک ایجاب اور دوسرا قبول۔

اب معلوم کرنا چاہیئے کہ معاویہ اور حسن علیہ السلام میں نزاع کیا تھی اور رفع منازعت میں یہ عقد کن شرائط پر منعقد ہوا اور پھر یہ صلح مع الاقرار تھی یا مع السکوت یا مع الانکار۔ اگر اقرار تھا تو کن کن چیزوں کا یا حرف رفع نزاع اور اصلاح حال مطلوب تھی اور اس کے شرائط کیا تھے اور بعد صلح معاویہ نے پورے کئے یا نہ اور کن چیزوں پر ایجاب و قبول ہوا۔

لیجئے ہم سنیوں کی کتاب صواعق محرقہ سے جو انہوں نے بزعم خود رد شیعہ میں لکھی ہے صفحہ ۔۔۔ سے بخوف طوالت صرف ترجمہ عرض کرتے ہیں۔ وھو ھذا

ترجمہ عہد نامہ حسن علیہ السّلام با معاویہ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

یعنی یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر حسنؑ اور معاویہ کے درمیان صلح ہوئی ان شرائط پر مسلمانوں کی ولائیت و حکومت سپرد معاویہ کی جاتی ہے۔ کہ

۱: معاویہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ سیرت خلفاء راشدین المہدیین پر عمل کرے گا۔

۲- معاویہ کو کوئی حق نہ ہوگا کہ اپنے بعد کسی کو ولی عہد کرے بلکہ معاویہ کے بعد شوریٰ بین المسلمین ہوگا

۳- تمام لوگ خدا کی زمین شام عراق حجاز اور یمن میں مامون اور محفوظ ہونگے اصحاب علیؑ اور شیعان علیؑ کے جان و مال اولاد و ناموس ہر جگہ محفوظ ہونگے اور ان کو شہری آزادی حاصل ہوگی معاویہ پر اس خلاف عہد اور میثاق کا پورا کرنا لازم ہے۔

۴- اور معاویہ کو نہ چاہیئے کہ امام حسن علیہ السلام یا امام حسین علیہ السلام میں سے یا کسی اہل بیت رسول

کے فرد کو قتل کرلئے اور ان کے کسی فرد کو زمین کے کسی کنارہ میں ڈرائے اور اس پر فلاں فلاں کو گواہ کیا۔ انتہی کلام

عزیزو! یہ ہے صلح نامہ جس کا ایک ایک لفظ پکار رہا ہے کہ امام وہی شرائط پیش کرتے ہیں جن کی معاویہ خلاف ورزی کرے گا۔ ایسی صلح تو کفار سے بھی جائز ہے اور پھر اس صلح کو امام حسن علیہ السلام نے مومنوں کی آزمائش اور فتنہ فرمایا ہے جس پر معاویہ ناراض ہو گیا (دیکھو صواعق محرقہ و تاریخ طبری) اور اس صلح حسن علیہ السلام کا صلح حدیبیہ کے مشابہ ہونا مسلمات خصم سے بھی ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں عثمان بن حنیف وغیرہ سے روایت ہے بغرض اختصار عبارت ترک کرتے ہیں در صرف یہ دکھلاتے ہیں کہ

معاویہ خاطیہ نے اس عہد نامہ کی کس طرح مٹی پلید کی

اور اس کی ایک ایک شرط کی کیسے کیسے خلاف ورزی کی۔ اپنے بعد یزید پلید کو کیسے خلیفہ بنایا حضرت امام حسن علیہ السلام کی موت پر کیسے خوش ہوا جناب امیرؑ کی ذات باصفات پر بعد موت حسن علیہ السلام سب و شتم جاری کیا اور شیعان حیدر کرارؑ کو کیسے چن چن کر قتل کر دیا۔

شرط ۱ کی خلاف ورزی

پہلی شرط کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر چلے گا اس کی خلاف ورزی نماز سے بسم اللہ چرانا تکبیر میں ترک کرنا۔ (دیکھو تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۰۶)

نبیذ (شراب پینا، گانا بجانا) (دیکھو رسالہ اوائل السیوطی)

خواجہ سرا بنانا۔ (دیکھو معجم البلدان)

سونا پہننا (دیکھو دراسات اللبیب صفحہ ۲۲۰)

شرط ۲ کی خلاف ورزی

معاویہ کا یزید کو خلیفہ بنانے کی کاروائیاں، مغیرہ بن شعبہ جیسے صحابیوں کا یزید کی خلافت

کے لئے کوشش کرنا معاویہ کا مدینہ آکر جلسہ کرنا اور شاہی رعب و دبدبے سے عبادلہ اربعہ کو مطیع و فرمان بردار کرنا عبداللہ بن عمر کو لاکھوں روپے نصب خلافت یزید کیلئے دینا یہ تمام واقعات اہل السنت کی معتبر و مستند کتب تواریخ مثلاً تاریخ کبیر طبری الامامت والسیاست اور مروج الذہب علامہ مسعودی وغیرہ سے ظاہر ہیں۔

شرط ۳ کے خلاف ورزی

تیسری شرط یہ تھی کہ شام عراق حجاز اور یمن وغیرہ کے لوگ اور تمام شیعان علی علیہ السلام مامون و محفوظ رہیں گے۔ اس کی خلاف ورزی حضرت السید حجری وغیرہ اصحاب علی کا خون بہا کر کی۔ کئی لوگ محض اس گناہ کی پاداش میں قتل کر دیئے کہ وہ لوگ محبت علی علیہ السلام کو ہر چیز سے عزیز سمجھتے تھے۔

(دیکھو اصابہ ص ۳۲۹)

مگر افسوس ہے حضرات اہل سنت پر کہ بایں الحسن کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاہدہ کیا دکھلاتے ہیں مگر اپنی کتابوں سے یہ نہیں پیش کرتے کہ کس طرح۔

معاویہ امیر علیہ السلام پر سب کرتا تھا

اور اپنے عاملوں سے کرواتا تھا۔ فدا کتاب صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۷۸ پر یوں لکھا ہے۔

امر معاویہ بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعک ان تسبّ ابا التراب

ترجمہ:- یعنی معاویہ نے سعد بن ابی وقاص کو حکم کیا کہ تو علی علیہ السلام پر سب و شتم کیوں نہیں کرتا۔ پھر اسی صحیح مسلم شریف ص ۲۸۰ پر مرقوم ہے کہ معاویہ کے عامل مدینہ نے

فدعا سھل بن سعد فامرہ ان یشتم علیا اسمٰعیل بن سعد کو بلا کر حکم دیا کہ علی علیہ السلام پر سب و شتم کرے۔ معاذ اللہ۔ اسی پر بس نہیں بلکہ اس سب و شتم کی تفصیل اہل السنت کی اپنی کتاب عقد الفرید لابن عبدربہ الاندلسی المالکی جلد نمبر ۳ ص ۱۲۷ یوں لکھی ہے کہ

لما ... ات الحسن بن علی ۔ الخ

یعنی جب حسن بن علی علیہ السلام نے وفات پائی تو معاویہ مدینے میں بارادہ حج آیا اور امیر علیہ السلام

پر لعن وسب کرنے لگا مگر پھر سعد بن ابی وقاص کی مخالفت کے خوف سے باز رہا لیکن جب سعد بن ابی وقاص کی وفات ہو گئی تو اعلانیہ بر سر منبر رسولِ خدا علی علیہ السلام پر سب کرنے لگا اور اپنے عاملوں کو بھی یہی فرمان لکھا چنانچہ وہ سب لعن اور سب کرنے لگے اور معاویہ کی دشمنی اہل بیتؑ اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ تاریخ طبری میں علامہ ابن جریر لکھتے ہیں :۔ کہ معاویہ نماز پڑھتے وقت دعائے قنوت میں سید اشباب اهل الجنۃ کے نام لیکر لعن وسب کیا کرتا تھا ۔

نستغفر اللہ ونتوب الیہ

بنی امیہ کی خاندان رسالت مآبؐ کے ساتھ دشمنی کے باعث اس فعل قبیح نے جس کے بانی اول معاویہ ہی اتنی مقبولیت حاصل کی کہ معاویہ سے لیکر عمر بن عبدالعزیز کے زمانے تک مسجدوں اور خطبوں میں اولادِ رسولؐ پر علانیہ سب ہوتی رہی ، خدا بھلا کرے عمر بن عبدالعزیز کا جس نے اس رواج کو بند کر دیا ۔
(سیرۃ النعمان شبلی نعمانی ص ۳۲)

وفات حسن علیہ السلام پر معاویہ کی خوشی

ان لمبی لمبی تقریریں کرکے عوام کو گمراہ کرنے والے ملاؤں کو اپنی کتاب عقد الفرید جلد نمبر ۳ ص ۱۳۵ اور مروج الذہب علامہ مسعودی پر یہ بھی نظر نہیں آتا ہے کہ

ولما بلغ معاویۃ موت الحسن بن علی خرّ ساجداً

یعنی جب معاویہ کو حضرتِ امام حسن علیہ السلام کی خبر پہنچی تو فوراً سجدہ میں گر پڑا اس حال میں کہ وہ خوش ہو رہا تھا ۔

افسوس جو لوگ اہل بیت رسولؐ کو سب کریں اور امام حسن علیہ السلام کی موت پر خوشی کا اظہار کریں وہ لوگ تو ان کے پیرو پیشوا ہو سکتے ہیں اور ان لوگوں کو یہ خلیفہ برحق اور امام برحق مانتے ہیں اور ان کی امامت و خلافت کو سچی ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں ۔

اللھم نعوذبک من سیات اعمالھم

حضرات یہ ہے بیعت حسنؑ با معاویہ کا مطلب کہ ایک معاہدہ تھا جس کی معاویہ نے ایک ایک شرط کی خلاف ورزی کی۔ اہل بیت رسولؐ نے کبھی ان کو خلیفۃ الرسول یا خلیفۃ اللہ نہیں کہا۔ اگر کسی کے پاس کوئی دلیل ہو تو پیش کرے۔

اور یہی مطلب دوسری بیعتوں کا ہے چنانچہ حضرت امام زین العابدینؑ کا یزید کی بیعت بخلافت کرنے کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے۔ روضہ کافی کی ایک عبارت عبد مکرہ للٹ پیش کیا کرتے ہیں سو نہ سیاق اور نہ سباق کا پتہ نہ اکراہ کا علم نہ عبد کا پتہ۔

ہمارا اعتراض یہ نہ تھا کہ یزید سنیوں کا حاکم ہے یا یزید کی فلاں بزرگ نے بیعت بالحکومۃ کی بلکہ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ سنیوں کی کتابوں میں یزید کو چھٹا خلیفہ لکھا ہوا ہے۔ نہ صرف خلیفہ بلکہ اس کی بیعت کو اللہ رسولؐ کی بیعت لکھا ہوا ہے اور کتاب بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ اصح الکتب صحیح بخاری شریف جلد ۲ ص ۱۰۵۲ پر یزید کو اس طرح اللہ و رسولؐ کا خلیفہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

عن ایوب عن نافع قال لما خلع اهل المدینة یزید بن معاویة جمع ابن عمر حشمه وولده فقال انی سمعت النبی صلی الله علیه وآله وسلم یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامة وانا قد بایعنا هذا الرجل علی بیع الله ورسوله وانی لا اعلم غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع الله ورسوله ثم ینصب له القتال وانی لا اعلم احدا منکم خلعه ولا تابع فی هذا الامر الا کانت الفیصل بینی وبینه

ترجمہ: جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی تو حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب نے اپنی اولاد اور اپنے خاصوں کو جمع کیا اور کہا میں نے نبی کریمؐ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن غدار (بیعت توڑنے والے) کی پشت پر ایک جھنڈا ہوگا۔ اس لئے ہم نے اس مرد یعنی یزید کی بیعت اللہ اور رسولؐ کی بیعت پر کی ہوئی ہے اس سے زیادہ کیا غداری ہوگی کہ پہلے ایک شخص کی بیعت اللہ رسولؐ کی بیعت سمجھ کر کی جائے اور پھر اس کے ساتھ جنگ کی جائے اگر تم میں سے کسی نے بیعت توڑی تو میرا اور اس کا مکمل بائیکاٹ ہوگا۔

اور میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا یہ ہے اہل السنّت کے

حضرت عبداللہ بن عمر کا یزید کے حق میں فتویٰ

دیکھئے اس روایت میں سنیوں کے اصحاب مثل عبداللہ بن عمر بن خطاب یزید کی بیعت کو اللہ و رسولؐ کی بیعت کہہ رہے ہیں اگر ہماری کسی کتاب سے معاویہ کی بیعت یزید کی بیعت یا ابوبکر یا عمر یا عثمان کی بیعت کو اللہ و رسول کی بیعت کہا ہو۔ یا ان کو اللہ و رسولؐ کا خلیفہ تسلیم کیا ہو یا ان کی اطاعت کو اللہ و رسولؐ کی اطاعت کہا ہو تو پیش کریں ورنہ بیعت بر ہجرت۔ بیعت بر جہاد۔ بیعت بر عدم فرار بیعت بر صبر۔ بیعت بر اکراہ۔ بیعت بر تقویٰ بیعت بر شرائط یہ تمام معاہدے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم وقتاً فوقتاً منعقد کرتے رہے اور مومنین صحابہ کرام پورے کرتے تھے اور منافقین توڑتے رہے اور قرآن مجید مومنین کو جنت کی بشارتیں دیتا اور بیعتیں توڑنے والے منافقین کو عذاب دوزخ سے خبردار کرتا رہا۔

چنانچہ بیعت رضوان بر عدم فرار تھی اور اسی وقت کہہ دیا گیا تھا کہ جس نے یہ بیعت توڑ دی اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا ظاہر ہے کہ بیعت رضوان کے بعد پہلا معرکہ خیبر تھا اور جو لوگ مرنے پر بیعت کر کے جان بچا کر فرار کرتے ہے اہل علم سے پوشیدہ نہیں اور وہ لوگ بھی ان کو خوب جانتے ہیں۔ جن کے وہ پیرو پیشوا ہیں۔ پھر بیعت غدیر سقیفہ میں توڑ دی۔ بیعت اسامہ بن زید بعد وفات رسالتمآبؐ توڑ دی۔ پھر معاویہ نے مسلہ معاویہ کی خلافی ذیل کر کے بیعت حسن علیہ السلام توڑ دی۔ ہمارے آئمہ طاہرین نے لوگوں سے صلح کر کے بھی دکھایا کہ لوگو! گواہ رہو یہ جابر و سلاطین ہمارے ایسے دشمن ہیں کہ اگر ہم صلح کے معاہدے کرتے ہیں تو دنیا کے لوگ حق کو چھوڑ کر باطل اختیار کرتے ہیں اور اپنا مطلب نکالتے ہیں چاہے قرآنوں کو نیزوں پر آویزاں کرنا پڑے

الغرض! آئمہؑ نے ہر طرح سے اتمام حجت کیا۔ صلح کی جنگ کی۔ دشمنوں کو قرآن کی طرف بلایا سندیں پیش کیں حتیٰ کہ کربلا کے میدان میں سید الشہداءؑ نے اولاد و انصار اور خود اپنی جان راہ حق میں پیش کر کے حق اور باطل کو علیٰحدہ علیٰحدہ کر کے دکھا دیا مگر ان کے بزرگ سب کچھ ہضم کر گئے۔

پہلا حصہ ختم [illegible]

جواب الاستفسارات

(حصہ دوم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

سوال:۔ مسئلہ فدک پر مفصل روشنی ڈالنے کے بعد یہ وضاحت فرمایئے کہ مولوی احمد شاہ چوکیروی نے جو کتاب تحقیق فدک کے نام سے لکھی ہے اور اس میں بعض روایات کا انکار کیا گیا ہے اس کی کیا حقیقت ہے اور وہ کہاں تک صحیح یا غلط ہے۔

الجواب:۔ عرصہ دو سال سے سن رہے تھے کہ مولوی احمد شاہ صاحب چوکیروی نے بزعم خود ایک معرکۃ الآراء کتاب مسمیٰ بہ تحقیق فدک لکھی ہے جس میں تحقیقات تو قیعات کے دریا بہا دیئے ہیں مگر دیکھا پر معلوم ہوا کہ آپ کی تمام تر تحقیقات کا لب لباب "طاقت مہمان نہ داشت خانہ مہمان گذاشت" کا مصداق ہے اور صرف باب مغالطہ کی ایچ پیچ ہے۔ گاہے تخصیص آیات بروایات ضعیفہ ہے اور گاہے اپنے مسلمات سے انکار۔ اور روایات کی جمع و ترتیب اور تعارضات میں تطبیق کرتے وقت تو باب مغالطہ کی جملہ لفظی و معنوی روباہ بازیاں استعمال فرمائی ہیں حقیقت کو مجاز اور مجاز کو حقیقت بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ لفظی اشتراک کی بھول بھلیاں اس قدر ہیں کہ تفصیل کے لئے ایک عرصہ کی ضرورت ہے۔ معنوی مغالطہ میں صغریٰ و کبریٰ ملاتے وقت صحت نتیجہ کیلئے شرائط کا خیال تک نہیں رکھا گیا۔ عرض کو جوہر اور جوہر کو عرض بنایا گیا ہے اور گاہے اعتبارات ذہنیہ اور محمولات عقلیہ کو امور علنیہ فرض کر لیا گیا ہے الغرض عوام کو مختلف طریقوں سے دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ سچ ہے۔

ع ٹھہرا! تو کما کھائے کسی طور مچھندر

ان کی آنے میں کا۔ لاف زنیوں سے تنگ آکر اہل اخبار نے ایک دفعہ مجھے تبلیغ کے لئے بلا

چنانچہ میں نے اجنالہ میں خلافت و نبوت کے موضوع پر ایک تقریر کی جس کے ضمن میں میں نے میراثِ انبیاء علیہم السلام کو عقل و نقل کی روشنی میں ثابت کیا اور مسئلہ فدک پر بھی روشنی ڈالی۔

آخر میں میں نے اعلان کیا کہ لوگو! میں حلفاً کہتا ہوں کہ بنتِ رسولؐ دربار میں آئی اور خالی واپس چلی گئی اس کا لوگوں پر بہت اثر ہوا۔ وہاں کئی آدمی شیعہ ہو گئے چونکہ چکڑوی صاحب کا اصل وطن بھی اجنالہ ہے لہٰذا وعظ کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش میں بمعہ اپنی پارٹی کے میری قیام گاہ پر آئے اور میراث انبیاءؑ کے بارہ میں گفتگو شروع ہوئی اس پر میں نے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کئے۔

مطالبہ فدک از جناب سیّدہؑ و انکار خلیفہ و غضب سیّدہؑ

از بخاری شریف جلد اول ص۴۳۵ مطبوعہ اصح المطابع دہلی باب الخمس

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَاَلَتْ اَبَابَكْرِ الصِّدِّیْقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْ یَّقْسِمَ لَهَا مِیْرَاثَهَا مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَیْهِ فَقَالَ لَهَا اَبُوْبَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَهَجَرَتْ اَبَابَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهٗ حَتّٰى تُوُفِّیَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْئَلُ اَبَابَكْرٍ نَصِیْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ خَیْبَرَ وَصَدَقَتِهٖ بِالْمَدِیْنَةِ فَاَبٰى اَبُوْبَكْرٍ عَلَیْهَا ذَالِكَ ۝

ترجمہ: حضرت عائشہ ام المومنینؓ کہتی ہیں کہ فاطمۃ الزہراؑ بنتِ رسول اللہؐ نے بعد وفات رسولؐ کے حضرت ابوبکر سے یہ درخواست کی کہ ان کی میراث انہیں تقسیم کر دی جائے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ گئے تھے۔ اس قسم سے جو اللہ نے آپ کو بطور فے کے دیا تھا تو ان سے حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ فرما گئے ہیں کہ ہم انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے

جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پس فاطمہؑ بنت رسول اس پر غضبناک ہو گئی اور اس نے ابوبکر سے کلام کرنا ترک کر دیا اور برابر ترک کلام کئے رکھا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی اور حضورؐ کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ بی بی پاکؑ ہمیشہ ابوبکر سے اپنا حق مانگتی رہی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکہ مال سے یعنی خیبر اور فدک اور اس مال سے جو مدینہ میں تھا اور ابوبکر ہمیشہ انکار کرتا رہا۔

حدیث دوم پیغام سیدہؑ بابی بکر برائے مطالبہ میراث فدک۔

عَنْ اِبْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَام اَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ تَسْئَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا ہ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَاَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاَبٰى اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَّدْفَعَ اِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا اَبَابَكْرٍ

ترجمہ: حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ نے کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ میں اپنا وہ حصہ لینا چاہتی ہوں جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور فے مدینہ اور فدک سے دیا تھا اور جو خمس خیبر سے باقی رہ گیا تھا۔ ابوبکر نے جواب دیا رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ ہم (انبیاء) چھوڑ جاتے ہیں صدقہ ہے۔ آل محمدؐ اس سے بقدر ضرورت لے سکتی ہے اور خدا کی قسم میں رسولؐ کے میراث میں کوئی تغیر نہ کروں گا اور میں وہی عمل کروں گا جو رسولؐ خدا کیا کرتے تھے۔

پس ابوبکر نے کوئی چیز بھی حضرت فاطمۃ الزہراؑ کو نہ دی بلکہ صاف انکار کر دیا۔ اس پر بی بی فاطمہؑ ناراض ہو گئیں اور ابوبکر سے قطع تعلق کر لی اور وفات تک بالکل کلام نہ کی اور رسول کریمؐ کے بعد آپ صرف چھ ماہ زندہ رہیں اور جب آپ کا انتقال ہوا تو آپ کے شوہر علی علیہ السلام نے دفن کیا اور ابوبکر کو اذن تک نہ دیا۔

حدیث سوم جناب سیدہؑ کا خود آنا اور بعد ناراضگی تا وفات کلام نہ کرنا

از بخاری شریف جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۹۵ مطبوعہ اصح المطابع دہلی

عَنِ الزُّهْرِی عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاس اَتَيَا اَبَابَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ وَهُمَا يَوْمَئِذٍ يَطْلُبَانِ اَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهٗ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَاللهِ لَا اَدَعُ اَمْرًا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ يَصْنَعُهٗ فِيْهِ اِلَّا صَنَعْتُهٗ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بی بی فاطمہؑ اور حضرت عباسؓ ابوبکرؓ کے پاس رسولِ خداؐ کی میراث میں سے اپنا حصہ مانگنے آئے اور وہ فدک اور خیبر کی زمینوں میں سے حصہ طلب کرتے تھے۔ پس ان دونوں سے ابوبکر نے کہا کہ رسولِ خدا نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑ جائیں صدقہ ہے۔ ابوبکر نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ہر بات اسی طرح کروں گا جس طرح حضورؐ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ بی بی فاطمہؑ نے پھر ابوبکرؓ سے میل جول چھوڑ دیا اور ان سے بات تک نہ کی حتیٰ کہ وفات پا گئیں۔

حدیث چہارم مطالبہ خمس خیبر و فدک اور جاگیران مدینہ

بخاری شریف جلد اوّل صفحہ ۵۲۶

عَنِ الزُّهْرِی حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ

فَاطِمَةَ اَرْسَلَتْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ تَسْئَلُهٗ مِیْرَاثَهَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِیِّ الَّتِیْ بِالْمَدِیْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِیَ مِنْ خُمُسِ خَیْبَرَ الخ

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فاطمۃ الزہرؑا نے ابوبکر کے پاس اپنا آدمی بھیجا تاکہ اس سے حضورؐ کی چھوڑی ہوئی اس جائیداد کا سوال کرے جو ان کو اللہ نے بطورِ فے دی تھی اور فاطمہؑ حضورؐ کی وہ جائداد بھی مانگتی تھی جو مدینہ اور فدک میں تھی اور جو کچھ خمس خیبر سے باقی تھا۔

حدیث پنجم سیدہؑ کا خود آنا اور ابوبکر کا عذر جدید

ابوداؤد صفحہ ۴۱ مطبوعہ نامی پریس

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ تَطْلُبُ مِیْرَاثَهَا مِنَ النَّبِیِّ قَالَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَطْعَمَ نَبِیًّا طُعْمَةً فَهِیَ لِلَّذِیْ یَقُوْمُ مِنْ بَعْدِهٖ

ترجمہ: ابوطفیل سے روایت ہے کہ فاطمہ علیہا السلام ابوبکر کے پاس آئیں اور جو میراث انہیں نبی علیہ السلام سے پہنچی تھی طلب کی ابوبکر نے کہا کہ میں نے رسولِ کریم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جب کسی نبی کو طعمہ دیتا ہے وہ اس شخص کا حق ہوتا ہے جو رسول کے بعد تختِ خلافت پر بیٹھتا ہے۔

مطالبہ سیدہؑ بطریق جدل اوّل

ترمذی شریف صفحہ ۲۷

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَتْ مَنْ یَرِثُكَ قَالَ اَهْلِیْ وَوَلَدِیْ قَالَتْ فَمَا لِیْ لَا اَرِثُ اَبِیْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ لَانُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ ط

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا ابوبکر کے پاس آئیں اور کہا کہ تیرا وارث کون ہوگا۔ کہا میرے اہل وعیال، فرمایا پھر میں اپنے باپ کی وارث کیوں نہیں ہو سکتی؟ ابوبکر نے کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہم (انبیاء) وارث نہیں بناتے جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

چوکیروی کا اقرار

پس کر چوکیروی صاحب جناب سیدہؑ کا مطالبہ تو تسلیم کر گئے، صرف غضبناک ہونے کی روایت پر اڑے اور کہا کہ جناب سیدہؑ نے مطالبہ تو واقعی کیا ہے لیکن ابوبکر کے جواب دینے پر اور خالی واپس آنے پر ناراض نہیں ہوئیں۔ یہ صرف ابن شہاب زہری کی زیادتی ہے اور وہ شیعہ ہے اس لئے اس کی روایت پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ رسالہ عین الغزال اور تتمہ منتہی الکمال میں بعض شیعہ علماء نے مبہم اور مجمل طور پر اس کے شیعہ ہونے پر بعض قرائن سے استدلال کیا ہے اس پر چوکیروی صاحب نے عین الغزال سے لفظ فقیہ وشیعی پیش کیا اور تتمۃ المنتہی سے کچھ عبارت پیش کی جس کا مفہوم لے دے کے یہ تھا کہ زہری اخیر عمر میں حضرت امام زین العابدینؑ کے فیض و برکات سے مستفیض ہوتا رہا۔ لہٰذا اس کی مدح و قدح میں اقوال مختلف ہیں: اس پر میں نے کہا۔ عین الغزال کی عبارت مجمل بلکہ موجز بلاسند ہے اور تتمہ منتہی الکمال میں اس کی مدح اور قدح میں اقوال مختلف ہیں اور امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے سے اس کی شیعیت پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر سنی بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ امام ابوحنیفہؒ کا بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا ذکر کیا جاتا ہے، بلکہ بعض لوگوں نے تو انہیں زیدی شیعہ تک کہا ہے۔ دیکھو الملل والنحل صفحہ ۴۷، ۲۷۔

مگر باوجود این ہمہ کسی نے ان کو شیعہ نہیں کہا۔ اس کے باوجود تتمۃ المنتہی میں زہری کی شیعیت

پر کوئی نص نہیں ہے۔ جرح و تعدیل میں اقوال مختلف ہیں اگر جرح و تعدیل میں اقوال مختلف تسلیم بھی کرتے جائیں تو جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ اس کے برعکس آپ کے ہاں زہری کے توثیقات اس کثرت سے ہیں کہ آپ کے پیش کردہ قول کی علماء اہل سنت کے نزدیک کوئی وقعت نہیں۔

نوٹ از مولف چنانچہ احمد شاہ کو اہل سنت نے زہری کے شیعہ کہنے سے اہل سنت سے خارج کر دیا ہے۔ دیکھو اخبار سواد اعظم لاہور۔

زہری اہل سنت کا امام ہے

تذکرۃ الحفاظ ص۱۰۲ جلد اول

الزهری اعلم الحفاظ وهو ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زهرة بن کلاب القرشی الزهری المدنی الامام ولد سنة خمسین وحدث عن ابن عمر وسهل ابن سعد وانس ابن مالک ومحمود ابن الربیع وسعید بن المسیب وابی امامة ابن سهل وطبقتهم من صغار الصحابة وکبار التابعین قال عمر ابن عبد العزیز لم یبق احد اعلم بسنة ماضیة من الزهری وقال مالک بقی ابن شہاب وماله فی الدنیا نظیر وعن ابی صالح عن اللیث قال ما رأیت عالماً قط اجمع من الزهری الخ

ترجمہ: زہری بہترین عالم ہے اور اس کا نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب ہے۔ خاندان قریشی زہری سے ہے۔ مدینے میں رہنے والا اور اہل سنت کا امام ہے ۵۰ھ میں پیدا ہوا اور اس نے عبد اللہ بن عمر اور سہل بن سعد اور انس

بن مالک اور محمود بن ربیع اور سعید بن مسیب اور ابی امامہ بن سہل سے حدیثیں بیان کی ہیں۔ اس کے طبقہ کا صغار صحابہ اور کبار تابعین میں شمار ہے۔ حضرت عمر ابن عبد العزیز نے کہا کہ گزشتہ سنتوں کا زہری سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے۔ امام مالک نے کہا کہ ابن شہاب ہی دنیا میں ایسا شخص ہے جس کی مثال باقی نہیں ہے۔

اور ابو صالح نے لیث سے روایت کی ہے کہ میں نے زہری سے زیادہ جامع العلوم کسی کو نہیں دیکھا۔

اس کے بعد میں نے میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ سے اہل سنت کے ماہر و مستند علم الرجال کے عالم حافظ علامہ ذہبی کا قول پیش کیا۔ ملاحظہ ہو محمد ابن مسلم الزہری الحافظ الحجۃ۔

یعنی محمد بن مسلم زہری حافظ اور حجت فی الحدیث ہے۔

پھر صحیح مسلم شرح نووی کے صفحہ ۹ سے زہری کی توثیق بایں الفاظ پیش کی۔

واما ابن شہاب فہو الامام المشہور التابعی الجلیل وہو محمد بن مسلم ابن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی ابو بکر القرشی الزہری المدنی سکن الشام وادرک جماعۃ من الصحابۃ نحو عشرۃ واکثر من الروایات عنہ واحوالہ فی العلم والحفظ والصیانۃ والاتقان والاجتہاد فی تحصیل العلم والصبر علی المشقۃ فیہ وبذل النفس فی تحصیلہ والعبادۃ والورع والکرم وہوان الدنیا عندہ وغیر ذالک من انواع الخیر اکثر من ان تحصر واشہر من ان اشتہر

ترجمہ: اور ابن شہاب پس وہ مشہور اور جلیل القدر تابعی ہے۔ اس کا نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی ابو بکر قرشی زہری مدینے کا رہنے والا تھا۔ شام میں سکونت رکھتا تھا۔ اس نے تقریباً دس صحابہ

کرام کو دیکھا۔ اس کی زیادہ تر روایات تابعین سے مروی ہیں اور کتنی تابعین نے بھی اس سے روایات کی ہیں۔ اس کے حالات علم، حفظ، دیانت، اتقان اور تحصیل علم میں اجتہاد اور در باب علم صبر علی المشقت اور تحصیل میں جانفروشی اور عبادات اور پرہیزگاری تقویٰ و کرم اور زہد فی الدنیا وغیرہ وغیرہ امور خیر کے انواع سے اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور اتنے مشہور ہیں کہ مزید شہرت کی ضرورت نہیں۔

مشکوٰۃ شریف کے صـ۶۱۵ سے رسالہ اکمال فی اسماء الرجال سے میں نے مندرجہ ذیل عبارت بھی پیش کی۔

الزهری هو منسوب الی زهرة بن کلاب ممن اشتهر بالنسب الیهم هو ابوبکر محمد ابن عبد الله بن شهاب احد الفقهاء و المحدثین والعلماء الاعلام من التابعین بالمدینة المشار الیه فی فنون علوم الشریعة سمع نفرا من الصحابة روی عنه خلق کثیر منهم قتادة ومالك ابن انس قال عمر ابن عبد العزیز لا اعلم احدا اعلم بسنة ماضیة منه قیل لمکحول من اعلم من رأیت قال ابن شهاب قیل له ثم من رأیت قال ابن شهاب قیل ثم من قال ابن شهاب مات فی شهر رمضان سنة اربع وعشرین ومائة

ترجمہ: زہری جو زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہے۔ ان لوگوں میں سے ہے جو اپنے نسب میں مشہور و معروف ہیں۔ یہ ابوبکر محمد ہے جو بیٹا ہے۔ عبداللہ کا وہ آگے بیٹا ہے شہاب کا یہ فقہاء محدثین اور چوٹی کے علماء تابعین میں سے ہے مدینہ منورہ میں۔ جمیع علوم شرعیہ کے ہر قسم کے فنون میں اس کو خاص شہرت حاصل تھی۔ صحابہ کی ایک جماعت سے اس نے سنا ہے اور بہت لوگوں نے اس

سے بھی روایت کی ہے جن میں حضرت قتادہ اور مالک بن انس جیسے بزرگ بھی شامل ہیں ۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا کہ ان سے بڑھ کر سنت رسولؐ کا جاننے والا میری نظر میں کوئی نہیں ۔ حضرت مکحول سے پوچھا گیا کہ آپ نے سب سے بڑا عالم کس کو دیکھا تو انھوں نے فرمایا ابن شہاب زہری کو آپ سے دوبارہ پوچھا گیا، تو انھوں نے پھر یہی نام لیا اور تین مرتبہ یہی نام لیا ۔ اس نے رمضان کے مہینہ میں ۱۲۴ھ میں وفات پائی ۔

چوکیدری کے سامنے یہ روایات پیش کرنے کے بعد میں نے کہا کہ آپ کے نزدیک تو زہری اصح الاسانید میں واقع ہوتا ہے اور اس پر امام احمد بن حنبل جیسے امام کی ترجیح بھی موجود ہے ۔ ان کے سامنے اب آپ کے اس قوم کی کیا وقعت ہے جبکہ دوسرے سنی علماء بھی نہیں ملتے ۔

اس کے بعد میں نے ان کی کتاب شرح نخبۃ الفکر ص۲۶ اور شرح الفیہ عراق ص۲۲ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو:

فمن المرتبۃ العلیاء فی ذالک ما اطلق علیہ بعض الائمۃ انۃ اصح الاسانید کالزھری - شرح نخبۃ الفکر ص۲۶

ترجمہ: پس مرتبہ اسناد میں سے وہ بلند ہے جس پر بعض ائمہ نے اصح الاسانید کا اطلاق کیا ہے جیسے زہری وغیرہ ۔ وجزم ابن حنبل بالزھری اور یقین کیا ہے امام حنبل نے زہری پر ۔ عن سالم عن ابیہ البیر۔ الفیہ ص۲۳ عراقی ۔ سالم اور اس کے باپ کی روایت کرنے پر ۔

شرح: وذھب احمد بن حنبل وکذالک اسحاق بن راھویہ الی ان اصح الاسانید ما رواہ ابو بکر محمد ابن مسلم

بن عبید اللہ بن عبد اللہ شہاب الزھری

ترجمہ: امام احمد ابن حنبل اور ایسے ہی اسحاق بن راہویہ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ سب سے زیادہ صحیح سند وہ ہوتی ہے جسے ابو بکر محمد ابن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن الشہاب الزہری روایت کرتے ہیں۔

میں نے کہا اگر یہ حال آپ کے اصح الاسانید کا ہے تو اس سے پچلے درجہ کی سندوں کا کیا حال ہوگا! لہذا آپ کی تمام کتب احادیث بیکار ہوگئیں۔

صحیحین میں زہری کی روایات

اہل سنت کے نزدیک بخاری و مسلم سے بڑھ کر صحیح کتاب کوئی نہیں ہے۔ بخاری شریف کے سوا سات ہزار روایات میں ہزارہا روایات زہری کے سلسلہ سے مروی ہیں اور یہی حال مسلم کا ہے۔ نتیجۃً بخاری و مسلم میں ہزارہا روایت زہری سے مروی ہیں۔ زہری کو اہل سنت نے اصح الاسانید تسلیم کیا ہے اور چکڑوی کے نزدیک وہ مجروح اور شیعہ ہے۔ اگر صحیحین کی ہزارہا روایات ہیں تو اس مذہب کا کیا حال ہوگا جن کی صحیحین شیعہ روایات سے ہیں۔

چکڑوی صاحب ان توثیقات کا تو کوئی جواب نہ دے سکے! البتہ بے علمانہ طور پر یہ فرما دیا کہ ہماری مرضی جس کو چاہیں مانیں اور جس کو چاہیں نہ مانیں۔

یہ حال ہے تحقیق فدک کے مصنف کا جس کے اشتہارات بااثر افراد کی وساطت سے روزنامہ "امروز" تک شائع ہو رہے ہیں۔

مدیر امروز نے بھی صحیح کہا ہے کہ کہیں کہیں ضرورت سے بھی زیادہ تیزی کر گئے ہیں جو ایک عالم کی شان کے سراسر خلاف ہے۔ یہ ہے روزنامہ "امروز" میں چکڑوی کی توثیق۔

اس کو عالم کہنا امروز کے ایڈیٹر کی مصالحت، چشم پوشی یا حسن ظن یا تمسخر ہے۔ اس کے بعد

میں نے کہا حضور پہلے بھی آپ کے کسی عالم نے زہری کو شیعہ لکھا ہے یا اس جدید تحقیق کا سہرا صرف آپ ہی کے سر پہ ہے۔ بجائے شیعوں کو سنی بنانے کے الٹا پرانے بزرگوں کو بھی شیعوں کے حوالہ کیا جا رہا ہے۔ سچ ہے۔

طاقت مہماں نداشت خانہ بمہمان گذاشت

میں نے کہا حضور! یہ فرمایئے کہ زہری اگر شیعہ تھا تو شیعہ اولیٰ سے ہے یا متاخرین شیعہ سے۔ اگر متاخرین سے ہے تو تبرائی ہے یا تفضیلی۔ بصورت اول تو اہل سنت کے جملہ علماء پیشوا شیعہ تھے۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ کے صکا پر ہے:

"باید دانست کہ شیعہ اولیٰ کہ فرقہ سنیہ وتفضیلیہ انداز خان سابق بشیعہ ملقب بودند حالا واضح شد کہ آنچہ در کتب تاریخ قدیمہ واقع مے شود کہ فلاں است من الشیعہ او من شیعہ علیؓ حالانکہ او از روساء اہل سنت والجماعت است۔"

ترجمہ: یعنی جاننا چاہیئے کہ شیعہ اولیٰ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ کا نام ہے کہ پہلے زمانہ میں یہ لوگ شیعہ اولیٰ کے لقب سے ملقب تھے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جو تاریخ کی پرانی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں شخص شیعہ سے تھا یا شیعہ علیؓ سے تھا، حالانکہ وہ اہل سنت کے پیشواؤں سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سنی تھا۔ اسی تحفہ اثنا عشریہ کے ص۹ پر ملاحظہ ہو:

هم الشيعة الاولىٰ والمخلصون من الصحابة والتابعين لهم باحسان۔

شیعہ اولیٰ مخلصین صحابہ اور تابعین کا نام ہے۔

کیا آپ لفظ شیعہ سے ان بزرگوں کی روایات چھوڑ دیں گے یا نہیں؟ کیونکہ زہری کے زمانہ میں تو آپ کے سب بزرگ شیعہ ہوا کرتے تھے۔ جھنگوی صاحب ان عبارات کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ میں نے پھر کہا۔ اگر زہری متاخرین سے تھا تو فرمایئے غالی تھا یا غیر غالی؟ اس کی بدعت صغریٰ تھی یا کبریٰ؟ اگر کبریٰ تھی تو ثبوت دو۔ اور اگر صغریٰ تھی تو آپ کے نزدیک غالی

اور غیر غالی سب شیعہ صاحب بدعت صغریٰ تھے اور ان کی روایات مقبول تھیں۔

اب ذرا میزان الاعتدال کے ص۶ جلد اوّل سے یہ عبارت بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

ان البدعة على ضربين فبدعة الصغرى كغلو التشيع او كل تشيع بلا غلو فهذا اكثر في التابعين و تابعيهم مع الدين والورع والصدق فلو رد حديث هولاء لذهب جملة آثار النبوية وهذه مفسدة بينة۔

ترجمہ: تحقیق بدعت دو قسم کی ہے۔ بدعت صغریٰ جیسے غالی شیعہ ہونا اور یہ بدعت اکثر تابعین اور تبع تابعین میں پائی جاتی ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ دیندار پرہیزگار اور صاحب صدق و صفا تھے۔ اگر ان حضرات کی احادیث کو روک دیا جائے تو جملہ آثار نبویہ مٹ جائیں گے اور یہ فساد عظیم ہوگا جو مستلزم بربادی دین ہے۔

اب فرمایئے؛ جب آپ کے نزدیک شیعہ کی روایات بھی قابل قبول ہیں تو کیا زہری اس سے بھی گیا گزرا تھا یا صرف اس لئے قابل رد ہے کہ اس نے جناب سیدہ کا حق بیان کیا اور آپ مدعی سیادت بھی ہیں۔ یہ کیسی سیادت ہوئی اس پر چوکیروی صاحب نے ابن ہیثم کی ایک مجہول السند روایت پیش کرکے جناب سیدہؑ کی رضامندی ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کی۔ میں نے کہا قبلہ دونوں روایتیں پڑھیے ان میں سے مشہور کون سی ہے اور مجہول کونسی؟ مشہور کو چھوڑ کر مجہول کو بھی لیا جا سکتا ہے؟ پھر مجہول کو پیش کرنے کی صورت میں فرمایئے؟ کہ یہ روایات آپ کے نزدیک صحیح ہیں یا غلط؟ بصورت صحت اس میں ہبہ فدک کا ذکر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو آپ کا تحقیق فدک میں ہبہ کی روایات کو بے بنیاد کہنا گویا اپنی ہی پیش کردہ روایات کو بے بنیاد کہنا ہے۔ یہاں بھی چوکیروی صاحب کے حواس باختہ ہو گئے اور کہا کہ تمہاری کتاب سے ہم جتنا چاہیں گے مانیں گے اور جتنا نہ چاہیں گے نہ مانیں گے۔ میں نے عرض کیا قبلہ پھر آپ کا اصول کیا ہوا اور آپ سے گفتگو کا فائدہ؟ کیونکہ ان کا اصول تو یہ ہوا جس میں فائدہ دیکھا مان لیا اور جس میں خسارہ دیکھا ٹھکرا دیا۔ کیا اسی بوتے پر کتاب لکھنے بیٹھ گئے تھے؟

اسی پر دعویٰ امامتِ اہل سنت ہے۔

اس پر میں نے ابن میثم ہاتھ لے کر دونوں روایتیں پڑھیں اور لوگوں کو سنا کر چوکیروی صاحب کی پوری قلعی کھول دی۔ لوگ چوکیروی صاحب کی حواس باختگی پر ہنس رہے تھے اور آپ لرز رہے تھے۔

ابن میثم کی دونوں روایتیں ملاحظہ ہوں: صفحہ ۴۶۵

المشهور بين الشيعة والمتفق عليه عندهم ان رسول الله اعطاها فاطمة وروى ذالك من طرق مختلفة منها عن ابى سعيد الخدرى قال لما نزلت وآتِ ذا القربى حقه، اعطى رسول الله فاطمة فدك فلما تولى ابوبكر الخلافة عزم على اخذها منها فارسلت اليه تطالبه بميراثها من رسول الله وتقول انه اعطانى فدكا فى حياته واستشهدت على ذالك عليا وام ايمن فشهدا لها بها فاجابها على الميراث بخبر رواه هو نحن معاشر الانبياء لا نورث ما تركناه فهو صدقة وعن دعوى فدك انها لم تكن للنبى وانما كانت مالا للمسلمين فى يده ويحمل به الرجال وينفقه فى سبيل الله وانا اليه كما كان يليه فلما بلغها ذالك لاثت خمارها واقبلت فى لمة من حفدتها ونساء قومها وتطأ فى ذيولها حتى دخلت عليه ومعه اجل المهاجرين والانصار فضربت بينها وبينهم قبطية ثم انت انة اجهش القوم بالبكاء ثم امهلت طويلا حتى سكتوا من فورتهم ثم قالت ابتدى بحمد من هو اولى بالحمد والطول والمجد الحمد لله على ما انعم وله الشكر بما الهم ثم خطبت خطبة

طویلة قالت فی اخرھا ان اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ واطیعوہ فیما أمرکم فانما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء واحمد واللّٰہ الذی بعظمتہ ونورہ ویبتغی من فی السموٰت ومن فی الارض الیہ الوسیلة ونحن وسیلة فی خلقہ ونحن خاصة ومحل قدسہ ونحن حجة فی غلبة ونحن ورثة انبیائہ ثم قالت انا فاطمة بنت محمد اقول عودا علیٰ بدء وما اقول ذالک شرفا ولا ستطط فاسمعو باسماع واعیہ وقلو راعیة ثم قالت لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم فان تعزوہ تجدوہ ابی دون ابائکم واخی ابن عمی دون رجالکم ثم قالت ثم انتم تزعمون ان الارث لی افحکم الجاھلیة یبتغون ومن احسن من اللّٰہ حکما لقوم یوقنون ایھا معشر الملة وابتزارث ابی اللّٰہ انت ترث یا ابن ابی قحافة اباک ولا ارث ابیہ لقد جئت شیئا فریا فدونک مخطومة مرحولة یلقاک یوم حشرک فنعم الحکم اللّٰہ والزعیم محمد والموعد القیمة وعند الساعة یخسر المبطلون ولکل نبا مستقر وسوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ویحل علیہ عذاب مقیم ط قال ثم التفتت الی قبر ابیھا تتمثلث بقول ھند بنت امامہ۔

شعر

قد کان بعدک ابناء وھبنثة
لوکنت شاھدھا لم تکثر الخطب

أبدت رجال لنا نجوى صدورهم
لما قضيت وحالت دونك الكتب
تجهمتنا رجال واستخف بنا
اذ غبت عنا فنحن القوم نغتصب

قال فلم یری الناس اکثر باکیا و باکیة منهم یومئذٍ ثم عدلت الی مسجد انصار فقالت یا معشر الانصار وا عضاد الملة وحضنة الاسلام ما هذه الفترة عن نصرتی والونیة عن معونتی والغمیزة فی حقی والسنة عن ظلامتی اما قال رسول الله المرء یحفظ فی ولده سرعان ما احدثتم وعجلان ما اتیتم الان مات رسول الله صلی الله علیه وسلم امتم دینه؟ ما ان موته لعمری خطب جلیل استوسع وهیه واستتم فتقه وفقد راتقه اظلمت الارض له وخشعت الجبال واکدت الامال اضیع بعده هتکت الحرمة وازیلت المصونة وتلک نازلة اعلن بها کتاب الله قبل موته وانباءکم بها قبل وفاته فقال وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا وسیجزی الله الشاکرین ایها بنی قیلة اهتضم تراث ابیه انتم بمرای الخ

ثم رجعت الی بیتها واقسمت ان لا تکلم ابا بکر ولیدعون الله علیه ولم تزل کذلک حتی حضرتها الوفاة فاوصت ان لا یصلی علیها فصلی علیها العباس ودفنت لیلاً۔

ترجمہ: جو روایت شیعہ کے درمیان مشہور ہے اور جس پر ان کے نزدیک کامل اتفاق ہے، وہ یہ ہے کہ تحقیق رسول کریم نے فدک جناب فاطمۃ الزہرا کو عطا کر دیا تھا اور اس کو مختلف طریق سے روایت کیا گیا ہے۔ منجملہ ان کی ایک روایت حضرت ابو سعید خدری سے یہ ہے کہ جب واٰت ذالقربیٰ حقہ، کی آیت نازل ہوئی تو جناب رسالتمآب نے جناب فاطمۃ الزہرا کو بلا کر فدک عطا کیا۔ جب ابو بکر خلافت کا والی بنا تو اس نے واپس لینے کا عزم کیا۔ جب جناب سیدہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اولاً آپ نے پیغام بھیجا۔ ثانیاً خود تشریف لے گئیں اور بطور میراث مطالبہ کیا اور کہتی تھی کہ فدک تو حضورؐ نے اپنی زندگی میں مجھے عطا کر دیا تھا۔ اس پر بی بی نے جناب امیرؑ اور ام ایمن کو بھی بطورِ گواہ کے پیش کیا اور ان دونوں نے بی بی کی گواہی دی۔ پس ابو بکر نے میراث کا جواب اپنی حدیث لا نورث پڑھ کر یہ دیا کہ مجھے حدیث یاد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہے اور ہبہ فدک کا جواب یہ دیا کہ فدک حضورؐ کا حق نہ تھا، بلکہ یہ ایک مسلمانوں کا مال تھا جو حضورؐ کے قبضہ میں تھا جس کے ساتھ حضورؐ لوگوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے، اب میں بھی اس کا ویسا ہی ولی ہوں جیسے حضورؐ تھے۔ جب جناب سیدہؑ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اپنے سر پر چادر لی اور عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلیں جو آپ کے اردگرد پردہ کر رہی تھیں حتیٰ کہ داخل دربار ہو گئیں اس وقت ابو بکر کے پاس بڑے بڑے مہاجر و انصار بیٹھے تھے۔ آپ کے اور قوم کے درمیان ایک پردہ کھینچ دیا گیا۔ بی بی بہت روئیں، جس کو سُن کر قوم کی ہچکیاں بندھ گئیں، پھر دیر تک ٹھہری رہیں، حتیٰ کہ لوگ خاموش ہو گئے۔ پھر کہا میں اس کی حمد و ثنا بیان کرتی ہوں جو حمد کا حقدار اور صاحب بزرگی و قدرت ہے۔

سب تعریفیں واسطے اللہ تعالیٰ کے ہیں ——— اور اس کے انعام پر اس کے الہام پر اس کے لئے شکر ہے۔ پھر آپ نے ایک لمبا خطبہ پڑھا جس کے آخر میں فرمایا:

لوگو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور اس کے اوامر میں اس کی تابعداری کرو

سوائے اس کے نہیں کہ اللہ سے علماء ڈرتے ہیں اور اللہ کی حمد کرو، اس کی عظمت و بزرگی کے ساتھ جیسی کہ لائق ہے اور جس کا وہ سزاوار ہے جو لوگ زمینوں اور آسمانوں میں ہیں۔ ان کی طرف وسیلہ کی ضرورت ہے اور ہم ان کے وسیلہ ہیں۔ اس کی خلقت ہیں اور ہم ہی اس کے وہ بندے ہیں جو اس کے قدس کے محل ہیں اور اس کی حجت ہیں اور ہم ہی اس کے انبیاء کے وارث ہیں۔ پھر فرمایا لوگو! میں فاطمہ بنت محمدؐ ہوں، آخر میں بھی وہی کہتی ہوں جو ابتدا میں کہہ چکی ہوں۔ گوش شنوا سے سنو اور یاد رکھنے والے دلوں سے یاد رکھو۔ تمہارے پاس تمہاری ہی جنس سے ایسا رسولؐ آیا جس پر تمہاری مشکلیں گراں تھیں۔ مومنوں پر حریص اور رؤف و رحیم تھا۔ اگر تم اس کو منسوب کرو گے تو اس کو بجائے اپنی لڑکیوں کے میرا ہی پدر بزرگوار پاؤ گے اور اپنے مردوں کی بجائے میرے ابن عم کا بھائی پاؤ گے۔ پھر کہا کہ تم نے زعم کر لیا ہے کہ میں اس کی وارث نہیں ہوں۔ کیا زمانہ جاہلیت کا حکم چاہتے ہو اللہ سے بڑھ کر مومن کا کون حاکم ہو سکتا ہے۔ اللہ سے ڈر۔ اے ابو قحافہ کے بیٹے تو تو اپنے باپ کا وارث ہو جائے اور میں اپنے باپ کی وارث نہ ہو سکوں اس کا تیرے پاس کوئی جواب نہیں اور یہ تیری گور گردن پر ہوگا اور روز محشر تیرے سامنے آئے گا۔

یہ ہے صحیح روایت اور بی بی کا خطبہ جو آپ نے پڑھا اور قیامت تک پڑھا جائیگا۔

اب میں کتب اہل سنت سے اس کی بعض توثیقات پیش کرتا ہوں جن کا چوکیروی صاحب کوئی جواب نہ دے سکے تھے اور کھسیانے سے ہو کر رہ گئے تھے۔ سب سے پہلے تذکرہ سبط ابن جوزی صہ ۱۷۹ سے ذیل کی عبارت ملاحظہ ہو تاکہ سابقہ خطبہ کی توثیق ہو جائے۔

توثیق روایت ابن میثم از کتب اہل سنت

فقال الشعبی لما منعت میراثھا لاثت خمارھا علی راسھا وحمدت اللّٰہ تعالیٰ واثنت علیہ ووصفت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم باوصاف فکان مما قالت کلما فغرت فاغرۃ

من المشرکین فاھا او نجم قرن من الشیاطین وطئی صماخہ باخمصہ واخمد لهبہ بسیفہ وکسر قرنہ بعزمتہ حتی اذا اختار اللہ لہ دار انبیاء اللہ ومقر اصفیاء اللہ واحبابہ اطلعت الدنیا راسھا الیکم فوجدتکم لھا مستجیبین ولغرورھا یلاحظن ھذا والعہد قریب والمدیٰ غیر بعید والجرح لم یندمل فانی تکونون کذا وکتاب اللہ بین اظہرکم یا ابن ابی قحافہؓ اترث اباک ولا ارث ابی ودونکھا مرحولتہا مذمومۃ فنعم الحاکم الحق والموعد القیامۃ ولکل نباء مستقر وسوف تعلمون ثم اوماءت الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقالت ؎

قد کان بعدک ابناء وھنبثہ

لوکنت شاھدھا لم تکبر النوب

انا فقدناک فقد الارض وابلھا

واختیل اھلک لما اغتالک الترب

وقد رزینا بما لم یرزہٗ احد

من البریہ لا عجم ولا عرب

ولم تزل تندب رسول اللہ وتبکیہ حتی لحقت بہ

ترجمہ شعبی نے کہا حضرت بی بیؑ جب اپنی میراث سے روک دی گئی تو بی بی نے اپنے سر پر چادر اوڑھی اور پردہ بنا کر مسجد میں داخل ہوئی اللہ کی حمد و ثنا کی اور رسول اللہؐ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے اور ایک طویل خطبہ پڑھا۔ من جملہ ان کے یہ الفاظ بھی فرمائے کہ جب مشرکین کی طرف سے کسی بلانے منہ کھولا یا شیطان کا کوئی سینگ پھوٹا تو میرے بابا نے اپنے بھائی علی ابن ابی طالب کو اس کے منہ میں پھینکا، آپ نے اپنے قدموں کے نیچے اس کو دبا کر روندا اور اس کے شعلہ کو اپنی تلوار سے بجھایا

اس کے سینگ کو اپنی ہمت سے توڑا حق کہ جب خدا نے اپنے نبیؐ کو خانۂ انبیاء اور مقام اصفیا و احباء میں بلایا تو دنیا نے تمہاری طرف سر نکالا اس نے تم کو اپنا طالب پایا اور اس کے قریب میں آنے والا دیکھا تھا تمہاری ابھی سے یہ حالت ہو گئی حالانکہ عہد نبوت قریب ہے کوئی بڑی مدت نہیں گزری اور زخم ابھی تک مندمل نہیں ہوئے۔ پس کہاں جا رہے ہو۔ اے ابوقحافہ کے بیٹے! کیا یہ انصاف ہے کہ تو تو اپنے باپ کا وارث ہو جائے اور میں اپنے باپ کی وارث نہ ہوں؛ فدک کو مہار بستہ ناقہ کی طرح اپنے قبضہ میں کر لو۔ پس حق بہترین حاکم ہے اور فیصلہ کی تاریخ روز قیامت ہے۔ ہر خبر کا ایک محل ہے تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ پھر قبر رسولؐ کی طرف اشارہ کیا اور ایک مرثیہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

بابا آپ کے بعد بڑی مصیبتیں آ گئیں۔ اگر آپ موجود ہوتے تو یہ مصائب نہ آتے۔ ہماری آپ کی عدم موجودگی میں ایسی حالت ہو گئی جیسی زمین کی حالت بارش کے نہ ہونے سے ہوتی ہے۔ آپ کے اہل بیت ہلاک کئے جانے لگے۔ جب آپ کو مٹی نے چھپا لیا اور ہم پر ایسے مصائب آ گئے جو عرب اور عجم میں سے کسی پر نہیں آئے۔

کسی فارسی شاعر نے جناب سیدہؑ کے اسی قسم کے ایک مرثیہ کا ترجمہ فارسی کے ان اشعار میں کیا ہے جو مزید وضاحت کے لئے پیش کیا جاتا ہے ؎

رفتی و داغ بر دل پر غم گذاشتی | مارا بروز تیرہ ماتم گذاشتی
رفتی چوں آفتاب ازیں تیرہ خاکدان | روز سیاہ بمردم عالم گذاشتی
رفتی زبحر غصہ و در سینہ برکنار | مارا غریق اشک و ماتم گذاشتی
مارا بدست ایں ہمہ دشمن غریب خواہ | بے غمگسار و مونس و ہمدم گذاشتی

اس صحیح اور متفق علیہ روایت کا جو کیروی صاحب جواب تو کوئی بھی نہ دے سکے؛ البتہ ابن حثیم سے مندرجہ ذیل ضعیف اور مجہول السند خلاف منقول و معقول روایت پیش کر دی اور دندان شکن جواب سنا۔ و ھو ھذا۔

ودوی انہ لما سمع علامہا حمد اللّٰہ واثنی علیہ و صلی علی رسولہ ثم قال یا خیرۃ النساء وابنۃ خیرا لا بناء واللّٰہ ما

عدوت رأى رسول الله ولا عملت الا بامره وان الرائد لا يكذب اهله قد خلت فابلغت واغلظت فاهجرت فغفر الله لنا ولك اما بعد فقد دفعت اليّ رسول الله ودابته وحذاه الى علي واما ماسوى ذلك فاني سمعت رسول الله يقول انا معاشر الانبياء لا نورث ذهبا ولا فضة ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولكن نورث الايمان والحكمة والعلم والسنة وقد عملت بما امرني ونصحت فقالت ان رسول الله قد وهبها لي قال فمن يشهد بذلك فجاء علي ابن ابي طالب وام ايمن فشهدا لها بذلك فجاء عمر بن خطاب وعبد الرحمن ابن عوف فشهد ان رسول الله۔

رسول الله يقسمها فقال ابوبكر صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علي وصدقت ام ايمن وصدق عمر وصدق عبد الرحمن فذالك ان لك مالابيك كان رسول الله ياخذ من فدك قوتكم ويقسم الباقي ويحمل منه في سبيل الله ولك على الله ان اصنع بها كما كان يصنع فرضيت بذلك واخذت العهد عليه به وكان ياخذ غلتها فيدفع اليهم منها مايكفيهم ثم فعلت الخلفا بعده كذلك الى ان ولى معويه فاقطع مروان ثلثها بعد الحسن ثم خلصت له في خلافته وتداولها اولاده الى ان انتهت الى عمر ابن عبد العزيز فردها في خلافته على اولاد فاطمة قالت الشيعة فكانت اول ظلامة ردها وقالت السنة بل استخلصها في ملكه ثم وهبها لهم ثم اخذت منهم بعده الى ان انقضت دولة بني امية فردها عليهم

ابوالعباس السفاح ثم قبضها المنصور فردها ابن المهدی ثم قبضها ولداه موسیٰ وھرون فلم یزل فی ایدی بنی العباس الیٰ زمن المامون فردھا الیھم وبقیت الی عہد المتوکل فاقطعھا عبد اللہ بن عمر البازیار۔

ترجمہ: بحیثیت مجہول ضعیف روایت ہے کہ جب ابوبکر نے جناب سیدہؑ کی کلام سنی تو حمد وثنا کی اور رسولؐ پر درود وسلام پڑھا، پھر کہا اے برگزیدۂ نساء اور برگزیدہ باپ کی بیٹی۔ خدا کی قسم میں نے رسول اللہ کی رائے سے تجاوز نہیں کیا اور اس کے حکم کے سوا کوئی عمل نہیں کیا تحقیق اہل سے جھوٹ نہیں بولتا۔ تو نے بڑی بلیغ کلام کی اور اپنے کلام میں بڑے مغلظات سنائے تھکی باتیں کیں (معاذ اللہ) خدا تجھ کو اور ہم کو معاف کرے۔ میں نے رسول اللہ کے ہتھیار سواری اور سامان علیؑ کو واپس کر دیا ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے، وہ اس لئے نہیں یں نے رسول کریمؐ سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہم گروہ انبیاء سونے اور چاندی اور زمین و میرہ کا وارث نہیں بناتے بلکہ ایمان، حکمت اور علم وسنت ورثہ میں چھوڑتے ہیں۔ میں نے کیا ہے جو رسولؐ نے مجھے حکم دیا ہے اور میں نے خیر خواہی کی ہے۔ جناب سیدہؑ نے اس دیا کہ فدک رسول کریمؐ نے مجھے بخش دیا تھا۔ اس نے کہا اس کی گواہی کون دے گا۔ پس علی علیہ السلام اور ام ایمن دونوں آگئے اور گواہی دی۔ پس عمر ابن الخطاب اور عبدالرحمٰن ئے اور انہوں نے اس کے برعکس یہ گواہی دی کہ رسول کریمؐ اس کو تقسیم کیا کرتے تھے۔ کہا بنت رسولؐ تو بھی سچی ہے۔ علیؑ اور ام ایمن بھی سچے ہیں اور عمر وعبدالرحمٰن بھی سچے ہیں، میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ تیرے لئے وہی ہے جو تیرے باپ کے لئے تھا، میرے خیال میں فدک سے تمہاری روزی لیتے تھے اور باقی کو تقسیم کر دیا کرتے تھے اور راہِ خدا میں دے دیتے میرے سامنے قسم کھاتا ہوں کہ میں بھی ویسا ہی کروں گا جیسا کہ حضورؐ کیا کرتے تھے جنابؑ مجبوراً یہ فیصلہ تسلیم کر لیا اور ابوبکر سے اس کا عہد لیا۔ ابوبکر فدک کا غلہ لیتا تھا اور اس بقدر کفایت ان کو بھی دیتا تھا۔ اس کے بعد باقی خلفاء نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ

معاویہ والی ہوا۔ اس نے حسن کے بعد اس کا تہائی مروان کو دے دیا۔ پھر مروان نے اپنی خلافت میں سب پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس کی اولاد اس کو یکے بعد دیگرے لینے لگی۔ حتیٰ کہ عمر ابن عبدالعزیز کا زمانہ آیا، اس نے اپنی خلافت میں اولاد فاطمہؓ کو واپس کر دیا۔ شیعہ کہتے ہیں ظلم سے غصب شدہ یہ پہلا مال ہے جو عمر ابن عبدالعزیز نے واپس کیا اور سُنی کہتے ہیں کہ پہلے اس نے اس کو اپنی ملک خاص بنایا اور پھر اولادِ فاطمہؓ کو ہبہ کر دیا۔ اس کے بعد واپس لے لیا گیا، یہاں تک کہ بنی امیہ کی حکومت ختم ہو گئی اور ابوالعباس سفاح نے پھر اولادِ فاطمہ کو واپس کر دیا۔ پھر منصور نے چھین لیا پھر اس کے بیٹے مہدی نے واپس کر دیا۔ پھر اس کے دونوں بیٹوں موسیٰ اور ہارون نے اس پر قبضہ جما لیا اور مامون رشید کے زمانہ تک بنی عباس کے قبضہ میں رہا۔ مامون نے پھر واپس کر دیا۔ عہد متوکل تک اس کے پاس رہا۔ پھر عبداللہ بن عمر بازیار نے اس کو اپنی جاگیر بنا لیا۔

ایک اور روایت بھی ہے کہ اس باغ میں گیارہ درخت کھجور کے ایسے بھی تھے جن کو رسالتمآبؐ نے اپنے دستِ مبارک سے لگایا تھا اور بی بی فاطمہؓ اس کا پھل بطور ہدیہ حاجیانِ بیت اللہ کو بھیجتے تھے اور اس سے ان کو بڑا مال حاصل ہوتا تھا۔ عبداللہ بن عمر بازیار نے ایک آدمی کو بھیجا اور ان کو جلا دیا اور بصرہ کی طرف لوٹ آیا جہاں اس کو فالج ہو گیا۔

یہ وہ مجہول روایت ہے جس کو جو کیروی صاحب نے اپنی کتاب تحقیق فدک میں ازراہِ خیانت قطع و برید کر کے کچھ حصہ پیش کیا ہے یا تنظیمی اور دعوتی ملاں جس کے بعض حصے پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے رہتے ہیں۔

جواب ملاحظہ فرمایئے

اولاً: یہ روایت مجہول السند ہے جو صحیح اور مشہور روایت کے مقابلہ میں ناقابلِ قبول ہے کیونکہ عند المعارضہ ضعیف روایت کا گر جانا اصولی بات ہے۔

دوم: یہ اہل سنت کی متعدد روایات کا خلاصہ ہے اور انہیں کی روایت ہے جیسا کہ اس روایت کے آخر میں ابن ہیثم نے صاف تصریح کر دی ہے۔

کہ بس تعصب میں شیعہ اور ان کے مؤلفین کے ... دیا ہے ... بحث طویل ہے اللہ

دونوں روایتیں نقل کر دیں۔ اول شیعہ کی جس کی توثیق لفظ مشہور اور متفق علیہ سے کر دی ۔
دوسری اہل سنت کی جس کو صیغۂ مجہول سے ضعیف کر دیا۔

سوم: آپ کے مسلمات کے خلاف اس میں بھی ہبۂ فدک میں دو گواہ ہونے کا ذکر ہے۔ اگر آپ اس کو صحیح سمجھ کر پیش کرتے ہیں تو ہبہ بھی تسلیم کیجئے، ورنہ کسی روایت کو قطع و برید کر کے پیش کرنا خلاف اصول مناظرہ ہے، ورنہ سب مانو اور تسلیم کرو۔

چہارم: اس میں عمر اور عبدالرحمٰن کا جناب سیدہ کے دعوے کی تکذیب کرنا موجود ہے۔ اب فرمایئے جو سیدہ کی تکذیب کرے، آپ اس کو کیا سمجھتے ہیں؟

پنجم: جناب سیدہ نے بطور اتمام حجت اس پر عہد لیا، مگر ابوبکر اس پر قائم نہ رہا جیسا کہ آپ کے ابوداؤد میں موجود ہے کہ ابوبکر نے اہل بیت کا خمس بھی بند کر دیا تھا۔

ششم: فرضیت بذالک کے معنی راضی ہونے کے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ غضب کی ضد ہے تاکہ آپ کا معارضہ صحیح ہو۔ حضور ذرا کتب لغت ملاحظہ فرمایئے۔ کچھ عربی زبان کا بھی علم ہے، یا مفت میں امام پاکستان بن بیٹھے ہیں۔

فرمایئے ؛ جب لفظ رضی کا صلہ بذالک ہو تو کیا معنی ہوتے ہیں۔ حضور! اس کے معنی تو صبر و قناعت کرنے کے ہوتے ہیں، دیکھئے المنجد صہ ۲۷۶

رضی الشیئ ورضی بہ وفیہ اختارہ وقنع بہ

یعنی رضی الشیئ کے معنی ہیں کسی چیز کو اختیار کرنے کے اور رضی بہ کے معنی ہیں اس پر قناعت کرنے کے!

اور منتہی الارب صہ ۱۲۵ جلد دوم مطبوعہ لاہور میں ہے۔

" ورضی بہ قناعت کردن بآں" رضی بہ کے معنی ہیں اس پر قناعت کرنا، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جناب سیدہ نے فدک کے ہبہ کا دعویٰ کیا، گواہ پیش کئے ابوبکر اور عمر نے نہ مانا گواہی رد کر دی، صرف کچھ غلہ دینے پر تیار رہے۔

فرضیت بذالک بی بی نے اس پر صبر و قناعت کرنے کی ٹھانی مگر ابوبکر صاحب اس پر بھی پورے اترے۔ اگر بی بی کی رضامندی دکھانی ہو تو رضیت عنک یا رضیت علیہ دکھایئے

جس طرح ہم وجدت علی ابی بکر دکھاتے ہیں، مگر چوکیردی میں کہاں سکت وہ تو من قطع وبرید سے جوڑ توڑ بنانا جانتے ہیں، بس پھر بھرم کھل گیا اور شرمندہ ہو گئے نہ کچھ آیا ہے، یہ ہے چوکیردی صاحب کے انکار روایات کی حقیقت۔

اس کے بعد پوچھا کہ قناعت کے معنی بتاؤ اگر یاد نہ ہوں تو بوستان باب قناعت ہی ملاحظہ فرمالیجئے سے

خدارا ندانست وطاعت نکرد

کہ بربخت وروزی قناعت نکرد

اور بوستان صفحہ ۳۱ حاشیہ نمبر ۱ سے پڑھئے۔

"قناعت مصدر است از باب علم یعلم ولازم است پسند کردن بر آں کہ موجود است خلاف ... ہاگیا کہ بی بی نے کم پر قناعت کی اور اپنا حق نہ لیا، مگر تیرے بزرگوں نے وہ بھی نہ دیا۔ اس روایت سے جناب سیدہؑ کا ابوبکر پر راضی ہونا کہاں سے ثابت ہو گیا۔ افسوس کہ روایت بھی تمہاری اور وہ بھی مجبوراً مگر اس سے بھی تمہارا مطلب پورا نہ ہو سکا، بی بی کو گواہ بھی مل گئے، صحابہ اور تابعی بھی ثابت ہو گئی، مگر تمہارے خلفاء پھر بھی سیراب نہ ہوئے۔ یہ ہے چوکیردی کی انکار روایات کی حقیقت۔

اب ہم جناب مفتی دارالعلوم دیوبند کا فتوی ابن شہاب زہری کے متعلق من وعن شائع کرتے ہیں جو آپ نے ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔

استفسار!

ابن شہاب زہری ہرگز شیعہ نہ تھے، مفتی دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ بر چوکیردی

مکرمی ومحترمی جناب حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی، مفتی دارالعلوم دیوبند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اما بعد کیا آپ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے جو ماشاء اللہ دیوبند کے فاضل اور اپنے

آپ کو پاکستان میں امام اہل سنت والجماعت کہلانے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ انہوں نے نئی تحقیق پیش کی ہے کہ اصح الکتب بخاری شریف میں شیعہ راویوں سے بھی احادیث نقل کی گئی ہیں، اور سب سے پہلے انہوں نے ابن شہاب زہری کو شیعہ ٹھہرایا ہے۔

برائے کرم جناب اپنی تحقیق کے مطابق اس پر روشنی ڈالئے کہ کیا ابن شہاب زہری شیعہ تھا؟ عین کرم نوازی ہوگی۔

عبدالغفور مکان ۰/۱۰ ۵ گڑھ محلہ گوجرہ ضلع لائل پور مغربی پاکستان

۲۳ر جنوری ۵۶ء

الجواب

کتب رجال میں جہاں کہیں محمد بن مسلم ابن شہاب زہری کا ترجمہ منقول ہے۔ ان کے احوال میں شیعہ ہونا کہیں بھی منقول نہیں ہے:

تذکرۃ الحفاظ للذہبی، مراۃ الجنان للیافعی، تہذیب التہذیب الحافظ ابن حجر، خلاصۃ التہذیب للخزرجی، تعجیل المنفعۃ، تقریب التہذیب، مقدمہ فتح الباری، شرح مقدمہ مسلم شرح بخاری للنووی، ارشاد الساری، فتح الباری، عمدۃ القاری

غیرھا کتب رجال وشرح احادیث

میں ان کا ترجمہ مختصر و مطول موجود ہے۔ ان کتابوں میں کہیں بھی ان کے شیعہ ہونے کا اشارہ تک بھی موجود نہیں ہے۔ اگر وہ شیعہ ہوتے تو ان کتابوں میں ضرور اس کا ذکر ہوتا خصوصاً مقدمہ فتح الباری میں لازمی طور پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ضرور اس کا تذکرہ کرتے کہ مقدمہ کی کئی فصول میں اسی موضوع پر بحث کی ہے۔

یہ بات نامہ بر کی بناتی ہوئی سی ہے

وہ جلیل القدر تابعی ہیں دس صحابہ کو انہوں نے دیکھا اور ان سے روایت کرتے ہیں۔ حافظ ثبت، فقیہ، جامع العلم، ثقہ، عادل، ضابط، متقن، احد الائمۃ الاعلام، کثیر الحدیث والعلم

والروایۃ عالم حجاز وشام اعلم اہل مدینہ اپنے زمانے کے اعلم الناس۔ سنت ماضیہ کے حافظ اور اہل سنت کے امام وپیشوا تھے۔ دیکھو تہذیب از ص۴۴۵ ج ۹ تا ص۴۵۱ ج ۹ وجزاول من التذکرۃ وشرح نووی للبخاری ص۴۵ طبع ۲ وقسطلانی ص۲۲ جلد اول۔ غرض

محمد بن مسلم ابن شہاب زہری ہرگز شیعہ نہ تھے

علی بن المدینی، امام احمد، یحییٰ بن معین وغیرہ ائمہ محدثین وائمہ جرح وتعدیل نے صحیح بخاری کی صحت پر شہادت دی۔ دیکھو مقدمہ فتح الباری ص۱۱

ابن الصلاح وغیرہ محدثین نے بخاری کی احادیث مرفوعہ مسندہ کی صحت پر اجماع نقل کیا ہے۔ مقدمہ ص۳۴۶ امام نووی شرح بخاری کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

واتفق العلماء علی ان اصح الکتب المصنفۃ صحیحا البخاری ومسلم
واتفق الجمہور علی ان صحیح البخاری اصحہما صحیحاً

(مقدمہ شرح البخاری ص۸ جلد ۱)

پس آج کسی شخص کا صحت احادیث بخاری کا انکار کرنا اجماع سلف کے خلاف ہے جو درخور اعتنا نہیں ہے۔ شاید اپنی گمراہی پر پردہ ڈالنے کے لئے صحت احادیث بخاری سے انکار کیا جاتا ہے لیکن کوئی اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ السید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند

بحث اصول دین

سوال نمبر ۲: مخالفین کے اصول دین صراحۃً طور پر قرآن سے ثابت ہیں اور ہمارے دو اصولوں عدل اور امامت کی زیادتی کا ثبوت قرآن مجید سے مطلوب ہے۔

جواب: بندہ نواز! عدل اور امامت قرآن کریم سے ثابت ہیں جیسا کہ چند آیات آگے نقل کروں گا۔ مگر بحث طلب امر یہ ہے کہ اولاً لفظ اصول دین و فروع دین قرآن و حدیث کی اصطلاح نہیں ہے۔ بلکہ متکلمین کی اصطلاح ہے۔ ثانیاً اہل سنت وہ سب کا دیتے ہیں بجز لوگوں کو اپنے سول

توحید، نبوت اور قیامت بتاتے ہیں، حالانکہ یہ تو مطلق اسلام کے تین مسئلے ہیں۔ اہل سنت کے یہ اصول نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں اسلام کے تمام فرقے مشترک ہیں۔

اگر اہل سنت کے یہی تین اصول ہیں تو جملہ اہل اسلام کو دیندار مسلم مومن کیوں نہیں تصور کرتے؟ شیعہ، مرزائی، چکڑالوی، معتزلہ، بابی، بہائی، صوفی وغیرہ کون سا فرقہ ہے جو توحید نبوت، اور قیامت کا قائل نہیں۔

مگر باوجود اس کے پھر بھی ان کے پیچھے تکفیر کے فتوے جاری ہیں، آخر کیوں؟ جب وہ ان کے اصول دین کے قائل ہیں تو فتوے کیسے؟ چاہیئے کہ ان کو مسلمان بلکہ اہل سنت تصور کیا جاتے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

اور جو ہم کو عدل اور امامت کے قائل ہونے کی وجہ سے کافر کہتے ہیں تو ان ہر دو عقائد کو قرآن کریم اور نص قطعی سے کفر ثابت کریں یا ہم کو مسلمان تصور کریں۔ آپ ان سے اسلام کی تعریف نہیں بلکہ اہل سنت کی تعریف پوچھئے کہ اہل سنت کس کو کہتے ہیں۔ اگر مسلمان اور اہل سنت کی ایک ہی معنی ہیں تو لفظ مسلم جو قرآن میں آیا ہے چھوڑ کر اہل سنت کہلانے کی وجہ بیان فرمائیے۔

دوسرا جو دریافت طلب ہے کہ جب تمام فرقہ ہائے اسلام توحید نبوت اور قیامت کے قائل ہیں تو آپ ان کو اہل سنت میں شمار کیوں نہیں کرتے یا کوئی ایسا فرقہ بتائیے جو ان تینوں میں سے کسی کا منکر ہو اگر یہ جنس تمام فرقوں کو شامل ہے تو وہ کون سی فصل ہے جو جنس اسلام سے اہل سنت کو فرقہ ممتاز کرتی ہے۔

یہ لوگ بنے ہوئے اہل سنت ہیں اور اسلام کے اصول بنا دیتے ہیں، حالانکہ ان کو سنت کے اصول بتانے چاہئیں۔ ورنہ اہل سنت کی تفریق ختم کر کے صرف مسلمان بننا چاہیے۔

اصول دین کی تعریف

اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم ایمان اور عمل علم اور عبادت کی حکمت نظری اور عملی عقائد اور اعمال تعلیم کے لئے نازل ہوا ہے اور قیامت تک ہادی اور مہدی ہے۔ چنانچہ علماء کرام نے

علمی مسائل کو اصول اور عملی کو فروع سے تعبیر کیا ہے۔

اسی لئے علامہ شہرستانی اپنی مشہور کتاب الملل والنحل صفحہ مطبوعہ بمبئی میں فرماتے ہیں

تعریف اصول از شہرستانی

کل مسئلة یتعین الحق فیها بین المتخاصمین فهی من الاصول۔

یعنی جس مسئلہ میں اختلاف ہو اور متخاصمین کی بحث و تحیص کے بعد حق متعین ہو جائے تو وہ مسئلہ اصول سے ہے اور فرماتے ہیں کہ دین معرفت اور اطاعت میں منقسم ہے۔ معرفت اصل ہے اور اطاعت فرع پس جو شخص معرفت میں کلام کرے گا وہ اصولی ہوگا جو اطاعت شریعت میں کلام کرے گا وہ فروعی ہوگا۔ اصول علم کلام کا موضوع ہے اور فروع علم فقہ کا۔

چونکہ مسئلہ عدل اور مسئلہ امامت باب معرفت سے ہیں۔ اصول میں داخل ہوئے۔ علم مناظرہ اور مخاصمہ کا تعلق خصوصاً باب عقائد سے ہے۔ قرآن مجید میں تین گمراہ فرقوں سے مناظرہ اور مخاصمہ واقع ہوا ہے۔

اوّل مشرکین۔ دوم یہود و نصاریٰ۔ سوم منافقین دیکھو الفوز الکبیر مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب صفحہ

چونکہ درجہ اوّل مشرکین کا تھا اور ان کا اختلاف توحید اور قیامت میں تھا۔ وہ لوگ مشرک فی التوحید اور منکرین قیامت اور بعثت بعد الموت تھے! لہٰذا ان کی رد میں قرآن نے بہت زور دیا کیونکہ یہ دونوں مسئلے ابتدائی اور انتہائی تھے۔

دوسرا یہود و نصاریٰ کا اختلاف فی النبوۃ تھا اور یہ گروہ پہلے گروہ سے کم اور ان کا مرض بھی قابل تھا! لہٰذا درجہ دوم مسئلہ نبوت خصوصاً نبوت محمدیہ پر زور دیا گیا۔

تیسرا گروہ منافقین کا تھا اور ان کا مرض اندرونی اور داخلی تھا! لہٰذا ان کا علاج بھی درجہ سوم پر کیا گیا۔ یہ لوگ دعویٰ اسلام کرنے کے بعد داخلی شرارتیں کرتے تھے! لہٰذا علاج بھی داخلی ہی کیا گیا اور نصوص بھی خفی ہی نازل ہوتے۔ اس لئے ہمارے نزدیک منکران عدل و

امامت کا فر نہیں ہیں، البتہ منافق ہیں۔

عقیدہ عدل و امامت کی ضرورت کیوں؟

چونکہ تین اصول توحید، نبوت اور قیامت انسان کو شرک و کفر سے پاک کرتے ہیں اور دو اصول یعنی عدل اور امامت نفاق سے، لہٰذا پورے پانچ اصول مکمل مومن بنا دیتے ہیں۔ چونکہ ہر ماہیت جنس اور فصل سے متقوم ہوتی ہے، لہٰذا مذہب شیعہ کے یہ تین اصول توحید، نبوت اور قیامت جنس ہیں جس میں دیگر اسلامی فرقے بھی شامل ہیں، لیکن دو اصول عدل اور امامت فصل ہیں جو اس فرقہ کو دوسرے فرقوں سے علیحدہ کرتے ہیں۔ عدل میں معتزلہ شریک ہیں لیکن امامت شیعہ کی ایسی فصل ہے جس میں دوسرا کوئی فرقہ شامل نہیں۔

بندہ نواز! یہ پانچ اصول مطلق اسلام کے نہیں، بلکہ مذہب شیعہ کے ہیں جو حقیقی اور مکمل اسلام کا نام ہے، ورنہ ناقص اسلام تو جملہ فرقوں میں پایا جاتا ہے۔

اس فصل کا قرآنی ثبوت

ہمارا عدل کا عقیدہ ان کے والقدر خیرہ و شرہ کے مصنوعی عقیدہ کے مقابلہ میں ہے؛ چنانچہ شرح فقہ اکبر صـ۱۵ مطبوعہ مجتبائی میں ان کے صفات ایمان یوں لکھے ہیں:

آمنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت۔

اب ان کو چاہیے کہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ یعنی اچھی اور بری تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے۔ یہی الفاظ قرآن کریم سے دکھلائیں، ورنہ بتائیں کہ اس عقیدہ کو صفات ایمان میں کیوں داخل کیا ہے۔ عقیدہ عدل پر زور دینے کی ضرورت اس وقت پیش آئی جب شاہان بنی امیہ نے سفاکی کا بازار گرم کر دیا، کیونکہ جب کبھی شکایت کا لفظ کسی کی زبان پر آیا تو طرفداران حکومت نے یہ کہہ کر اس کو چپ کرا دیا کہ جو کچھ ہوتا ہے، خدا کی مرضی سے ہوتا ہے ہم کو دم نہیں

ماننا چاہیے۔ دیکھو علم الکلام حصہ اول مصنفہ علامہ شبلی نعمانی صکا

عدل کا صفت خداوندی ہونا اور ظلم سے منزہ ہونا ثابت از قرآن ہے؛ چنانچہ ارشاد باری ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل۔ تحقیق اللہ تعالیٰ امر کرتا ہے ساتھ عدل کے ان اللہ

لیس بظلام للعبید۔ پ سورۃ انفال

تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں ہے ظالم واسطے بندوں کے۔

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ امر بالعدل ہے اور ظالم نہیں ہے اس کو ظالم کہنے والا کافر ہے کیونکہ ظلم نقص اور قبیح ہے اور نقص باری تعالیٰ پر محال ہے۔ ذرا ان سے دریافت تو کیجئے کہ امر بالعدل صفت ثبوتی اور لیس بظلام صفت سلبی ہے یا نہیں؛ اگر ہے تو خدا کا عدل متصف اور ظلم سے منزہ ماننا ضروری ہے یہ ثبوت عدل۔

عقیدۂ امامت

رہا عقیدۂ امامت؛ سورہ بنی اسرائیل یوم ندعوا کل اناس بامامہم پ۹ سے ثابت ہے کیونکہ ہر شخص کا اپنے اپنے امام کے ساتھ محشور ہونا اس سے ثابت ہے۔

ابتدا میں انی جاعل فی الارض خلیفہ سے خلافت انبیاء کا وعدہ ہوا تھا جس کی دو قسمیں تھیں۔ نبوت اور امامت اور انبیاء علیہم السلام دونوں میں داخل تھے، جیسا کہ بیضاوی شریف پارہ اول مطبوعہ مجتبائی میں لکھا ہے سطر ۵۹

المراد به آدم علیه السلام لانه کان خلیفة الله فی ارضه وکذلک کل نبی استخلفهم فی عمارة الارض و سیاسة الناس وتکمیل نفوسهم وتنفیذ امره فیهم لا لحاجة به تعالی الی من ینوب لقصور المستخلف علیه عن قبول فیضه وتلقی امره بغیر وسط الخ

کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اسی طرح ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے عمارۃ زمین اور سیاست ناس تکمیل نفوس اور اپنا امر جاری کرنے کے لئے خلیفہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نائب کا محتاج نہیں، یعنی اس کو خلیفہ کی کوئی ضرورت نہیں، مگر مستخلف علیہ یعنی جن پر خلیفہ بنایا گیا ہے وہ بلا واسطہ قبول فیض اور تلقی امر الٰہی سے قاصر ہیں الخ

الغرض نبی وہ ہوتا ہے جس میں نبوت اور امامت دونوں داخل ہوں لیکن نبوت تو بحکم ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ختم ہوگئی؛ البتہ امامت باقی ہے، جس کا قرآن کریم نے یوں وعدہ اور اعلان فرمایا ہے۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت
لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم
ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم
من بعد خوفھم آمنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا
ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون ط
پ۱۸ سورۃ نور آیت ۵۵

اس آیت میں امتِ محمدیہ سے چار وعدے ہیں۔

اول: استخلاف فی الارض یعنی مثل خلفاء سابقہ اس امت میں خلفاء کا ہونا۔

دوم: تمکین دین مرتضیٰ یعنی خدا کے پسندیدہ دین کا۔ بذریعہ ان آئمہ و خلفاء کے اثبات علمی و عملی ان کا علم اور عمل دین حق ثابت کرنے کے لئے وسیلہ ہوگا۔

سوم: تبدیل امن بعد خوف یعنی ان آئمہ پر بوجہ مخالفت امت خوف آئے گا مگر آخر پر امن ہو جائے گا۔

چہارم: عصمت خلفاء بالفاظ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ثابت ہے، کیونکہ عبادتِ کاملہ کا پایا جانا اور عدم شرک من کل الوجوہ کا ہونا مستلزم عصمت ہے اور و من کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون مسئلہ امامت و خلافت کے اصول ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے، کیونکہ جس چیز کا انکار کفر اور فسق ہوگا، اس پر ایمان لانا ضروری ہوگا اور یہی مطلب کسی چیز کے اُصولی ہونے کا ہے۔

خلیفۃ الرسول کا وارثِ کتاب اللہ اور مصطفیٰ ہونا شرط ہے، لہٰذا دوسری آیت ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پ۲۲ فاطر میں عصمت خلفا ثابت ہے اگر مسئلہ امامت اصول نہیں بتلائیں تو خلفاء کون ہیں۔ وارثانِ کتاب اللہ کون ہیں۔ امت وسطیٰ کون ہیں۔ ہادی بالحق اور عادل بالحق کون ہیں۔

حقیقت الامر یہ ہے

کہ مستقل اصول تین ہیں۔ توحید۔ نبوت اور قیامت مگر تنزیہ سے عدل اور خلافت سے امامت ظاہر ہوتی ہے۔ عدل توحید میں داخل ہے اور امامت نبوت میں! کیونکہ توحید میں تنزیہ ضروری ہے اور امامت نبوت کی نیابت تعالی اللہ عما یصفون اور امامت نیابت نبوت کاملہ ہے۔ نیابت کو خلافت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن میں اجمال بھی ہے اور تفصیل بھی ہے، مثلاً: یؤمنون بالغیب پ۱ میں پانچوں اصول کو لفظ غیب سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

آمنا باللہ والیوم الآخر پ۱ میں صرف توحید اور قیامت پر ہی اختصار فرمایا گیا۔ من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال پ۱ رکوع ۱۲ میں قیامت اور کتب کا ذکر رہ گیا۔ لیس البر ان تولوا وجوھکم الخ پ۲ البقر

اور من آمن باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ والکتب والنبیین پ البقرہ میں ذرا تفصیل آگئی ہے، مگر اس آیت میں پھر بھی اجمال ہے ایمان باللہ مجمل ہے پتہ نہیں چلتا کہ اللہ تعالیٰ پر کیسے ایمان لانا ہے، جب تفصیل آئے گی، صفات بھی آجائیں گے۔ صفات خداوندی میں عدل بھی آجاتا ہے گا، کیونکہ وہ بھی ایک صفت باری تعالیٰ ہے۔ یوم الآخر بھی مجمل ہے۔ جنت، دوزخ، صراط جہنم، میزان عمل، حوض وکوثر کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسری آیات میں اس کی تفصیل بھی آگئی ہے۔ ملائکہ بھی مجمل، تفصیل ملائکہ جہنم، ملک الموت، کراما کاتبین ہر چیز کی تفصیل قرآن میں دوسری جگہ موجود ہے۔

کتب بھی مجمل، یعنی توریت، انجیل، زبور، قرآن، صحف ابراہیم ناسخ منسوخ کی دوسری جگہ تفصیل موجود ہے۔

النبیین بھی مجمل ہے۔ رسالت، نبوت، امامت، خلافت، ولایت اور ہدایت لفظ نبوت میں شامل ہیں۔ اب نبوت ختم ہے اور امامت وخلافت اور ہدایت جاری لیکن خلفاء اور ائمہ وارث کتاب ہیں اور واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پ النساء۔ اور انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم الراکعون پ المائدہ سے امامت بھی ثابت ہے۔

لہٰذا ان اصول پر ایمان رکھنا ضروری ہے جو تمام قرآن سے ثابت ہوں نہ کہ صرف ایک پارہ پڑھ کر۔ مثلاً ایک شخص صرف یؤمنون بالغیب پڑھ کر عدل وامامت سے انکار کر دیتا ہے تو یہ ٹھیک نہیں۔

جب تک ان اللہ یامر بالعدل اور قائما بالقسط پ آل عمران اللہ لیس بظلام للعبید۔ آیہ استخلاف۔ اولی الامر اور آیہ اصطفا کا جواب نہ ہو جائے عدل وامامت ثابت ہی ثابت ہے۔

مقصود الکلام یہ ہے

کہ توحید نبوت اور قیامت مسلمانوں کو کفار سے جدا کرتے ہیں اور عدل و امامت اسلامی گمراہ فرقوں سے علیحدہ کرتے ہیں۔ جب کفر و ضلالت سے انسان علیحدہ ہوگیا، مسلم کامل ہوگیا۔

اب اہل سنت کو چاہیے کہ اپنے سُنیت کے اصول اسی طرح قرآن سے ثابت کریں پھر دیکھیں، اصول تو اپنی جگہ پر رہے۔ اہل سُنّت کا لفظ تک قرآن مجید سے نہیں ملے گا۔

نوٹ:- کسی سوال کا جوڑ توڑ کر کے جواب دینا اور بات ہے، مگر اس جواب کا آئمہ مذہب سے بعینہٖ منصوص و مروی ہونا اور بات ہے، اس کے پیش نظر ہمارا دعویٰ ہے کہ مخالفین کے ہر سوال کا جواب ہمارے آئمہ اطہارؑ سے مدلل طور پر منصوص اور مروی باسند ہماری کتب میں موجود ہے۔ ہمیں خود جوڑ توڑ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ ہمارے مذہب کی خصوصیت اور صداقت کی بین دلیل ہے۔ کیونکہ ہمارے سوا کسی کے پاس ان کے آئمہ کی زبانی بعض سوالات کا جواب بھی موجود نہیں۔ چہ جائیکہ کل کا۔ اگر ہوتا تو ان کے مریدوں کو غلط جوڑ توڑ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اگر کسی کو جرأت ہو تو باقوال آئمہ خود ہمارے سوالوں کا جواب لکھے جو قرآن و حدیث کے مطابق و موافق ہونے کے علاوہ من و عن مروی و منصوص ہوں مگر ایں خیال است و محال است و جنوں

نمونۃً ہم چند سوالوں کے جوابات آئمہ کی کلام حقیقت نظام سے پیش کرتے ہیں تاکہ صداقت مذہب شیعہ کا زندہ معجزہ نظر آجائے:

سوال:- جناب امیر کی تلوار نہ اٹھانے کی ظاہری وجہ کیا تھی۔

جواب:- عَنْ سُلَیْمَانَ ابن خالد قال قُلْتُ لابی عبد اللّٰہِ علیہ السّلام قولُ ... نت علیہ السّلام ان کان لہٗ حَقٌّ فما منعہٗ ان یقوم بہ، قَالَ فقال ان ...

لَا یُکَلِّفُ ھٰذَا اِلَّا اَنَا وَاحِدًا رسولُ اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قَالَ فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ" فلیس ھٰذَا اِلَّا الرَّسُوْل وَقَالَ لِغَیْرِہٖ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَلَمْ یَکُنْ یَوْمَئِذٍ فِئَۃٌ یُعِیْنُوْنَہٗ عَلٰی اَمْرِہٖ،

بحار الانوار صہ۱ جلد ہشتم مطبوعہ ایران

ترجمہ:- سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ میں نے جناب صادق آلِ محمدؐ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مخالف لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حق علی علیہ السلام کی طرف تھا تو آپ جہاد کے لئے کیوں نہ کھڑے ہوئے! فرمایا بغیر انصار کے تنہا جہاد کرنے کی تکلیف صرف ایک انسان کو دی گئی ہے۔ اور وہ حضور سرکار دوعالم ہیں یہ حکم صرف آپ ہی کو ہوا کہ فقاتل فی سبیل اللّٰہ لا تکلف الا نفسک سورۃ نساء، راہ خدا میں جہاد کرو اور نہ دو تکلیف مگر اپنی ذات کو اور مومنین کو رغبت دلاؤ! یہ حکم صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی ہوا، ور نہ دوسروں کے لئے تو حکم موجود ہے۔ الا متحرفاً لقتال او متحیزاً الی فئۃ پ الانفال کہ لڑنے کے لئے ایک طرف ہونے کے لئے اور اپنے گروہ کی سمت بڑھنے کے لئے جنگ سے ہٹنا جائز ہے۔ بطور دلالت التزامی معلوم ہوا کہ جب تک مددگار نہ ہوں جنگ واجب نہیں اور علی علیہ السلام کے پاس مددگار موجود نہ تھے،

جناب امیرؑ کی تلوار نہ اٹھانیکی باطنی وجہ

عن فلان الکرخی قال رجل لابی عبد اللّٰہ علیہ السلام الم یکن علیٌّ قویاً فی بدنہٖ قویاً فی امر اللّٰہ فقال لہٗ ابو عبد اللّٰہ علیہ السلام بلٰی قال فما منعہٗ اَن یدفع او یمتنع قال قد سألت فافھم الجواب منع علیًّا من ذٰلک آیۃ من القرآن فقال وایّ آیۃ قال قولہٗ لو تزیّلوا لعذّبنا الذین کفروا منھم عذاباً الیما، انہٗ کان اللّٰہ ودائع المؤمنون فی

اصلاب قوم کافرین ومنافقین فلم یکن علی صلوات اللہ علیہ لیقتل الآباء حتی یخرج ودائع فلما خرجت علی من ظفر وقتلہ وکذالک قائمنا اہل البیت لن یظھر ابدا حتی یخرج ودائع اللہ فاذا خرجت یظھر فیقتلہ

بحار الانوار جلد ۸ صـ ۱۴۲

علکرخ کا ایک آدمی روایت کرتا ہے کہ ایک آدمی نے جناب صادق آل محمدؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا علی علیہ السلام طاقت بدنی میں قوی نہ تھے اور امر خدا میں طاقتور نہ تھے، آپ نے فرمایا بے شک تھے اس نے عرض کیا کہ آپ کو کس چیز نے منع کیا اس بات سے کہ اپنے دشمنوں کو دفع کریں یا خود رک جائیں امام نے فرمایا تو نے سوال کیا ہے جواب سمجھ لے اس بات سے علی علیہ السلام کو قرآن کی ایک آیت نے روک دیا تھا اس نے عرض کیا کہ وہ کون سی آیت تھی پس آپ نے یہ آیت پڑھی

لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما پ الفتح

اگر وہ لوگ یعنی مومن علیحدہ ہو جاتے تو ہم عذاب دیتے ان لوگوں کو جو کافر مسلمان سے عذاب دردناک، پس ثابت ہوا کہ کافروں اور منافقوں کی پشتوں میں مومن اللہ کی امانتیں ہیں پس علی علیہ السلام نہ تھے کہ امانتوں کے نکلنے سے پہلے ان کے آباؤ اجداد کو قتل کر دیتے پس جب وہ امانتیں نکل گئیں تو غالب آئے ان کو قتل کیا اور اسی طرح ہم اہلبیت کا قائم نہیں ظاہر ہوگا جب تک اللہ کی امانتیں خارج نہ ہو جائیں پس جب خارج ہو جائیں گی تو غالب ہوگا اور جو بھی غالب ہوگا۔ ان کو قتل کریگا اس حدیث تائید کتاب وسنت میں موجود ہے۔

اما الکتب فقال اللہ تعالیٰ وقال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا۔

(پارہ ۲۹ سورۃ نوح)

اور حضرت نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار نہ چھوڑ زمین پر کافروں کا ایک بسنے والا تحقیق اگر تو نے ان کو چھوڑا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور نہیں جنیں گے مگر کافر و فاجر

ہوں گے!

وَاَمَّا السنة فقال النبی فی حدیث طویل بل اَرجو ان یخرج اللہ تعالیٰ مِنْ اَصلابِہِم مَن یعبُدُ اللہ وحدَہٗ ولا یشرک بہ شیئا، صحیح مسلم ج۲ جز۱

صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ ملک الجبال یعنی پہاڑوں کے فرشتے نے نازل ہو کر کفار کو ہلاک کرنا چاہا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی ان کو ہلاک نہ کیا جائے کیوں کہ مجھے امید ہے کہ ان کی پشتوں سے اللہ ان لوگوں کو نکالے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ گویا امام نے روحانی طاقت استعمال نہ کرنے میں سنت اللہ اور سنت رسولؐ پر عمل کیا۔

جناب امیرؑ کے تلوار نہ اٹھانے کی سیاسی وجہ

عَنْ اَبِی عمیر عن بعض اَصحابہ قال قلتُ لابی عبد اللہ علیہ السّلام لِمَ کفّ علیٌّ عَنِ القوم قال مخافۃ ان یرجعوا کفّارا۔

ترجمہ:۔ ابن عمیر نے اپنے بعض سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب صادق آل محمدؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب امیر علیہ السلام نے قوم کی لڑائی سے ہاتھ کیوں روکا آپ نے فرمایا کہ اس خوف سے کہیں دوبارہ کافر ہو جائیں، مفصل مذکور ہے دیکھو مرآۃ العقول صفحہ ۲۷۶ جلد ۴

عَنْ زرارۃ عَنْ اَبی جعفر قال اِنَّ النّاسَ لمّا صنعوا ما صنعوا اذ بایعوا ابا بکر لم یمنع امیر المؤمنین مِن اَن یدعوا الی نفسہ الا نظرا للناس وتخوفا علیہم ان یرتدوا عن الاسلام فیعبدوا الاوثان ولا یشہدوا اَن لا الٰہ الا اللہ وانّ محمدا رسول اللہ وکان الاحب الیہ ان یقرّہم علی ما صنعوا من ان یرتدوا عن جمیع الاسلام وانما ھلک الذین رکبوا ما رکبوا فامّا من لم یصنع ذالک ودخل فیما دخل فیہ الناس علی غیر علم ولا عداوۃ لامیر المؤمنین فانّ ذالک لا یکفرہ

ولا یجحد من الاسلام فلذلک کتم علی امرہٖ تابع مکثہا حیث لم یجد اعوانا۔

ترجمہ:۔ زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ جب لوگوں نے جب کیا جو کیا یعنی انہوں نے حضرت اول کی بیعت کر لی تو جناب امیر علیہ السلام کو اپنے نفس کی طرف دعوت دینے سے صرف اس خوف نے روک دیا کہ اگر ان کو جبراً اس طرف بلایا گیا تو اسلام سے مرتد ہو جائیں اور دوبارہ بت پرستی شروع کر دیں گے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی کہنا چھوڑ دیں گے لہٰذا آپ نے یہ مناسب سمجھا کہ تمام اسلام سے مرتد ہونے کی بجائے اس بات پر قائم رہیں۔ کیونکہ اس صورت میں تو صرف وہی لوگ ہلاک ہوئے جو پوری طرح اس پر سوار ہو گئے لیکن جنہوں نے ایسا نہیں کیا اور داخل ہو گئے کہ اس میں جس میں لوگ ہوئے تھے بغیر علم اور بلا عداوت امیر المومنین کے پس اس چیز سے مذہ کافر ہوئے اور نہ خارج از اسلام ہوئے پس اس واسطے امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے امر کو چھپایا اور جبر و اکراہ کی وجہ سے بظاہر حکومت وقت کی اطاعت کی نہ کہ حقیقتاً کیونکہ حکومت سے نبرد آزما ہونے کے لئے نہ تو زمانہ سازگار تھا اور نہ ہی آپ کے اتنے اعوان و انصار تھے

اس حدیث میں جناب امیرؑ کے عدم جہاد کی چند وجوہ ذکر ہیں خوف ارتداد خواص اور عدم علم عوام حفاظت اسلام اور عدم موجودگی انصار تا [illegible] اکراہ سے مت گھبراؤ یہ بوقت ضرورت عین حکم والا ہے۔

جناب امیرؑ نے تلوار نہ اٹھانے میں کن کن پیغمبروں کی سنت پر عمل کیا

قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّ لِیْ بِسُنَّۃِ اَنْبِیَاءِ اُسْوَۃٌ فِیْمَا فَعَلْتُ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ مُحْکَمِ کِتَابِہٖ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ قَالُوْا مَنْ ھُمْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ اَوَّلُھُمْ اِبْرَاھِیْمُ اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖ وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَبِابْنِ خَالِہٖ لُوْطٍ اُسْوَۃٌ اِذْ قَالَ

لِقَوْمِهِ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ آوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ وَلِیْ بِیُوْسُفَ اُسْوَةٌ اِذْ قَالَ
رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ وَلِیْ بِمُوْسٰی اُسْوَةٌ اِذْ قَالَ لِاَخِیْهِ
یَا ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ وَلِیْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُسْوَةٌ حِیْنَ فَرَّ مِنْ قَوْمِهِ وَلَحِقَ بِالْغَارِ مِنْ خَوْفِهِمْ
وَعَلِیٌّ فِرَاشَهُ مرۃ العقول صفحہ ۳۴۸ ج ۲۰ م بحار الانوار صفحہ ۱۲۹ ج ۸

ترجمہ: جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کے اس سوال پر کہ آپ نے بعہد ثلاثہ نزاع کیوں نہ کی آپ نے جامع مسجد کوفہ میں ایک طویل خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا کہ میں نے عدم نزاع میں چھ پیغمبروں کی سنت اور اسوۂ حسنہ پر عمل کیا، جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے کتاب محکم میں فرمایا ہے کہ تمہارے لئے رسولِ خدا میں اسوۂ حسنہ موجود ہے لوگوں نے عرض کیا حضور وہ کون سے پیغمبر ہیں جن کی سنت پر آپ نے عمل کیا ہے فرمایا ان کا پہلا حضرت ابراہیم ہے جب وقت انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں تم سے اور تمہاری قوم سے بیزار ہوں حضرت ابراہیم کی بیزاری ان تکالیف کی وجہ سے تھی جو آپ کو پہنچیں۔

جب ایک نبی مصائب کی وجہ سے علیحدگی اختیار کر سکتا ہے تو وصی کیوں نہیں کر سکتا اور دوسرا ان کا برادر زادہ حضرت لوط ہے جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کاش میرے لئے قوت ہوتی یا میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا۔

حضرت لوط کی یہ حسرت جب عدم قوت کی بنا پر جائز ہے تو محمدؐ کا وصی بطریق اولیٰ معذور ہے تیسرے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جن کے اسوہ پر میں نے عمل کیا جب کہ انہوں نے کہا اے میرے رب مجھے قید خانہ محبوب ہے۔ اس سے جس کی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں جب ایک نبیؑ نے مجبوری کے وقت قید خانہ کو پسند کیا تو وصی محمدؐ زیادہ مجبور ہے۔

چوتھے حضرت موسیٰؑ ہیں جن کے اسوہ پر عمل کیا جب کہ انہوں نے فرمایا کہ میں جا گا تم سے اس وقت جبکہ میں تم سے: حضرت موسیٰؑ کا قوم سے فرار جا خوف تو ہے نہیں اگر خوف سے ہے تو وصی محمدؐ زیادہ حقدار ہے

پانچویں میرے بھائی ہارون ہیں جن کے اسوہ پر میں نے عمل کیا جب کہ انہوں نے اپنے بھائی سے کہا اے میرے ماں جائے تحقیق قوم نے مجھے ضعیف کر دیا اور قریب تر تھا کہ مجھے قتل کر دیتی۔ اب حضرت ہارون کا یہ قول غلط تو ہو نہیں سکتا، اگر بخوف قتل اور بوجہ ضعف حضرت ہارون نے تلوار نہیں اٹھائی تھی تو وصی رسول زیادہ معذور ہے۔

چھٹے جن کے اسوہ حسنہ پر میں نے عمل کیا میرے آقا و مولیٰ محمدؐ مصطفیٰ ہیں جب آپ رات کے وقت قوم سے بھاگے اور ان کے خوف سے غار میں تشریف لے گئے، ان کا بھائی ان کے بستر پر تھا، اگر یہ کہو کہ حضور کا غار میں چھپنا بغیر خوف کے تھا تو خلاف قرآن ہے اور اگر کہو کہ واقعی خوف تھا تو وصی رسول زیادہ مجبور ہے۔

جناب امیرؑ نے تلوار نہ اٹھانے میں رسول اکرمؐ کی کس سنت پر عمل کیا

عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الرُّمَّانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ الرِّضَا فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ أَخْبِرْنِي عَنْ عَلِيٍّ لِمَ لَمْ يُجَاهِدْ أَعْدَاءَهُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ سَنَةً بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ثُمَّ جَاهَدَ فِي أَيَّامِ وِلَايَتِهِ فَقَالَ لِأَنَّهُ اقْتَدَى بِرَسُولِ اللهِ فِي تَرْكِهِ جِهَادَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَبِالْمَدِينَةِ تِسْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَذَلِكَ لِقِلَّةِ أَعْوَانِهِ عَلَيْهِمْ فَلَمَّا لَمْ تَبْطُلْ نُبُوَّةُ رَسُولِ اللهِ مَعَ تَرْكِهِ جِهَادَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَتِسْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا كَذَلِكَ لَمْ تَبْطُلْ إِمَامَةُ عَلِيٍّ مَعَ تَرْكِهِ الْجِهَادَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ سَنَةً إِذَا كَانَتِ الْعِلَّةُ الْمَانِعَةُ لَهُمَا مِنَ الْجِهَادِ وَاحِدَةً۔

ترجمہ: ہیثم بن عبداللہ رمانی سے روایت ہے کہ میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں کہا کہ فرزند رسولؐ مجھے حضرت علی علیہ السلام کی نسبت خبر دیجیے کہ آپ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ پچیس سال تک جہاد کیوں نہ کیا اور پھر اپنی حکومت کے زمانہ میں کیوں کیا؟ آپ نے جواباً فرمایا کہ میرے جد علیؑ نے رسولؐ خدا کی اقتدا کی۔ کیونکہ حضورؐ نے مکی زندگی کے تیرہ سال اور مدنی زندگی کے انیس

یا کفار سے جنگ نہ کی اور آپ نے قلتِ انصار کی وجہ سے یہ جہاد نہ کیا تھا پس جب تیرہ سال اور انیس ماہ میں رسولِ خدا کی رسالت نہیں باطل ہوئی تو جناب امیرؑ کی امامت پچیس سال ترک جہاد کرنے سے کیا باطل ہو سکتی ہے جب کہ دونوں کی علت: مانع از جہاد ایک ہی ہے۔

مرآۃ العقول ص ۳۷۹ جلد ۴ مطبوعہ ایران

امیر علیہ السلام نے تلوار نہ اٹھانے میں رسولِ خدا کے کس حکم کی اطاعت کی

عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ خَطَبَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَامَ ابْنُ قَيْسٍ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَمْ تَخْطُبْنَا خُطْبَةً مُنْذُ قَدِمْتَ الْعِرَاقَ إِلَّا وَقُلْتَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ وَمَا زِلْتُ مَظْلُومًا مُنْذُ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ وَلَمَّا وَلِيَ تَيْمٌ وَعَدِيٌّ أَلَا ضَرَبْتَ بِسَيْفِكَ دُونَ ظُلَامَتِكَ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَا ابْنَ الْخَمَّارَةِ قَدْ قُلْتَ قَوْلًا فَاسْتَمِعْ وَاللّٰهِ مَا مَنَعَنِي الْجُبْنُ وَلَا كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ وَلَا مَنَعَنِي ذٰلِكَ إِلَّا عَهْدُ النَّبِيِّ رَسُولِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي وَقَالَ يَا أَبَا الْحَسَنِ إِنَّ الْأُمَّةَ سَتَغْدِرُ بِكَ وَتَنْقُضُ عَهْدِي وَإِنَّكَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا تَعْهَدُ إِلَيَّ إِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَقَالَ إِنْ وَجَدْتَ أَعْوَانًا فَبَادِرْ إِلَيْهِمْ وَجَاهِدْهُمْ وَإِنْ لَمْ تَجِدْ أَعْوَانًا فَكُفَّ يَدَكَ وَاحْقُنْ دَمَكَ حَتَّى تَلْحَقَ بِي مَظْلُومًا

ترجمہ: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے اور انہوں نے اپنے آباء طاہرینؑ

سے روایت کی کہ امیر المومنینؑ نے کوفہ میں خطبہ پڑھا اور جب آخر کلام پر پہنچے تو فرمایا کہ میں لوگوں کی ولایت کا سب سے زیادہ حقدار ہوں اور میں ہمیشہ مظلوم رہا ہوں حضورؐ کی وفات کے بعد۔

اشعث بن قیس کھڑا ہو گیا اس نے کہا یا امیر المومنینؑ جب سے آپ عراق میں تشریف لائے ہیں آپ نے کوئی ایسا خطبہ نہیں پڑھا جس میں یہ نہ کہا ہو کہ میں ہمیشہ مظلوم رہا ہوں حالانکہ میں سب سے زیادہ حقدار تھا پس جب عدی اور تیم والی ہوئے تو آپ نے تلوار سے مار کر اپنا حق کیوں نہ لے لیا۔ اس کو امیر المومنین نے فرمایا اے شراب خوار کے بیٹے تو نے بات تو کہی ہے۔ اب جواب سن۔ خدا کی قسم مجھے بزدلی اور موت کی کراہت نے اس سے نہیں روکا تھا۔ بلکہ رسول خدا کی وصیت نے روکا تھا رسول خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ اے ابو الحسن تحقیق امت بہت جلد تیرے ساتھ غداری کرے گی اور میرا عہد توڑ دے گی حالانکہ تو میرے نزدیک بمنزلہ ہارونؑ کے ہے موسیٰؑ سے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جب حال ایسا ہو جائے تو مجھے آپ کا کیا حکم ہے آپؐ نے فرمایا اگر تجھ کو اعوان و انصار مل جائیں تو ان کی طرف جلدی کر اور ان سے جہاد کر اگر نہ ملیں تو اپنا ہاتھ روک لے اور اپنا خون بچا لے حتیٰ کہ تو مظلوم ہو کر میرے پاس آ جائے۔

التائید

اس مضمون کی کتب عامہ سے بھی تائید ہوتی ہے جیسا کہ کنز العمال جلد ۳ ص ۱۴۹ اور خصائص سیوطی جلد ۲ ص ۱۱۵ ازالۃ الخفا جلد ۱ ص ۲۵ مدارج النبوۃ ص ۵۵ جلد ۲ صحیح مسلم ص ۱۲۹ جلد ۲

اس امر کی زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو فلک النجاۃ جلد ۱ ص ۱۳ سے لیکر ص ۱۹ تک بغور ملاحظہ فرمائیے وہاں یہ مضمون بسط سے موجود ہے۔

یہ ہیں علی علیہ السلام کے تلوار نہ اٹھانے کی وجوہات جو آئمہ طاہرینؑ کی زبان سے ثابت ہوا اب نہ معلوم ان تصریحات کے ہوتے ہوئے عوام کو فریب دینے کے لئے تلوار نہ اٹھانے کے عذر کو کہاں تک بیان کیا جائے گا۔

الغرض شیعہ کا یہ مسئلہ عقل اور نقل سے ثابت ہے۔

والسلام

محمد اسمٰعیل

نماز علیؑ خلف ابی بکر کی اصل حقیقت کا انکشاف

سوال: مولوی عبدالستار تونسوی نے وعظ کی ہے اور بحوالہ احتجاج طبرسی و مرآۃ العقول جناب امیرؑ کی نماز باقتدار ابی بکر سے استدلال کرکے خلافت ثلاثہ کی حقانیت پر بہت زور دیا ہے اور علاقہ بھر کی فضا کو مکدر کیا ہے۔ نماز علیؑ باقتدار کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں۔

جواب: عالیجا! تاحال تنظیم اہلسنت کی باڑی میں کوئی قابل مناظر جو اصول مناظرہ سے واقف ہو داخل نہیں ہوا۔ چنانچہ علم نام نہاد حال ہیں جن کا گذارہ صرف باب مغالطہ پر ہے میدان سے نظر چرا جاتے ہیں لیکن جب میدان خالی پاتے ہیں تو غریب عوام کو گمراہ کرتے ہیں ان کے دعویٰ اور دلیل میں کوئی رابطہ نہیں ہوتا۔ تقریب تام تو کیا تقریب ناقص بھی نہیں ہوتی۔ نقلی میں صحت نہیں ہوتی اور عقلیہ میں ترتیب مقدمات نہیں ہوتی اور حدا وسط کی جہت اور حیثیت کا تو خیال تک نہیں رکھتے۔ یہی حال ان بزرگوں کا ابتداء سے چلا آتا ہے۔ یہ مذہب شیعہ کی حقانیت اور کثرت ادلہ قطعیہ کا ثبوت ہے کہ تیرہ سو سال میں بھی اکثریت باوجود اتنے غلط پراپیگنڈہ کے اس کو نہیں مٹا سکی۔

الغرض: جناب امیر علیہ السلام کا باقتدار ثلاثہ نماز پڑھنا کتب شیعہ سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

دوم یہ خلافت ثلاثہ کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کے نزدیک تو نماز خلفاء جور کے پیچھے پڑھنی بھی جائز ہے جیسا کہ کتب اہلسنت میں موجود ہے، البتہ بعض اوقات بعض مصلحتوں کی بناء پر اگر خلفاء جور کے پیچھے نماز پڑھنا پڑ جائے تو دہرا لینا بھی ثابت ہے جیسا کہ سنت امیر المومنینؑ کی مرآۃ العقول صد ۱۴۹ اور فروع کافی جلد اول صد ۳۲۳ میں ذکر ہے۔

اس باب کا عنوان ہے۔ باب الصلوٰۃ خلف من لا یقتدی بہ

یعنی اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا بیان جس کی اقتدا نہیں کی جاتی۔ اس باب کی حدیث سادہ میں یہ ہے۔

عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ اِنَّ اُنَاسًا رَوَوْا عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّهٗ صَلّٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَلَمْ یَفْصِلْ بَیْنَهُنَّ بِتَسْلِیْمٍ فَقَالَ یَا زُرَارَةُ اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ صَلّٰی خَلْفَ فَاسِقٍ فَلَمَّا سَلَّمَ وَانْصَرَفَ قَامَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَصَلّٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ لَمْ یَفْصِلْ بَیْنَهُنَّ

ترجمہ:۔ زرارہ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے عرض کیا کہ حضور لوگ روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے چار رکعت نماز بیک سلام بعد نماز جمعہ پڑھی آپ نے فرمایا کہ اے زرارہ آپ کو فاسق کے پیچھے نماز پڑھنے کا اتفاق ہو گیا تھا۔ اس لئے آپ نے بعد سلام اٹھ کر چار رکعت پڑھ کر اپنی نماز کو دہرا لیا تھا اور لوگ سمجھ نہ سکے تھے کہ آپ نے چار رکعت نماز کیسی پڑھی تھی۔

اب تونسوی صاحب ہی جواب دیں گے کہ اگر جناب امیر علیہ السلام ثلاثہ کے پیچھے نماز جائز سمجھتے تھے تو دہرائی کیوں۔

باقی رہا یہ سوال کہ آپ ثلاثہ کے پیچھے کھڑے کیوں ہوئے تو اس کی کئی مصلحتیں ہونگی مگر بعض جو کتب میں ہم کو نظر آتی ہیں۔

منجملہ ان کے ایک منافقین کا امتحان بھی تھا تاکہ ان کی بغض باطن کی قلعی کھل جائے۔ جیسا کہ احتجاج طبرسی صفحہ مطبوعہ ایران میں ہے کہ اول اور ثانی نے خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ علی علیہ السلام کو قتل کر دے اور اس پر وعدہ لے لیا گیا تھا۔ جب اسماء بنت عمیس کو خبر ہوئی تو اس نے جناب امیرؑ کو اپنی خادمہ کی معرفت یہ آیت بطور پیغام پہنچائی۔

اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ۔ فَقَالَتِ الْجَارِیَةُ وَسَمِعَهَا عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ رَحِمَهَا اللّٰهُ قُوْلِیْ لِمَوْلَاتِكِ فَمَنْ یَّقْتُلُ النَّاکِثِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ۔

کہ تحقیق سرداران قوم آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں جناب امیرؑ نے اس خادمہ کو فرمایا کہ اپنی مخدومہ سے کہنا کہ اگر میں قتل ہو گیا تو ناکثین اور مارقین کو کون قتل کریگا یعنی میں ابھی قتل نہیں

ہو سکتا. میرے ذمہ خوارج اور نواصب کا قتل باقی ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ علی علیہ السلام کے قتل کا پروگرام نماز صبح کے وقت مقرر ہوا تھا تا کہ اندھیرے میں علیؑ قتل ہو جائیں لہذا صبح کی نماز کے وقت خالد جناب امیرؑ کے دوش بدوش کھڑا ہو گیا اور قرارداد یہ تھی کہ جب حضرت اوّل نماز کا سلام دے تو خالد فوراً تلوار کا وار کرے لیکن جب تشہد میں بیٹھا تو جناب امیرؑ کے قتل کے نتائج و عواقب خطرناک اس کو نظر آئے لہذا ارادہ قتل ملتوی ہو گیا اور سلام سے قبل کہا کہ یا خالد لا تفعل بما امرتک۔ یعنی اے خالد وہ کام نہ کرنا جس کا میں نے تجھے حکم کیا تھا اس کے بعد حضرت اوّل نے سلام دے دیا جناب امیرؑ نے خالد سے پوچھا کہ اس نے تجھے کیا کہا تھا. خالد نے کہا اس نے مجھ کو کہا تھا تو علیؑ کو قتل کر دینا آپ نے کہا کیا تو ایسا کر سکتا ہے؟ خالد نے کہا کہ اگر وہ مجھے منع نہ کرتا تو میں کر دیتا.

آپ نے خالد کو پکڑا اور مروڑا لوگ ڈر گئے اور خالد کے کپڑے خراب ہو گئے، آپ نے خالد کو چھوڑ دیا اور ثانی کی طرف جھانکا اور اس کے دامن کو پکڑ کر کھینچا اور کہا کہ اے صحاک کے بیٹے اگر اللہ و رسول کی وصیت نہ ہوتی اور حکم صبر کا نوشتہ من جانب اللہ نہ ہوتا تو آج تجھے معلوم ہو جاتا کہ کون ضعیف اور کون قوی ہے

مذکورہ عبارت احتجاج طبرسی میں ص۵۸ سے لیکر ص۶۰ تک کا خلاصہ ہے۔ بخوف طوالت عربی عبارت ترک کر دی گئی ہے جو شخص چاہے اصل کتاب دیکھ لے۔

یہ ترلوی صاحب کے پیش کردہ حوالہ کی حقیقت ہے جناب امیر نے مسجد میں جا کر اعداء کے بغض و عداوت کی قلعی کیسی کھولی کہ اگر میں نماز کیلئے بھی مسجد میں آؤں تو بھی لوگ میرے قاتل ہیں اور معجزہ کا اظہار بھی ہو گیا خالد کی شجاعت کی حقیقت بھی کھل گئی اور حالت صبر بھی ظاہر ہو گئی۔

باقی رہا اس نماز سے ابوبکر کی امامت ثابت کرنا یہ بھی غلط ہے کیونکہ بحار الانوار جلد ۸ ص۹۸ پر لکھا ہے کہ امیر علیہ السلام نے یہ نماز ابوبکر کے پیچھے بہ نیت اقتداء نہیں پڑھی بلکہ صلی لنفسہ کہ حضرت علیؑ نے یہ نماز بہ نیت خود پڑھی تھی یعنی اپنی علیحدہ بلا نیت اقتداء۔

اب رہا شرکت جماعت کا سوال تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ انبیاء و اولیاء بعض مصلحتوں کی بنا پر مجبور

کرنے میں کفار سے فرق ختم نہیں ہو جاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت شمعون کا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے بُت پرستوں کے ساتھ شامل ہو کر بُت کے سامنے بہ نیت سجدہ خداوندی جھکنا ثابت ہے چنانچہ تفسیر خازن اور معالم التنزیل صفحہ جلد ۵ میں لکھا ہے کہ وکان شمعون یدخل مع الملک علی الصنم ولیصلی ویتضرع حتی ظنوا انہ علی ملتہم۔

یعنی حضرت شمعون بادشاہ کے ساتھ بُت کے سامنے حاضر ہوتے اور وہاں نماز پڑھتے تھے۔ اور گڑگڑاتے تھے حتیٰ کہ کفار نے یہ سمجھ لیا کہ شمعون بھی ہمارے دین پر ہے اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ ان کو دین حق کی طرف لے آئے خود رسول کریم کا کفار کے ساتھ مل کر سجدہ کرنا بھی کتب اہلسنت سے ثابت ہے دیکھیں۔

تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۱۸ جلد ۱۷ مطبوعہ مصر میں ہے

فلما انتھی الی السجدۃ منہا وختم السورۃ سجد فیہا فسجد المسلمون بسجود نبیہم تصدیقا لما جاء بہ واتباعا لامرہ وسجد من فی المسجد من المشرکین من قریش وغیرہم لما سمعوا من ذکر الہتہم فلم یبق فی المسجد مومن ولا کافر الا سجد

ترجمہ:۔ حضرت رسول خدا جب سورۂ والنجم کو ختم کر کے سجدہ کرنے لگے، تو مسلمانوں نے اپنے نبی کی اتباع میں سجدہ کیا اور جتنے مشرک کفار مسجد میں تھے انہوں نے اپنے بتوں کے ذکر خیر کی وجہ سے سجدہ کیا اور مسجد میں کوئی ایسا مومن اور کافر نہ رہا جس نے بیک وقت سجدہ نہ کیا ہو۔

اب دیکھئے صورت سجدہ مقام سجدہ اور جماعت ساجدہ تو مشترک ہے مگر نیت سجدہ علیحدہ علیحدہ ہے اسی طرح جناب امیر کی نیت نماز علیحدہ ہوتی تھی۔

ثانیاً کسی کے پیچھے نماز پڑھنا دلیل حقانیت خلافت نہیں ہو سکتی۔

لہٰذا نماز تو ہر فاسق اور فاجر کے پیچھے جائز ہے۔

چنانچہ سنن کبریٰ بیہقی جلد نمبر ۳ صہ۱۲۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن میں ہے۔

بَابُ الصَّلٰوۃِ خَلْفَ مَنْ لَا یُحْمَدُ فِعْلُہٗ۔ یعنی ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنے کا بیان جس کے اعمال و افعال اچھے نہ ہوں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْجِھَادُ وَاجِبٌ عَلَیْکُمْ مَعَ کُلِّ اَمِیْرٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ وَاجِبَۃٌ عَلَیْکُمْ خَلْفَ کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ وَالصَّلٰوۃُ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْکَبَائِرَ۔ (رواہ ابوداؤد مشکوٰۃ صہ۱۰۰)

یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد واجب ہے تم پر ساتھ ہر امیر کے نیک ہو یا بد اور نماز واجب ہے پیچھے ہر امیر کے نیک ہو یا بد اگرچہ گناہ ہائے کبیرہ کا مرتکب ہو اور نماز جنازہ واجب ہے پڑھنی ہر مسلمان پر نیک ہو یا بد اگرچہ گناہ ہائے کبیرہ کا بھی مرتکب ہو۔

اسی باب پر امام بیہقی لکھتے ہیں دیکھو سنن کبریٰ بیہقی صہ۱۲۲ جلد نمبر ۳

اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ کَانَا یُصَلِّیَانِ خَلْفَ مَرْوَانَ

یعنی امام حسنؑ اور حسینؑ مروان کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ حالاں کہ مروان باتفاق اہلسنت اور شیعہ، ملعون اور منافق راندۂ درگاہِ رسول ہے اب تو تسوی صاحب ہی بتلائیں گے کہ حسنین علیہما السلام انکے پیچھے کیوں نماز پڑھتے تھے۔ اگر حسنینؑ کے نماز پڑھنے سے مروان امام حق نہیں ہو گیا تو علیؑ کی نماز سے خلافت ثلاثہ پر استدلال کیسا؟ حضور رسالتماب کا حکم بھی یہی تھا کہ خلفاء جور کے زمانہ میں اپنی نماز گھر پڑھ لیا کرو اور ان کے ساتھ والی نماز کو نفلی تصور کر لیا کرو۔

چنانچہ صحیح مسلم کی روایت مشکوٰۃ شریف اور بیہقی میں بایں الفاظ موجود ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَیْفَ اَنْتَ اِذَا کَانَتْ عَلَیْکَ اُمَرَاءُ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوۃَ عَنْ وَقْتِھَا وَقَالَ یُمِیْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ عَنْ وَقْتِھَا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِیْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوۃَ لِوَقْتِھَا فَاِنْ اَدْرَکْتَھَا

معہم مغتنم نانہما لکہ نافلۃ (بیہقی صہ ۱۲۴ جلد نمبر ۳)

حضرت ابوذر غفاری نے روایت کی ہے کہ حضور نے مجھے فرمایا کیا حال ہو گا تیرا جب تجھ پر ایسے امیر ہوں گے جو نماز اس کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھیں گے یا اس کا وقت فوت ہی کر دیں گے میں نے عرض کی وہی کروں گا جو حضور حکم دیں۔ حضور نے فرمایا نماز اپنے پورے وقت پر پڑھ لیا کرنا اور اگر ان کے ساتھ نماز کا اتفاق ہو جائے تو اس نماز کو نفل تصور کر لیا کرنا۔ یہ ہے اصل تعلیم جو ہم کو حضرت علی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ خلفا جور کے زمانہ میں نماز کس طرح پڑھی جائے۔

مقصود الکلام

اولاً نماز علی خلفاء صاحبان کے پیچھے بہ نیت اقتدا ثابت ہی نہیں۔

دوم بصورت ظاہری شرکت خلفاء جور کے وصف کیلئے تعلیم امت منظور تھی۔

سوم: اظہار تفوق مقصود تھا۔

چہارم: ایسی نماز دلیل خلافت نہیں۔ خلافت کیلئے ایمان کامل اور اعمال صالح شرط ہیں۔ اور ایسی نماز تو فاسق اور فاجر کے پیچھے بھی جائز ہے لہٰذا ان کی یہ دلیل بھی ختم اور عذر بھی کالعدم ہو گیا

مسئلہ تحریف القرآن

سوال: کیا موجودہ مابین الدفتین تیس ۳۰ پارہ کا قرآن مجید جو سرکار مدینہ محمد مصطفیٰ پر نازل ہوا تھا بالکل محفوظ و مکمل غیر محرف و مبدل ہے یا اس میں انسانی تصرف سے کچھ کمی بیشی واقع ہو چکی ہے۔ جو شخص موجودہ قرآن کو غیر محفوظ اور غیر مکمل جانتا ہو اور اس میں کمی بیشی کا قائل ہو کیا ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص آپ کے نزدیک کافر ہے یا مسلمان؟ کیونکہ مولوی احمد شاہ صاحب نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔

الجواب: آپ امام پاکستان کا جواب تو "الفاروق" میں ملاحظہ فرما چکے ہیں چشم بد دور دہ

خود امام ہیں ان کو کسی امام کا قول پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ ان کا اپنا قول ہی سند ہے مگر میں قرآن پاک اور اپنے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اقوال سے جواب عرض کرتا ہوں۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون پ۱۴

تحقیق ہم نے نازل کیا اس ذکر کو اور تحقیق ہم واسطے اس کے محافظ ہیں شیعہ کی تفسیر صافی ص۲۹۲ سورۃ حجر مطبوعہ ایران میں ہے۔

من التحریف والتغیر والزیادۃ والنقصان

یعنی ہم اس کے خود محافظ ہیں تحریف تغیر زیادتی اور نقصان سے۔

قول ابو الائمہ امیر المومنین در تکمیل قرآن

انا لم نحکم الرجال وانما حکمنا القرآن وھذا القرآن انما ھو خط مستور بین الدفتین لا ینطق بلسان ولابد لہ من ترجمان وانما ینطق عنہ الرجال ولما دعانا القوم الی ان نحکم بیننا القرآن لم نکن الفریق المتولی عن الکتاب اللہ تعالیٰ وقد قال اللہ سبحانہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول فردہ الی اللہ ان نحکم بکتابہ فردہ الی الرسول ان تاخذ بسنتہ فاذا حکم بالصدق فی کتاب اللہ فنحن احق الناس بہ وان حکم بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنحن اولاھم بہ - (نہج البلاغۃ ص جلد دوم مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ سوائے اس کے نہیں کہ ہم نے مردوں کو منصف نہیں بنایا ہم نے تو صرف قرآن مجید کو منصف بنایا ہے اور یہ قرآن مجید وہی ہے جو موجود بین الدفتین ہے خود زبان سے نہیں بولتا اس کو ترجمان کی ضرورت ہے اس کو لوگ اپنی زبان سے پڑھتے اور بولتے ہیں اور جب قوم نے ہم کو اپنے درمیان قرآن کو منصف ماننے کی دعوت دی تو ہم وہ فریق نہیں بننا چاہتے جو قرآن مجید سے انحراف کرتا ہے خداوند تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ

اپنے تنازعوں میں خدا اور رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔ پس خدا کی طرف رجوع کرنے کا مطلب اس کی کتاب کا حکم ماننا اور رسول کی طرف رجوع کرنے کا مطلب اس کی کتاب کا حکم ماننا اور رسول کی طرف رجوع کرنے کا مطلب حضورؐ کی سنت پر چلنا ہے پس جب حکم کتاب اللہ کو بصدق دل مانا جائے تو ہم اہلبیتؑ ہی سب لوگوں سے بڑھ کر خلافت کے حقدار ثابت ہوں گے

اگر سنت رسولؐ کو حکم مانا جائے تب بھی ہم اولی ثابت ہوں گے۔

اس عبارت میں غور کرو۔ اوّل جناب امیرؑ نے حکم صرف قرآن مجید کو مانا ہے پھر اس کی تعریف ھذا القرآن سے کی ہے یعنی ہماری مراد صرف اسی قرآن سے ہے پھر اس کی مقدار بتلا دی کہ وہ اتنا ہی ہے جتنا موجودہ بین الدفتین ہے اور یہی موجودہ قرآن کی تعریف ہے۔

اور یہ بھی بتلا دیا کہ لما دعانا القوم کہ قوم جب بھی ہم کو قرآن کی طرف پکارے گی۔ ہمارا مذہب اور فرقہ کبھی انحراف از قرآن نہ کرے گا۔

اس عبارت سے قرآن کی تعریف قرآن کی مقدار قرآن کی اقتدار اور قرآن سے عدم انحراف سب کچھ ثابت ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا فرمان کہ موجودہ قرآن مجید مجمع علیہ اور لا ریب فیہ ہے یعنی بلاشک و شبہ کامل مکمل اور صحیح ہے

وَمِمَّا اَجَابَ بِهٖ اَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْکَرِیُّ فِیْ رِسَالَتِهٖ اِلٰی اَهْلِ الْاَهْوَازِ حِیْنَ سَئَلُوْهُ عَنِ الْجَبْرِ وَالتَّفْوِیْضِ اِلٰی اَنْ قَالَ اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ قَاطِبَةً لَا اخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ اَنَّ الْقُرْاٰنَ حَقٌّ لَا رَیْبَ فِیْهِ عِنْدَ

جمیع فرقتہا انھم فی حالت الاجماع علیہ مصیبون وعلی تصدیق ما انزل اللہ مھتدون بقول النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لا تجتمع امتی علی ضلالۃ فاخبر علیہ السلام ان ما اجتمعت علیہ الامۃ ولم یخالف بعضھا بعضا ھو الحق - احتجاج طبرسی ص ۲۳۲

ترجمہ: یعنی امام دہم علی نقی علیہ السلام نے اپنے اس رسالہ میں جو اہل اہواز کی طرف لکھا تھا وضاحت فرمائی ہے کہ اس پر تمام امت کا اجماع ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس قرآن مجید میں کوئی شک و شبہ نہیں تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک اور امت محمدیہ اس اجماع میں مصیب اور درست ہے اور ما انزل اللہ کی تصدیق میں راہ ہدایت پر ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ میری تمام امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی پس اس حدیث میں حضور نے خبر فرما دیا ہے کہ جس پر تمام امت جمع ہو جائے اور ایک دوسرے کی مخالفت نہ کرے وہ حق ہے۔ موجودہ قرآن حق ہے۔

اب امام پاکستان سے پوچھئے کہ امام نقی علی علیہ السلام شیعہ کے دسویں امام ہیں یا نہیں؟ انہوں نے قرآن کی تصدیق فرمائی ہے یا نہیں یا اگر یہ موجودہ قرآن کی تصدیق نہیں تو وہ کونسا قرآن ہے جس پر امت محمدیہ کے تمام فرقے جمع ہو گئے اور کسی نے بھی اختلاف نہ کیا اگر شیعہ اس اتفاق اور اجماع میں شریک نہیں تو تمام فرقے کیسے ہوئے؟ اور امام نے شیعہ کا استثنار کیوں نہ کیا اور قرآن مجید میں بلا شبہ اجماع قائم کیسے ہوا؟ یہ ہے شیعہ کے امام کی تصدیق ذرا غور سے پڑھو۔

موجودہ قرآن کریم کیخلاف

روایات سے معارضہ پیش کرنے والا کافر ہے۔

ثم قال علیہ السلام فاذا شھد الکتاب بتصدیق خبر و تحقیقہ فانکرتہ طائفۃ من الامۃ وعارضتہ بحدیث من ھذہ الاحادیث المزورۃ

تصادرت بانکارھا و دفعھا کفارا ضلالا۔ احتجاج طبرسی ص۲۳

پھر حضرت نے فرمایا جس خبر کی تصدیق و تحقیق کتاب اللہ کرے جو گروہ امت اس خبر کا جھوٹی روایات پیش کر کے انکار کرے وہ کافر اور گمراہ ہو جاتا ہے۔ حضرت کے اس فرمان سے صاف معلوم ہو گیا کہ جو موجودہ قرآن کے خلاف کسی مزورہ روایت کا سہارا لے وہ کافر ہے جو روایات موجودہ کتاب اللہ کے خلاف کتابوں پائی جاتی ہیں وہ غلط اور جھوٹی ہیں جیسا کہ شیعہ کے امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

فقال ابو الحسن علیہ السلام اذا کانت الروایات مخالفۃ للقرآن کذبتھا وما اجمع المسلمون علیہ انہ لا یحاط بہ علما ولا تدرکہ الابصار

اصول کافی مطبوعہ ایران ص۳۷

باب ابطال الروایات کتاب التوحید

کہ جب روایات قرآن کریم کے مخالف ہوں میں ان کی مخالفت کرتا ہوں اور جس قرآن مسلمانوں کا اجماع ہے اس میں تو یہی لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نہ کسی علمی احاطہ میں آتا ہے نہ آنکھیں ادراک کر سکتی ہیں۔

مذہب صحیح وہی ہے جو موافق قرآن کریم ہے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فاعلم رحمک اللہ تعالیٰ ان المذھب الصحیح فی التوحید ما نزل بہ القرآن ولا تعد و القرآن فتضلو بعد البیان۔ اصول کافی ص۴۶

ترجمہ :۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ توحید میں مذہب صحیح جو قرآن میں نازل ہوا۔ قرآن سے آگے مت بڑھو گمراہ ہو جاؤ گے جب کہ حق واضح ہو چکا ہو۔

روایت کی صحت کا معیار موافقت کتاب اللہ ہے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ ان علی کل حق حقیقۃ

وعلیٰ کُلِّ صَوَابٍ نُوراً فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب
اللہ فدعوہٗ   اصول کافی صہ ۲۳ باب الاخذ بالسنۃ وشواہد الکتاب

حضرت صادق آلِ محمدؐ نے فرمایا

کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہر حق کی حقیقت ہوتی ہے اور ہر درست امر میں نور ہوتا ہے جو چیز کتاب اللہ کے موافق ہو لے لو اور جو مخالف ہو اس کو چھوڑ دو۔

یہ ہے ہمارا مذہب شیعہ کہ موجودہ قرآن مجید وہی ہے جو ما بین الدفتین موجود ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ تحریف تغییر کی زیادتی سے پاک ہے جو اس کے ایک حرف میں شبہ کرے کافر ہے جو روایت اس کے خلاف ہو وہ غلط ہے۔ مگر امام پاکستانؒ کے مذہب میں ایسا نہیں ہے، ان کے نزدیک موجودہ قرآن میں کمی زیادتی بھی ہے۔ دیکھو شرح مواقف صنہ ۲۹ اور اس میں شبہ کرنے والا کافر نہیں۔ دیکھو نور الانوار صہ ۹

لم یکفر جاحدہا لوجود شبہۃ۔ یعنی ہم بسم اللہ کے منکر کو کافر نہیں کہتے کیونکہ ان کو اس میں شبہ ہے۔

ان کے نزدیک قرآن مجید کی پچھلی دو سورتوں کا منکر بھی کافر نہیں ہے، دیکھو ان کی مستند فتاویٰ کی کتاب فتاویٰ قاضی خان صہ ۸۸۲ جلد چہارم۔

ومن زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن ذکر فی النوازل انہٗ لا یکون کافراً۔

کہ جس نے زعم کیا کہ معوذتین قرآن نہیں ہیں، قرآن مجید سے نوازل میں ذکر کیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہے۔

اگر امام پاکستانؒ کو یہ معلوم نہ ہو کہ نوازل کس بزرگ کی کتاب ہے اور وہ کس پایہ کا تھا تو آپ پر واضح ہونا چاہیے کہ یہ حضرت امام محمدؒ کی کتاب ہے جو حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے

دیکھو حقائق الحنفیہ صت ۱۲۹

اب فرمائیے ان بزرگوں کی نسبت کیا فتویٰ ہے جنھوں نے قرآن کی مکمل دو سورتوں میں شبہ کی بناء پر عدم کفر کا حکم لگا دیا ہے۔ فرمائیے قرآن کریم میں شبہ کرنے والے کو کافر کہنے والا کون ہے؟

ان کے نزدیک، جو آیت قول صحابہ کے خلاف ہو، وہ منسوخ تصور ہوتی ہے، دیکھو ان کی کتاب اصولِ کافی صث

ان کے نزدیک موجودہ قرآن کریم میں دو سورتوں کی کمی ہے۔ سورہ خلع اور سورۃ حفد۔ دیکھو ان کی کتاب تفسیر درمنثور صنالا جلد ۲

میں نے موجودہ قرآن کی تصدیق منکر کی تکفیر مخالف روایت کا مل مذہب صحیح ہر چیز اپنے آئمہ کی حدیث سے پیش کی ہے، نہ کسی عالم کا قول پیش کیا نہ فقیہہ کا اور نہ محدث کا، اب امام پاکستان کو چاہیئے کہ اپنے جواب کو اپنے آئمہ ثلاثہ فی الخلافت اور دائمہ اربعہ فی المذاہب سے ثابت کرے، ورنہ آپ کی امامت صرف چوکرہ تک محدود رہے گی۔

تحقیق حدیث غدیر سنداً اور معنیً

نص ولایت علیؑ بتنصیص صفات۔ وذٰ قرآن مجید میں یوں نازل ہوئی۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ پ۔ المائدہ

اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور بحالت رکوع زکوٰۃ دیتے ہیں۔ یہ آیت جناب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی جیسا کہ شانِ نزول کی روایات سے ظاہر ہے اور کتب اہل سنت ان سے مملو ہیں، دیکھئے تفسیر ابن کثیر صنا ج ۲۔

عن ابی صالح عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی المسجد والناس یصلون بین راکع و ساجد وقاعد واذا مسکین لیسئل فدخل رسول اللہ علیہ ولہ فقال اعطاك احد شیئاً قال نعم قال من قال فالك الرجل القائم قال علی ای حال اعطاکہ قال وھو راکع وقال وذالك علی ابن ابیطالب قال فکبر رسول اللہ صلعم عند ذالك وھو یقول ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنو فان حزب اللہ ھم الغالبون وھذا اسناد لا یقدح بہ

ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور مسجد کی طرف تشریف لائے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ کوئی بحالت رکوع تھا۔ کوئی بحالت سجود اور بقعود اچانک ایک مسکین نظر آیا جو مانگ رہا تھا۔ پس رسول اللہ داخل ہوئے اور سائل سے دریافت فرمایا کہ تجھ کو کسی نے کچھ دیا ہے۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ! اس مرد نے پوچھا یہ عطا اس نے کس حال میں کی تھی؟ سائل نے عرض کیا حضورؐ اس حالت میں جبکہ وہ رکوع میں تھا! دیکھا تو وہ علی ابن ابی طالب تھے۔ رسول اللہ نے اس وقت تکبیر کہی اور بعالم سرور میں یہ آیت پڑھی ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنو فان حزب اللہ ھم الغالبون ۔ پ المائدہ

ترجمہ یعنی جس نے اللہ اور رسولؐ اور ان مومنوں کو ولی سمجھا جو رکوع میں زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ پس وہی اللہ کا گروہ ہے جو غالب ہونے والا ہے۔ لیکن یہ جناب امیر علیہ السلام کی ولایت پر تنصیص بالصفات حتمی اگرچہ

بقول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

تنصیص بالصفات اقویٰ ہے تنصیص بالاسماء والالقاب سے دیکھو تفسیر عزیزی ص ۲۹۶ پارہ اول

تنصیص بالصفات قوی تراز تنصیص بالاسماء والالقاب است نزد محققین آدی این قدر شرط است کہ سیاق الصفات بوجہے واقع شوکہ کلی منحصر فی فرد واحد گرود تا احتمال شرکت نماند کہ نص بالصفات شرکت نماند۔

ترجمہ: کہ نص بالصفات نص بالاسماء والالقاب سے قوی تر ہوتی ہے۔ محققین کے نزدیک ہاں اس قدر شرط ضروری ہے کہ ترتیب صفات ایسے طریق پر واقع ہوں کہ تمام ایک ہی فرد میں منحصر ہو جائیں۔ احتمال شرکت غیرہ نہ رہے۔ لہٰذا محققین تو اس تنصیص بالصفات سے ہی ولایت سمجھ گئے تھے، مگر تاہم عوام اور منکرین کے واسطے اتمام حجت کے لئے نص بالاسم واللقب کی ضرورت باقی تھی اور خصوصاً منافقین کے ارتداد کے خوف کی وجہ سے تعریض اور کنایہ سے کام لے رہے تھے جس کے باعث یہ تاکیدی حکم نازل ہوا۔

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین۔

اے رسول تبلیغ کر اس چیز کی جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نازل ہو چکی ہے اور اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ نے اس کے تمام پیغامات ہی نہیں پہنچائے اور اللہ تعالیٰ تجھ کو ان لوگوں سے بچائے گا جو درپے آزار ہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ اس قوم کافرین کو ہدایت نہیں کرے گا۔

ما انزل الیک من ربک سے کیا مراد ہے

اس سے مراد وہی اللہ تعالیٰ و رسولؐ اور امیر المومنینؑ کی ولایت ہے جس کی تبلیغ کا اب حکم بالوضاحت ہو رہا ہے کیونکہ ما انزل میں "ما" اسم موصول برائے عہد ہے۔ برائے استغراق نہیں اور معہودیت علی ہے جیسا کہ حدیث معراج اور آیۃ انما سے ظاہر ہے اور اس آیت کا برائے تبلیغ ولایت

امیرالمومنینؑ نازل ہونا کتب اہل سنت میں بھی موجود ہے۔ دیکھئے تفسیر فتح القدیر للشوکانی ص۶۰
جلد ۲ مطبوعہ مصر

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ عنہ قال نزلت ھذہ الآیۃ یا
ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک علیٰ رسول اللّٰہ یوم غدیر
خم فی علی رضی اللّٰہ۔ کہ ابو سعید خدری سے روایت ہے یہ آیت یاایھا الرسول
بلغ ما انزل الیک ۔ رسولِ خدا پر روز غدیر خم نازل ہوئی ہے۔

درباب علی علیہ السلام عن ابن مسعود کنا نقرؤ علیٰ عہد
رسول اللّٰہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
ان علیاً مولی المومنین الخ
عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم اس آیت کو رسولِ خدا کے زمانے میں اس
طرح پڑھتے تھے یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین۔
کہ اے رسولؐ تبلیغ کر اس امر کی جو تیرے مالک کی طرف سے نازل ہوا کہ علی مولی المومنین
ہے۔ تفسیر کبیر ص۴۲۱ جلد ۳ میں بھی دسواں قول ہے کہ یہ آیت ولایت علیؑ ابن ابی طالب کی تبلیغ کے متعلق
نازل ہوئی ہے۔ اب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بمقام غدیر خم پہنچ کر یوں تبلیغ
ولایت علیؑ فرمائی۔

نص عمومی بامامت آل محمد علیہم السلام

عن زید بن ارقم قال قام رسول اللّٰہ یوماً فینا خطیباً
بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ حمد اللّٰہ واثنی علیہ
ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایھا الناس انما انا بشر
یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین

اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله
واستمسكوا به فحث على كتاب الله ورغب فيه ثم قال
واهل بيتي اذكركم الله فى اهل بيتي اذكركم الله فى اهل بيتي

مشکوٰۃ ص۵۶۸ اشعۃ اللمعات جلد۴ ص۶۹۶ صحیح مسلم جلد۲ ص۲۸۰

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضور پرنور ہمارے درمیان ایک دن برائے خطبہ خوانی کھڑے ہوئے۔ اس حوض آب پر جس کا نام خم بمقام جحفہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ پس پہلے آپ نے حمد خدا بیان کی ثنا اور وعظ کے بعد فرمایا کہ خبردار اے لوگو! سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں۔ قریب ہے کہ میرے پاس بھی میرے خدا کا قاصد آئے پس میں اس کی آواز کو قبول کروں اور میں تمہارے درمیان دو نفیس چیزیں چھوڑنے والا ہوں، پہلی ان دونوں میں اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت ہے اور نور ہے۔ پس کتاب خدا کو پکڑو، اس کے ساتھ تمسک کرو۔ پس کتاب اللہ پر لوگوں کو بہت ترغیب دلائی، پھر کہا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تم کو اپنی اہلبیت کے بارہ میں خدا یاد دلاتا ہوں۔ یہ کلمہ حضرت نے تین دفعہ فرمایا (یعنی حضرتؐ کو پتہ تھا کہ یہ لوگ درباب اہل بیتؑ خدا کو بھول جائیں گے) تفسیر درمنثور ص۶۰ ج ۲ اور جامع الصغیر سیوطی ص۱۰۲ میں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا انی تارک فیکم خلیفتین۔ کہ میں تمہارے درمیان دو خلیفے چھوڑنے والا ہوں ایک قرآن اور دوسری میری اہل بیتؑ۔ یہ اہل بیتؑ کی خلافت پر نص صریح تھی، ورنہ اہل بیت کو قرین قرآن واجب التمسک بتانے کی کیا ضرورت؟ دوم۔ کتاب اور عترتؑ کو حضور پرنور نے خود ہی خلیفتین سے تعبیر فرمادیا ہے۔ سوم قرآن اور عترتؑ کا عدم افتراق اہل بیتؑ کے عالم کتاب اللہ اور معصوم عن الخطاء ہونے پر دال ہے۔ چہارم، حضورؐ نے ابتداء حدیث میں اپنی موت کا قرب یاد دلایا۔ جو صریح قرینہ ہے کہ حضورؐ اپنے بعد کا نظام بیان فرما رہے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی سلطان جس کے ہاتھ میں نظام سلطنت ہو، جب اپنی موت یاد دلاتے

اور کہے کہ میں تمہارے اندر فلاں کو اور کتاب کو چھوڑنے والا ہوں تو صاف ظاہر ہے کہ اس کے ولی عہد ہونے کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ ان وجوہ سے معلوم ہو گیا کہ امامت منحصر در عترت طاہرہ ہے اور وہی واجب التمسک ہیں۔ اس کے بعد حضور پُرنور، مالک یوم النشور نے تحقیقاً ولایت علی علیہ السلام پر بدیں الفاظ نص فرمائی۔

نص خصوصی بر ولایت علی علیہ السلام

عن البرا بن عازب وزید بن ارقم ان رسول اللّٰہ لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسهم قالوا بلٰی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالو بلٰی فقال اللّٰهم من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ اللّٰهم وآل من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک فقال لہ هنیئاً یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولیٰ کل مومن و مومنة۔ رواہ احمد مشکوٰة ص۵۶۵ اشعة اللمعات ص۲۸ ج ۴۔

حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآبؐ جب غدیر خم پر نازل ہوئے تو حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا۔ پس حاضرین سے فرمایا کیا تم کو علم نہیں کہ میں مومنوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ مالک اور متصرف ہوں۔ انہوں نے عرض کی ہاں حضور! پھر ارشاد فرمایا کہ تمہیں علم نہیں کہ میں ہر مومن کا اس کی جان سے بڑھ کر بھی والی اور متصرف ہوں؟ سب نے کہا ہاں حضورؐ! پس فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ جس کا میں مولیٰ ہوں، اس کا علیؑ مولیٰ ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے بدیں الفاظ دعا مانگی اے اللہ محبت کر اس سے جو محبت کرے علیؑ سے اور عداوت رکھ اس سے جو عداوت کرے علیؑ سے اس کے بعد حضرت عمر نے پس کہا مبارک ہو تجھ کو اے ابی طالب کہ تو آج سے ہر مومن مرد اور مومن عورت کا مولیٰ ہو گیا ہے۔

دستار بندی بر سر جناب امیر علیہ السلام

اس کے بعد رحمۃ اللعالمین نے علیؑ کے سر پر دستار بندی کی جیسا کہ اہل السنت کی مشہور کتاب مسند ابوداؤد طیالسی صفحہ ۲۳ میں ہے:

عن علی قال عممنی رسول اللہ یوم غدیر خم بعمامۃ سدلھا خلفی۔ کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے روز غدیر خم میرے سر پر ایسی دستار باندھی جس کا شملہ میرے پیچھے لٹکا ہوا تھا۔ یہ ہے حدیث غدیر خم کہ اہل بیت اطہار عدیل قرآن اور واجب الاتباع ہیں اور رسولؐ ہر مومن کے مولیٰ .... اور اولیٰ بالتصرف والی و مالک ہیں اور جس کے آپ مولیٰ ہیں اسی کے علیؑ مولیٰ ہیں۔ حضرت عمر نے مبارک باد دی اس وقت تمام صحابہ نے تسلیم کیا۔ رسالتمآبؐ نے دستار بندی کی۔ ولایت و خلافت علیؑ کا اعلان ہو گیا انما ولیکم اللہ کی پوری تبلیغ ہو گئی کوئی شک رہا نہ ظن۔ اس کے آخر پر آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی کہ دین آج مکمل ہو گیا اور نعمت پوری ہوئی۔ دیکھو تفسیر در منثور صفحہ ۲۵۹ تذکرہ سبط ابن جوزی صفحہ ۱۸

تردید عذرات باطلہ

اب ہم اتماما للحجۃ عذرات باطلہ کی تردید کرتے ہیں تاکہ خصم کو چارہ انکار نہ رہے۔ باوجودیکہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ متواتر ہے۔ مگر تاہم بعض لوگ بطور مکابرہ اس کی صحت سے انکار کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ سو ہم اس کی توثیق عرض کئے دیتے ہیں۔

حدیث غدیر سنداً متواتر ہے

دیکھو اہل سنت کی کتاب تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی صفحہ ۱۴۲ ج ۲۔ المائدہ

مطبوعہ حیدرآباد۔

وقد بلغ ھذا الحدیث مبلغ التواتر رواہ جمع من المحدثین فی الصحاح والسنن والمسانید بروایۃ نحو من ثلاثین من اصحاب رسول اللہ۔

کہ حدیث غدیر درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے، اس کو محدثین کی جماعت نے صحاح سنن اور مسانید میں تقریباً تیس صحابہ سے روایت کیا ہے۔

شہادت از ملا علی قاری برتواتر حدیث غدیرؑ

دیکھو حاشیہ برہ مشکوٰۃ ص۵۶۵ ھذا حدیث صحیح لا مریۃ فی صحتہ بل بعض الحفاظ عدہ متواتراً اذ فی روایۃ لاحمد انہ سمعہ من النبی ثلاثون صحابیاً۔ کہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں ملا علی کا قول ہے کہ یہ حدیث غدیر صحیح اس کی صحت میں کوئی تنازعہ ہی نہیں، بلکہ بعض حافظان حدیث نے اس کو متواتر شمار کیا، کیونکہ امام احمد کی روایت میں اس کو رسالتمآبؐ سے تیس صحابہ نے سنا ہے۔

حل اعتراضاتِ معنوی

بعض دورِ حاضرہ کے بے سواد مناظر کہتے پھرتے ہیں کہ اعلان خلافت شہر میں ہونا چاہیئے کیا جنگل میں بھی کبھی ایسے اعلان ہوا کرتے ہیں؛ سو اس کا جواب خود ان کے نامور محققین مناظر فضل بن روزبہان نے یوں دیا ہے، دیکھئے ابطال الباطل درضمن دلائل الصدق ص۲۵ ج ۲

وجہ تخصیص مقام غدیر خم برائے اعلان ولایت امیر المومنینؑ

ان واقعۃ غدیر خم کانت فی مرجع رسول اللہ عام حجۃ الوداع

وغدیر خم محل افتراق قبائل العرب وکان رسول اللّٰہ یعلم انہٗ آخر عمرہ وانہٗ لا یجتمع العرب بعد ھذا الاجتماع فاراد ان یوصی العرب لحفظ محبت اھل بیتہ و قبیلہ ولا شک ان علیا کان بعد رسول اللّٰہ سید بنی ھاشم واکبر اھلبیت فذکر فضائلہ وساواہ بنفسہ فی وجوب الولایۃ والنصرۃ والمحبت یتخذوہ العرب سیدا ویعرفوا فضلہ و کمالہ۔

کہ واقعہ غدیر خم حجۃ الوداع سے حضورؐ کی واپسی پر واقع ہوا ہے اور مقام غدیر خم قبائل عرب کے افتراق کا محل ہے جہاں سے مختلف راہیں نکلتی ہیں اور رسول اللہ جانتے تھے کہ اس کے بعد اتنے عرب آپ کے پاس جمع نہ ہوں گے۔ اس طرح کا مجمع ہونا مشکل ہے) پس ارادہ کیا حضورؐ رسالتمآب نے کہ عرب کو وصیت کریں اہل بیت اور اپنے قبیلہ کے لئے حفظِ محبت اور کوئی شک نہیں کہ حضرت علیؑ رسول خدا کے بعد بنی ہاشم کے سردار ہیں اور اہل بیت کے بزرگ ہیں۔ پس حضور رسالتمآب نے بنا بریں حضرت کے فضائل بیان کئے اور وجوب ولایت نصرت، محبت میں علیؑ کو اپنے نفس کے مساوی گردانا تاکہ اہل عرب آپ کو اپنا سردار بنالیں اور آپ کے فضل و کمال کو پہچان لیں۔ یہ تھی وجہ تخصیص مقام غدیر خم جس کو بعض جہال نہیں جانتے اور خواہ مخواہ اعتراض کرتے پھرتے ہیں۔

اعتراض بر معنی حدیث غدیر

سوال: کہ مولا بمعنی اولیٰ کبھی نہیں آیا۔ یہ ایک مشہور اعتراض ہے کہ اس حدیث میں لفظ مولیٰ بمعنی اولیٰ کبھی آیا ہی نہیں۔ جب مولیٰ بمعنی اولیٰ بالتصرف نہ آیا تو خلافت ثابت نہ ہوئی۔

الجواب: یہ اعتراض بھی ان کی اپنی کتابوں سے ہی رد ہو جاتا ہے۔ دیکھئے جلالین مطبوعہ

مصر ص۲۹ ج ۲۔

ماوا کم النار ھی مولیٰ کم اولیٰ بکم۔ یعنی جہنم تمہارا مالک ہے اور تفسیر جمل حاشیہ جلالین ص۲۹ ج ۲ مطبوعہ مصر میں ہے۔

وان یکون بمعنی اولیٰ کقولک ولاہ ای اولیٰ بہ وفی ابی السعود ھی مولاکم ای اولیٰ بکم۔

کہ یہاں پر دیگر احتمالات کے علاوہ مولیٰ بمعنی اولیٰ ہو سکتا ہے کیونکہ مولیٰ بمعنی اولیٰ آتا ہے جیسا کہ محاورہ عرب ہے مولاہ یعنی اولیٰ بہ اس کا مولیٰ یعنی اس کا اولیٰ۔

مولیٰ بمعنی اولیٰ در کلام رسالت مآب

مولیٰ اور اولیٰ کی بحث میں ولایت علیؑ کا انکار خر تے بدرا بہانہ بسیار کا مصداق ہے ورنہ حضورؐ پر نور تو مولیٰ اور اولیٰ کا معنی اپنی حیات طیبہ میں بار بار ذہن نشین کر چکے تھے۔ دیکھئے سنت کی سب سے بڑی مستند کتاب صحیح بخاری ص۳۲۳ ج ۱ باب

من استعاذ من الدین عن ابی ھریرۃ ان النبی صلعم قال ما من مومن الا وانا اولیٰ بہ الدنیا والاخرۃ اقرء وان شئتم النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم فانما مومن مات و ترک مالا فیورثہ عصبتہ من کانوا من ترک دنیا او ضیاعاً فلیاتینی فانا مولاہ ایضاً۔ بخاری شریف ص۷۰۵ ج ۲ پارہ ۱۹

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ تحقیق نبی کریمؐ نے فرمایا نہیں ہے کوئی مومن مگر میں اس کا سب سے زیادہ اور اولیٰ ہوں وارث ہوں۔ دنیا اور آخرت میں اگر چاہو تو اس کی تصدیق قرآن سے پڑھ لو۔ النبی اولیٰ بالمومنین نبی مومنوں کا زیادہ والی ہے۔ ان کی جانوں سے بھی پس جو مومن مال چھوڑ کر مر جائے اس کے وارث اس کے رشتہ دار ہوں گے اور جو شخص قرضہ یا کوئی ضائع ہونے والی چیز چھوڑ جائے وہ میرے پاس آنی چاہیے میں اس کا مولیٰ

ہوں. مشکوٰۃ شریف ص۲۶۳ باب الفرائض میں بحوالہ ابوداؤد یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ انا مولیٰ من لا مولیٰ لہٗ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا جس کا مولا نہ ہو اس کا میں مولی ہوں۔

معاملہ صاف ہوگیا

تمام عمر حضور اکرمؐ فرماتے رہے ہیں میں ہر مومن کا مولی ہوں۔ حجۃ الوداع کے بعد شام خم غدیر یہ فرمایا جس مومن کا میں مولی ہوں آج کے بعد اس کے علیؑ مولی ہیں اور حضورؐ یہ واضح فرماچکا ہیں کہ میں مومنین کا کس معنیٰ میں مولی ہوں لہٰذا کسی نے بہت ہی اچھا کہا ہے۔

عبث در معنیٔ من کنت مولیٰ بروی ہر سو علیؑ مولیٰ بایں معنی کہ پیغمبرؐ بود مولیٰ

قرائن ارادۂ معنی مولیٰ بولی الامر

مولیٰ کے بعض معنی مثلاً محقق، عم اور ابن تو ایسے ہیں کہ یہاں پہ بنات خود ہی غائب نہیں بیٹھتے۔ باقی رہے معنیٰ محب اور ناصر اسکی تبلیغ کی ضرورت نہ تھی یہ خود سمجھ آسکتے تھے حالانکہ ولایت علیؑ کی تبلیغ کا حکم ہو چکا ہے تیسرا حضرت خود ہی اس حدیث کی تمہید لفظ اولی بالمومنین سے باندھی تاکہ معانی مقصودہ مستحضر الاذہان ہو جائیں چہارم حضرتؐ کا قرب موت کا ذکر کرنا بھی اسی معنیٰ کی تائید کرتا ہے۔ پنجم خاتم کے حق میں مناسب دعا اللّھم وال من والاہ یہ دعا والیان امر کے لئے ہے۔

قرائن حالیہ

کچھ قرائن حالیہ بھی ہیں جو ولایت امیرالمومنینؑ کی تعیین کے معنی

مقصود پر دلالت کرتے ہیں جیسے الصلوٰۃ جامعۃ کی منادی سفر میں جو اجتماع کی متقاضی ہے۔ پھر اونٹوں کے پالانوں کا منبر بنانا (جیسا کہ شرح مواقف اور قوشجی میں ہے) پھر بحیثیت خطیب کھڑے ہو کر بیان، محبت کے لئے نہ تھا اگر ان تمام قرائن حالیہ اور مقالیہ کو ملا کر نظر کی جائے تو کسی ذی فہم کو امامت علیؑ میں شک نہیں رہتا سوائے منکر اور متعصب کے۔

استدلال جناب امیرؑ بحدیث غدیر

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حدیث غدیر میں مقصود نص پر امامت علیؑ ہے تو جناب امیرؑ نے اس کو اپنی امامت پر بطور دلیل کیوں نہ پیش کیا یہ بھی معترضین کی جہالت ہے ورنہ جناب امیرؑ اس کو پیش کر چکے ہیں چنانچہ دیکھئے دیوان علیؑ ص ۱۱۱ مطبوعہ مجتبائی۔

وفی القرآن الزمھم ولائی	واوجب طاعتی فرضاً بعزمی
کما ھارون من موسیٰ اخوہ	کذالک انا اخوہ ذاک اسمی
بذالک اقامنی لھم اماماً	واخبرھم بہ بغدیر خم

ترجمہ: اور قرآن میں خدا نے ان پر میری ولایت کو واجب کیا اور میری اطاعت کو فرض بالعزمت کیا جیسا کہ ہارونؑ موسیٰؑ کے بھائی تھے میں آپ کا ویسا ہی بھائی اور میرا وہی نام ہے اس واسطے رسول اللہ نے مجھے ان کے لئے امام بنا اور ان کو اسکی خبر غدیر خم پر دی۔ اسی دیوان علیؑ میں ص ۱۱۵ پر بھی آپ کا یہ استدلال موجود ہے۔

واوجب لی ولایتہ علیکم	رسول اللہ یوم غدیر خم
واوصانی النبی علی اختیار	لامتہٖ رضی منکم بحکمی

الا من شاء فلیؤ من بھذا   والا فلیمت کمدًا بغمٍ

ترجمہ :۔ رسول اللہ نے روز غدیر خم میری ولایت کو اپنی طرف سے صحابہ پر واجب کیا مجھے حضورؐ نے امت کے لیے چن کر وصی بنایا تم سے میرے حاکم ہونے پر راضی ہوا خبردار جو شخص چاہے پس ایمان لائے اس پہ ورنہ غم کی موت مر جائے

اس دیوان ص۱۱۸ مطبوعہ دیوبند دہلی میں جناب امیرؑ نے اپنی دستار بندی کو بطور فخر یوں بیان فرمایا ہے ۔

انا علیؑ صاحب الصمصامہ   وصاحب الحوض لدی القیامۃ

اخو نبی اللہ ذی العلامہ   قد قال اذ عممنی العمامۃ

انت اخی ومعدن الکرامہ   ومن لہ من بعدی الامامۃ

ترجمہ ، میں علیؑ صاحب تیغ ہوں ۔ روز قیامت صاحب حوض ہوں ۔ میں صاحب علامت نبیؐ کا بھائی ہوں ، جب حضورؐ نے میرے سر پہ دستار بندی کی تو فرمایا کہ تو میرا بھائی اور معدن کرامت ہے پس میرے بعد امامت اور کس کا حق ہو سکتی ہے ۔

سوال :۔ بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ کا یہ استدلال معاویہ کے مقابلہ پر تھا ۔ شیخین کے وقت میں علیؑ نے نہ انکار کیا نہ اپنا حق مانگا اور نہ ہی شیخین پر تعریض کی جواب : معترضین کا یہ نظریہ بالکل غلط ہے ۔ دیکھئے اسی دیوان ص۹۸ میں امیر المومنینؑ کا یہ کلام بھی موجود ہے جو اعتراض کرنے والے کے لئے کافی دندان شکن جواب ہے ۔

تعلّم ابا بکرٍ ولا تک جاھلاً   بانّ علیًا خیر حافٍ وناعلٍ

وانّ رسول اللہ اوصیٰ بحقہٖ   واکرمہٖ قولہٗ فی المحافل

ولا تبخستہ حقہٗ وارددہ الذی   لیعذرنا نہٗ انہٗ اصدق قائلٍ

جان لے ابوبکر اور بے خبر نہ ہو کہ تحقیق علیؑ تمام انسانوں سے افضل بہتر ہے، تحقیق رسول اللہ نے اس کے حق میں وصیت کی اور آپ نے اپنے قول کے باب میں فضائل سے تاکید کی۔ اے ابوبکر اس کے حق میں کمی نہ کر اور لوگوں میں کی طرف واپس کر دو اللہ کا قول بہت سچا ہے اور ایک جگہ اسی دیوان صہ ۱۱۲ آپ نے غصب امامت پر اصحاب نفاق کا شکوہ بھی فرمایا ہے اور امامت بلا فصل کو ظاہر بھی کیا اور عدم خروج بقتال کی وجہ بھی بیان وھو ھذا

اطلب العذر من قومی وقد جھلوا — فرض الکتاب ونالوا کل ما حرما
حبل الامامۃ من بعد احمدنا — کالدلو علقت التکریب ولوذما
لانی نبوتہ کانوا ذوی ورع — ولا بحولیقۃ الآ ولا زمما
لوکان لی جائز اسرحان امرھم — خلقت قومی وکانوا امۃ امما

میں طلب کرتا ہوں عذر اپنی قوم سے حالانکہ وہ کتاب سے بے علم ہو گئے ہر حرام تک پہنچ گئے ہمارے احمدؐ کے بعد امامت کی رسی میرے ساتھ ایسے لستہ ہے جیسے ڈول باندھا گیا دوال اور ٹکڑے سے یہ لوگ آپ کی نبوت کے زمانے بھی صاحب ورع نہ تھے اور نہ ہی آپ کے بعد انہوں نے آپ کی قرابت اور سرداری کی کوئی اعانت کی اگر میرے واسطے ان کے امر کا آوارہ چھوڑ دینا جائز ہوتا تو میں اپنی قوم کا خلاف کرتا اور بجائے ایک امت کئی امتیں ہو جاتے۔

یہ ہے جناب امیر علیہ السلام کا استدلال اور الزام اور احتجاج مگر ہمارے برادران اس دیوان کو دیوبند میں چھاپنے اور پڑھنے کے بعد بھی ان ابیات لحاق کہہ کے گزارہ کر لیں گے اور دلیل یہ دیں گے کہ یہ ابیات اہلسنت

کے خلاف ہیں جن کے نزدیک اب بخاری شریف سے انکار ہو رہا ہو۔ ان کو دیوان علیؑ سے کیا؟ مگر جن کے نزدیک بالتواتر امامت علیؑ کا حق ہے اور ان کے نزدیک شیخین سے آپ کا اختلاف خود بخاری مسلم میں ثابت ہے وہ کیا کریں۔

واقعہ غدیر کے متعلق علیؑ کا اپنا فرمان

لقد علم الاناس بان سھمی ! من الاسلام یفضل کل سھم

لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ میرا حصہ اسلام میں تمام حصوں سے بڑھ چڑھ کر ہے

واحمد النبی اخی وصھری علیہ اللہ صلّی وابن عمی

احمد نبی میرے چچیرے بھائی اور خسر ہیں کہ جن پر خدا تعالیٰ نے درود بھیجا ہے۔

وانی قائدٌ للناس طرًا الی الاسلام من عربٍ وعجم

اور میں عرب وعجم کے تمام لوگوں کی اسلام کیطرف قیادت کرنے والا ہوں۔

وقاتل کل صندیدٍ رئیسٍ وجبارٍ من الکفار ضخم

اور میں کفار کے تمام جابر وسخت اور قوی رئیسوں کا قتل کرنیوالا ہوں۔

وفی القرآن الزمھم ولائی واوجب طاعتی فرضاً بعزم

اور امت محمدیہ پر میری محبت خدا تعالیٰ نے قرآن میں واجب کردی میری اطاعت ارادہ کیساتھ فرض کردی۔

کما ہارون من موسیٰ اخوہٗ کذاک انا اخوہٗ وذاک اسمی

جس طرح حضرت موسیٰؑ سے انکے بھائی ہارونؑ کو نسبت تھی اس طرح میں محمد صلعم کا بھائی ہوں اور میرا نام ہے۔

لذاک اقامنی لھم اماماً واخبرھم بہٖ بغدیر خم

اس وجہ سے رسول اکرمؐ نے مجھے کو امت کا امام بنایا اور میرے امام ہونیکی خبر انکو بمقام غدیر خم دی

فمن منکم یغادسنی بجھی   واسلامی وسابقتی ورحمی

بتاؤ تم میں ایسا کون ہے جس کا حصّہ میرے حصّہ کے برابر جس کی سبقت الی الاسلام میری سبقت الی الاسلام کے اور جس کا رشتہ میرے رشتہ کے برابر ہو۔

فویل' ثم ویل' ثم ویل'   لمن یلقی الالٰہ غداً بظلمی

سو وائے ہے پھر وائے ہے اس شخص پر جو مجھ پر ظلم کر کے کل اپنے معبود حقیقی سے ملاقات کرے

فویل' ثم ویل' ثم ویل'   لجاحد طاعتی و مرید ھضمی

〃 〃 〃 〃 جو میری اطاعت کا انکار کرے اور وہ جو میرا حق غصب کرنے کا ارادہ کرے

وویل' الذی یشقی سفاھا   یدبر عداوتی من غیر جرمی

و دردائے ہے اس پر جو اپنی کمینگی سے بدبخت ہو گیا اور بغیر میرے کسی قسم کے جرم کے میری عداوت کا علمبردار ہے۔

ڈاڑھی کے احکام

سوال۔ مکرم محمد اسماعیل خان صاحب۔ السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ آپ نے ڈیرہ اسماعیل خان میں شیعہ کی محفل میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ داڑھی لمبی نہ ہو۔ لیکن آپ کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ ص۳۹ میں ہے۔

قال رسول اللّٰہ واعفوا اللحیۃ کہ مونچھیں کٹاؤ اور ڈاڑھی چھوڑدو۔

الجواب۔ یہ حکم عام ہے اور ہر عام مخصوص البعض ہوتا ہے لہٰذا داڑھی کا کچھ حصّہ چھوڑنے پر یہ حدیث ضرور دلالت کرتی ہے مگر اس میں لفظ طویل موجود نہیں جس سے لمبی ڈاڑھی ثابت ہو اور یہ حدیث آپ کے ہاں بھی موجود ہے اگر اس کو عام غیر مخصص تسلیم کیا جائے تو آپ کو بڑی تکلیف ہوگی کیونکہ آپ

کی کتاب ترمذی صہ ۵۲ پر موجود ہے اور باب ماجاء فی الاخذ من اللحیۃ کے تحت مندرجہ ذیل حدیث موجود ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یاخذ من اللحیۃ من عرضھا وطولھا۔

یعنی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داڑھی کو طول اور عرض سے کٹوایا کرتے تھے یعنی حضور ریش مبارک نہ لمبی رکھتے تھے نہ چوڑی بلکہ متوسط اور درمیانی ہوتی تھی۔ اب دونو حدیثوں کو ملا کر یہی نتیجہ نکلے گا کہ داڑھی تو ہو لیکن لمبی نہ ہو۔ اور ترمذی شریف صہ ۵۲ کے حاشیہ پر موجود ہے کہ واعفوا اللحیۃ کی حدیث کا راوی عبداللہ بھی داڑھی کٹوا لیا کرتا تھا۔ اسی لئے آپ کے علماء نے اس اعفا کی یہ تاویل کی ہے کہ اول تو یہ حدیث منسوخ ہے اور کٹوانے والی حدیث ناسخ ہے دوم اس اعفا سے مراد اعفاء غالب یا اعفا کل ہے۔

کما قال یحمل الاعفاء علی اعفائھما من ان یاخذ انظر فی اصلہ غالبھا او کلھا۔

دیکھئے حاشیہ ترمذی صہ ۵۳

کہ اس کے چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا زیادہ حصہ نہ کٹواؤ یا ساری نہ منڈواؤ۔ سوم ہم نے بھی یہی عرض کیا تھا کہ لمبی نہو بلکہ متوسط ہو مگر آپ کو کسی ملاں نے ایک حدیث دکھائی اور دوسری نہ دکھائی لہذا آپ یکج پا ہو گئے۔

آپ کے مذہب میں بعض بزرگوں نے مشت سے زائد داڑھی کو بنا بریں مکروہ بھی سمجھا ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔

آپکے بزرگوں نے تو داڑھی کی توہین بھی فرمائی ہے

جیسا کہ آپ کے امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم صہ ۱۴۹ میں حضرت امام

مالک سے نقل فرمایا ہے۔

عن مالك رحمة الله قال قرءت في بعض الكتب لا تغرنكم اللحى فان التيس له لحية ـ

امام مالک نے فرمایا کہ علم و فضل دیکھا کرو ڈاڑھی نہ دیکھا کرو کیونکہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ ڈاڑھی دیکھ کر فریب نہ کھایا کرو داڑھی تو بکرے کی بھی ہوتی ہے۔

اور امام غزالی نے اسی صفحہ پر ابو عمرو بن علاء کا قول نقل کیا ہے۔ کہ قد لمبا، سر چھوٹا چوڑی ڈاڑھی علامت احمق ہے لہذا میں نے

بخاری شریف سے علامات خوارج

میں کث اللحیۃ والی حدیث پڑھی تھی جس کا مقصد صرف یہ تھا کہ باوجود بھاری ڈاڑھی ہونے کے دشمن بھی ہوں گے یعنی یہ علامات شرعیہ بھی ان کو نہ بچا سکیں گے۔

ہماری کتاب فروع کافی صـ ۴۳ جلد ۲ میں

ڈاڑھی کی نسبت ہمارے آئمہ کی سنت

بایں الفاظ درج ہے۔

عن الحسن الزيات قال رأيت ابا جعفر عليه السلام قد خفف اللحية

ترجمہ:۔ حسن زیات کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا آپ نے اپنی ریش مبارک کو خفیف و مختصر کرایا ہوا تھا۔

اس تخفیف کی وضاحت دوسری حدیث میں یوں آئی ہے۔

عن محمد ابن مسلم قال رأیت ابا جعفر علیہ السلام والحجام یاخذ من لحیتہ فقال دورہا۔ فروع کافی صفحہ ۳۵ جلد ۲

محمد بن مسلم کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو اس وقت دیکھا جب کہ حجام آپ کی ریش مبارک قینچی سے لے رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کو گول کر دے

اب آپ ہی سمجھئے!

کہ طول وعرض میں جو برابر اور گول ہو جائے وہ لمبی کیسی ہو گی زیادہ سے زیادہ جو ہمارے آئمہ سے مروی ہے وہ قبضہ یعنی مشت بھر ہے مگر اس سے زائد کی نسبت یہ حکم ہے:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ما زاد من القبضۃ فھو فی النار

یعنی جو ڈاڑھی قبضہ سے زائد ہو گی وہ جہنم میں جائے گی۔

معلوم ہوا یہ قبضہ بھی زیادہ سے زیادہ ڈاڑھی کی حد ہے اس سے کم کا حرج نہیں زیادہ نہو جس پر وعید نار موجود ہے۔

الغرض ڈاڑھی پر اعتراض نہیں صرف طوالت مکروہ ہے بخاری شریف میں علامات خوارج میں ایک لفظ کث اللحیۃ بھی موجود ہے کث کا ترجمہ لغت کی مشہور کتاب منتہی الارب صفحہ ۱ جلد ۴ میں یوں کیا ہے یحث اللحیۃ در ازو بسیار گس دید ریش

یعنی کث اللحیۃ کا ترجمہ ڈاڑھی کا لمبا اور بھاری ہونا ہے کہ اصل خوارج کث اللحیۃ مشمر الازار محلوق الراس تھے۔ دیکھو بخاری صفحہ ۱۰۲۴ جلد ۲ مطبوعہ اصح المطابع

یہ ہے ریش طویل کی حقیقت

آپ نے صرف اپنے کسی ملاں کے کہنے پر ایک حدیث مجمل اور عام کو لیکر اعتراض کر دیا ہے پہلے دیکھ لیا کرو کہ شیعہ سے واسطہ ہے مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کر کے اعتراض کرنا چاہیئے لہذا ہم مومن بھی ہیں اور مختصر سی داڑھی بھی موجود ہے اور طوالت سے اس لئے احتراز ہے کہ تشبیہ بخوارج نہ ہو جائے تشبیہ سے بچنا بھی ضروری ہے۔

خلافت ابوبکر کی حقیقت نص اور خبر کا فرق

سوال :۔ تفسیر قمی میں صفحہ ۶۸۹ پر ہے ان ابا بکر یلی الخلافۃ من بعدی یعنی حضورؐ نے فرمایا تحقیق ابوبکر میرے بعد خلیفہ ہوگا۔

جب آپ کی کتاب میں موجود ہے تو ابوبکر کی خلافت میں کوئی شک نہیں ہے۔

جواب :۔ یہ خبر ہے نص نہیں ہے خبر ہر اچھی بری چیز کی دی جا سکتی ہے مگر نص حکم شرعی کا نام ہے چونکہ بری خبر کی اشاعت منع ہے اسی لئے اس خبر کا اظہار حضورؐ نے مکروہ سمجھا اور اس کے اظہار پر قمی میں وعید لعن تک موجود ہے جو آپ کے کسی ملاں نے بخوف انکشاف حقیقت اس عبارت کے آخیر سے نقل نہیں فرمائی اور آپ کی کتابوں میں بھی اس کا اظہار کرنا مکروہ لکھا ہے چنانچہ سورۃ تحریم کا نزول اسی باب میں ہوا ہے۔

لہذا اگر یہ نص ہوتی تو حضرت ابوبکر اجتماعی خلیفہ نہ ہوتے نصی ہوتے۔ نص کی موجودگی میں اجماع اور شوریٰ کی ضرورت نہیں

دوسرا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے اس کو سقیفہ میں پیش نہیں کیا

تیسرا حضرت عمر نے لم یستخلف رسول اللہ، رسول اکرمؐ نے کسی کو خلیفہ نہیں کیا کہہ کر اسکی حقیقت کھول دی ہے۔ دیکھو صحیح مسلم ص۱۲۰ جلد دوم۔

اگر خبر کو نص بنایا جائے تو بڑی مشکل ہو گی کیونکہ بارہ خلفاء والی حدیث میں جمہور اہلسنت کے نزدیک یزید بھی چھٹا خلیفہ ہے لہٰذا اس پر بھی نص ہو گی۔

لفظ یلی الخلافۃ میں لفظ یلی فعل ہے جس کے فاعل خود شیخین ہیں یعنی وہ خود والی بن جائیں گے نہ کہ اللہ و رسولؐ ان کو بنائیں گے۔

۱۔ اس قسم کے خود والی بننے کی خبر تو رسول اللہ نے بنی امیہ کی نسبت بھی دی ہے دیکھئے ترمذی شریف ص۵۵۸

عن یوسف ابن سعد قال قام رجل الی الحسنؑ ابن علیؑ

بعد ما بایع معاویۃ فقال اسودت وجوہ المومنین فقال

لا تؤبخنی رحمک اللہ فان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم رای بنی امیۃ علی منبرہ فساءہ ذلک فنزلت

انا اعطینٰک الکوثر یا محمد یعنی نھرًا فی الجنۃ

ونزلت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرٰک ما

لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیرٌ من الف شھر یملکھا

بعدک بنو امیۃ یا محمد قال القاسم فعددناھا فاذا

ھی الف شھر لا یزید یومًا ولا تنقص

ترجمہ:۔ یوسف ابن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص نابکار نے جناب حسن علیہ السلام کو وقت صلح با معاویہ یہ کہا کہ آپ نے مومنین کو روسیاہ کر دیا ہے۔ امام عالی مقامؑ نے فرمایا خدا تجھ پر رحم کرے مجھے ملامت نہ کر یہ امر ہونے والا ہی تھا

کیونکہ رسالتمآبؐ نے خواب میں دیکھا کہ بنو امیہ آپ کے منبر پر کودتے ہیں یہ بات آپ کو بری معلوم ہوئی بس اسی وقت اِنَّا اعطیناکَ الکوثر نازل ہوئی یعنی اے محمدؐ ہم آپ کو کوثر یعنی جنت میں نہر عطا فرمائیں گے اور انا انزلناہ فی لیلۃ القدر بھی نازل ہوئی یعنی اے محمدؐ آپ کی لیلۃ القدر ہزار مہینہ سے افضل ہے جس ہزار مہینے کے بنی اُمیہ مالک ہونگے آپکے بعد قاسم نے کہا ہم نے جب شمار کیا تو خلافت بنی اُمیہ پورے ہزار مہینے ہوئی نہ دن کم ہوا اور نہ زیادہ۔

یہ بنی اُمیہ کے مالک خلافت ہونیکی ایک خبر ہے نہ کہ نص

اور وہ بھی ایک خبر ہے نہ کہ نص ہے اور نہ وہ نص ہے اگر وہ نص ہوتی تو اس کا اظہار مکروہ کیوں سمجھتے نص کا چھپانا منع ہے یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے نزول پر ذرا خطبہ غدیر کی تبلیغ اپنی کتب تفسیر میں دیکھئے پھر توازن فرمایئے کہ نص اور خبر میں کیا فرق ہوتا ہے تفصیل کے لیئے ہماری کتاب فتوحات شیعہ معہ اضافہ دیکھیئے۔

بیعت علیؑ با ابوبکر کی تحقیق و تنقید

سوال:۔ از دوست محمدؐ قریشی احتجاج طبرسی صہ ۵۳ پر ہے فتناول یدابی بکر فبایعہ یعنی حضرت علیؑ نے ابوبکر کی بیعت برضا و رغبت کی جب حضرت علیؑ نے برضا و رغبت بیعت کی تو آپ لوگ تسلیم کیوں نہیں کرتے؟

جواب:۔ آپ نے احتجاج طبرسی سے تناول یدابا بکر فبایعہ نقل کرکے حضرت علیؑ کا ابوبکر کی برضا و رغبت بیعت کرنا ثابت کرنا چاہا مگر آپ نے احتجاج طبرسی کی پوری عبارت کیوں نہ نقل فرمائی تاکہ حقیقت خود بخود ہی کھل جاتی ہمیں تکلیف ہی نہ کرنی پڑتی مگر بے نماز اگر لا تقربوا الصلوٰۃ کی پوری آیت پڑھیں تو ترک نماز کا بہانہ کیسے ملے

لیجئے ہم عرض کئے دیتے ہیں۔

یہ اسی روایت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کو بیعت کیلئے بلایا گیا مگر آپ نہ آئے اور ابو بکر کے امیر المومنین اور خلیفۂ رسولؐ ہونے سے انکار کیا اور اس کے بعد حضرت ثانی غضب میں آئے اور قنفذ کو مع فوج بھیجا اور قنفذ بھی حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے استغاثہ اور احترام خانۂ سیدہؑ کے پیش نظر واپس آ گیا اور دوبارہ فوج آگ اور لکڑیاں لے کر دروازہ سیدہ پر گئی اور جناب سیدہؑ نے فریاد کی مگر کوئی اثر نہ ہوا پھر حضرت علی علیہ السلام کا فوج کے درمیان دربار میں جانے کا ذکر ہے اور قتل کی دھمکیاں موجود ہیں تلواروں کے سایہ میں بیعت کا مطالبہ ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اگر آج میرے ساتھ چالیس مرد ہوتے تو میں جہاد کرتا اور تمام دلائل بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ ہیں۔

ثم نادی قبل ان یبایع یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی ثم تناول ید ابا بکر فبایعہ

ترجمہ: پھر جناب رسولؐ خدا کو اونچی آواز سے یوں پکارا۔ اے میرے بھائی قوم نے مجھے ضعیف اور کمزور کر دیا۔ قریب ہے کہ مجھ کو قتل کر دیں یہ کہہ کر پھر ابو بکر کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

اب فرمائیے کہ یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو اس سے الٹا ظلم و جبر ثابت ہوتا ہے خانہ جناب سیدہؑ کی بے احترامی ثابت ہوتی ہے آگ اور لکڑیاں لے جانا ثابت ہوتا ہے۔ علی المرتضیٰؑ کو قتل تک کی دھمکیاں ثابت ہیں اور ان تمام مجبوریوں کے بعد بیعت کا ذکر ہے۔ آپ تو ان بزرگوں کو ان ظلم سے بری کرنے کی بجائے الٹا پھنسا بیٹھے ہیں۔

اب فرمائیے یہ بیعت ہوئی کہ اہل بیتؑ پر ظلم ہوا۔ اب آپ ہی فرمائیے۔

جن سے اہلبیتؑ پر ظلم ثابت ہوں، انکو شیعہ کیسے مانیں

بصورت دیگر یہ روایت اگر غلط ہے تو آپ نے پیش کیوں کی اور اس کا ایک ٹکڑا سند کیوں گردانا۔ یا اس روایت کو غلط تسلیم کرو جیسا کہ اسی احتجاج کے صـ۴۹ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ خواجہ ابو جعفر قمی گفت کہ امیر المومنین علیہ السلام بیعت نہ کرد نہ ابوبکر را نہ عمر را وایشان از وبخاموشی راضی شدند۔

یعنی حضرت علیؑ نے نہ ابوبکر کی بیعت کی اور نہ عمر کی اپنے دلائل بیان کر کے خاموش ہو گئے اور وہ خاموشی پر ہی راضی ہو گئے۔

اب فرمایئے ہمارے نزدیک تو تحقیقی بات عدم بیعت ہے اگر اس روایت سے استدلال کرنے کا شوق ہو تو پہلے اس روایت کو سچا مان کر ان امور کا ارتکاب اپنے خلفاء سے تسلیم کیجئے تاکہ قصہ ہی پاک ہو جائے۔

ورنہ استدلال چھوڑیئے جو راستہ قریب ہو تجویز فرما کر دوبارہ لکھیئے تاکہ مفصل کچھ عرض کیا جائے اگر ہم اس روایت کو صحیح تسلیم کرتے ہیں تو ان کے مظالم ماننے پڑتے ہیں اور اگر سچا نہیں مانتے تو لفظ بیعت بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔

الغرض

اگر جناب امیرؑ بیعت کرتے تو مسلم شریف میں یہ کیوں ہوتا؟

لَمْ یُبَایِعْ تِلْکَ الْاَشْھُرَ یعنی جب تک جناب سیدہؑ زندہ رہیں حضرت علیؑ نے بیعت نہ کی۔

(صحیح مسلم صـ۹۱ جلد نمبر ۲)

اب آپ ہی بتائیے کہ چھ مہینے تک حضرت علی علیہ السلام کی غلطی تھی کہ امام حق کی بیعت نہ کی یا اس لئے بیعت نہ کی کہ وہ امام حق نہ تھے لہذا ضرورت ہی نہ سمجھی۔

دوم :۔ اگر حضرت علی علیہ السلام بیعت کر لیتے تو ان کے دروازہ پر آگ اور لکڑیاں لگانے کی کیا ضرورت تھی جیسا کہ آپ کی متعدد کتب میں موجود ہے۔

دیکھئے ازالۃ الخفاء شاہ ولی اللہ صاحب۔ قرۃ العینین، عقد الفرید۔ تاریخ طبری، تاریخ کامل اور مروج الذہب کے علاوہ کئی اور کتابیں اگر خیال ہو کہ یہ روایت ہی صحیح نہیں ہے تو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جو کہ خاتم المحدثین بھی ہیں ان سے دریافت کریں جنہوں نے ازالۃ الخفاء میں اس کو بسند صحیح لکھا ہے اور تسلیم کیا ہے۔

اب فرمایئے

اگر آپ کی کتابوں کے یہ حوالہ جات صحیح ہیں تو ہمارا کیا قصور ہے ؟ اگر غلط ہیں تو غلط ہونے کی وجہ بتایئے پھر آپ کے نقل کردہ ایک لفظ کی صحت کا معیار کیا ہے جس کا نہ سیاق ہے نہ سباق لہٰذا حضرت علیؑ نے برضا ورغبت شیخین کی خلافت کو راشدہ سمجھ کر کوئی بیعت نہیں کی نہ ثابت ہے اسلئے انکار بیعت پر ظلم و ستم ثابت ہیں جو صابر نے برداشت کئے۔

عدم جنگ کا عہد یا عدم خروج پر مصالحت اور چیز ہے بیعت اور چیز ہے

اگر خیال ہو کہ علیؑ شیر خدا تھے مجبور کیسے ہو گئے تو رسولؐ خدا سے پوچھئے کہ جب آپ کے ساتھ فرشتے تھے علیؑ شیر خدا اور حضرت حمزہ بھی تھے۔ حضرت عمر بھی تھے اشد بھی تھا تو۔

آپنے رات ہی رات ہجرت کیوں فرمائی ؟

غار میں کیوں چھپے آپ کے گلے میں عقبہ بن ابی معیط نے کپڑا کیسے ڈال لیا کہ آپ کے آنسو باہر آ گئے آپ ایسے مظلوم کیوں بنے ؟

اگر کہو کہ حکم خدا تھا کہ صبر کرو تو جناب امیرؑ کو بھی ایسا ہی حکم تھا جیسا کہ آپ کی کتاب مدارج النبوۃ صفحہ ۵۵۵ جلد نمبر ۲ پر حضرت کی آخری وصیت موجود ہے اور آئمہ جور کے مقابلہ میں صبر دیکھنا ہو تو

صحیح مسلم جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۳۹ ملاحظہ کیجئے۔ فما جوابکم فھو جوابنا

نماز علیؑ خلف ابی بکر والی روایت

جو آپ نے پیش کی وہ بھی ایسی ہی ہے اس میں بھی علی علیہ السلام کے قتل کی تجویز کا ذکر ہے اور حضرت علی علیہ السلام اس دن اس راز کو کھولنے کیلئے تشریف لے گئے تھے آپ تو یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ علیؑ کے ساتھ شیر و شکر تھے اور روایت ایسی پیش کرتے ہیں جس سے قاتل ثابت ہو رہے ہیں کچھ سمجھ کر تو پیش کرو ایسی غلط دلیلیں پیش کرتے وقت شرم بھی محسوس نہیں ہوتی یا یہ خیال ہے کہ کسی کو سیاق و سباق کا پتہ ہی نہیں؛ یہ بات نہیں صاحب یا پیش نہ کرو یا پھر ہم پوری پوری روایات نقل کر کے پردہ چاک کر دیں گے یا تجویز قتل علیؑ کو صحیح مانو یا اس روایت کو غلط تسلیم کرو۔

باقی اس روایت سے حضرت علیؑ کا ابوبکر کی اقتداء میں نماز با جماعت پڑھنا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ لفظ "خلف" عموماً وہاں آتا ہے جہاں اقتدا نہ ہو کوئی شخص اپنی تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے آگے لوگ کھڑے ہوں یا پڑے ہوں چنانچہ۔

(بخاری شریف میں باب الصلوٰۃ خلف النائم دیکھئے)

یا باب الصلوٰۃ خلف المرأۃ یعنی عورت اور سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا بیان پھر فرمایئے کہ یہ عورت اور "سونے والا" امام تھا یا یونہی پڑا تھا۔

فما جوابکم فھو جوابنا

شرح فقہ اکبر سے "صلوا خلف کل بر و فاجر" پڑھیے اور اپنی مستند کتاب سنن کبریٰ بیہقی جلد ۳ صفحہ ۱۲۲ پر۔

اَنَّ الحسنؑ والحسینؑ یصلیان خلف مروان پڑھ کر اس کا فلسفہ سمجھایئے اور ہماری فروع کافی سے الصلوٰۃ خلف من لا یقتدی بہ بھی پڑھیے۔

قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ کیلئے عرض کر دیتے ہیں کہ نماز با جماعت یا اقتداء کیلئے

لفظ "مع" آتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۔ اگر ہمت ہو تو کسی کتاب سے "صلی علی مع ابی بکر" دکھائیے ورنہ لفظ "خلف" سے کام نہیں چلے گا۔

صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نظر

سوال: شیعہ صحابہ کرام کو کیوں نہیں مانتے؟ اور شیعہ سنی کا در باب صحابہ کس امر میں اختلاف ہے؟

الجواب: اصل حقیقت یہ ہے کہ مومنین و مخلصین صحابہ کے نہ شیعہ منکر ہیں اور نہ مخالف بلکہ ان کی محبت کو عین ایمان سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ اصل اختلاف اہلسنت کے اس عقیدہ سے ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور اہلسنت حضرات تمام صحابہ کو عادل سمجھتے ہیں جیسا کہ استیعاب ابن عبداللہ ص ۹ جلد اول میں ہے۔

اجمع اهل السنة والجماعة انهم عدول

یعنی اہلسنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ مگر قرآن مجید کی شہادت اس کے برخلاف اور برعکس ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ پ۴ سورہ آل عمران (قرآن کریم)

بعض تم میں سے دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت چاہتے ہیں۔ یہ خطاب جنگ احد میں صحابہ کرام کو ہو رہا ہے اور پھر ارشاد فرمایا

وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۔ پ۴ آل عمران (قرآن کریم)

اور جو شخص دنیا چاہنے والا ہے ہم اس کو دنیا کا حصہ دیں گے اور جو شخص ثواب آخرت چاہتا ہے ہم اس کو اسی میں سے دیں گے۔

بلا امتحان صحابہ داخل جنت نہیں ہو سکتے

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا

مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ○ پ آل عمران

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں جا داخل ہو گے حالاں کہ ابھی اللہ تعالیٰ نے انکو ظاہر ہی نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نہ ان کو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہیں۔

مومنین صحابہ اور منافقین

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ
وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا پ النساء

اور جو مصیبت پہنچی تم کو اس دن کہ ملیں دو جماعتیں وہ اللہ کے حکم کے ساتھ تھی تاکہ ظاہر کرے ایمان والوں کو اور ظاہر کرے ان لوگوں کو جو منافق ہیں۔

مجاہدین صحابہ اور غیر مجاہدین کا فرق اور عدم مساوات

لا يستوى القاعدون من المومنين غير اولى الضرر والمجاهدين
فى سبيل الله باموالهم وانفسهم پ سورۃ النساء

نہیں برابر ہوتے بیٹھ رہنے والے مسلمانوں سے بلا کسی ضرر اور عذر کے اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے۔

مکی صحابہ کا جہاد سے گریز اور امر خدا پر اعتراض

بعض حضرات کہا کرتے ہیں کہ نفاق یا ضعف ایمان مدینہ کی پیداوار ہے مہاجرین میں کوئی بھی ایسا نہ تھا مہاجرین صحابہ سب عادل تھے خداوند کریم اس کی بھی تردید کرتا ہے اب مہاجرین کی نسبت سنیئے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ

SYED F. RAZA;
14-5[?] Rizvia Society

اللّٰہِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡیَةً ۚ وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَیۡنَا الۡقِتَالَ ۚ لَوۡلَاۤ
اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ؕ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ ۚ وَالۡاٰخِرَةُ خَیۡرٌ
لِّمَنِ اتَّقٰی ۟ وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ۔ (سورۃ نساء پ۵)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ ان کو یہ کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روک رکھو اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو، پھر جب ان پر جہاد فرض کر دیا گیا تو قصہ کیا ہوا کہ ان میں سے ایک فریق لوگوں سے ڈرا جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے کہ اے خدا ہم پر تو نے جہاد کیوں فرض کر دیا اور تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی تاکہ دنیا کا فائدہ اٹھاتے کہہ دے تو دنیا کا فائدہ بہت تھوڑی چیز ہے۔

باقی دارد

نوٹ:۔ انشاء اللہ کتاب مذکور کی تیسری جلد میں استاذی المکرم حضرت مبلغ اعظم مدظلہ سے کئے گئے سوالات کے برجستہ جوابات زیور طبع سے آراستہ ہونے والے ہیں قارئین انتظار فرمائیں۔

احمد علی حیدری تلمیذ مبلغ اعظم مدظلہ

شیعہ فتوحات درجواب الاستفسار

از قلم حقیقت رقم وکیل آل محمدؐ حضرت مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل قدس

ترتیب و پیشکش:۔ مبلغ اسلام مولانا احمد علی حیدری

ناشر: مکتبہ وکیل آل محمدؐ رتہ متہ جھنگ۔

مبلغ اسلام مولانا احمد علی حیدری

تلمیذ حضرت مبلغ اعظم

مکتبہ وکیل آلِ محمدؐ کی علمی تحقیقی لاجواب نشریات

مولانا حضرت مبلغ اعظم وکیل آلِ محمدؐ مولانا محمد اسماعیلؒ

کے مناظرانہ علمی تحقیقی خطابات کا عظیم مجموعہ

جلد اوّل -/15 روپے جلد دوم -/12 روپے

جلد سوم -/15 روپے

جلد چہارم اور پنجم زیرِ طبع

نصرت الذاکرین

حضرت امام حسینؑ کے ذاکروں کے مخالف وہابی مقصر ملاؤں کی رد میں

ہدیہ:-

-/5 روپے

اثبات پنجتن پاک
مع اثبات الشیعہ

وکیل آلِ محمدؐ کے تحریری مناظروں کا لاجواب مجموعہ

ہدیہ:-

-/15 روپے

یادِ محرم
مع ثبوت ماتم

از قلم:-

حضرت مبلغ اعظمؒ

-/5 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ وکیل آلِ محمدؐ برمکان مولانا حیدری

رتہ متہ جھنگ